

أَنَّ الشَّعْنَ وَأَنَّ الْبَيْتَانَ

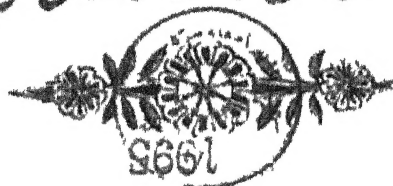


# عَظِيَّةُ الْحَمَى

مصنفة

جناب سید احمد حسین بن نضو صاحب شفیق لکھنوی

بہتمام جناب انجمن محرم صی علی خان صاحب صفت لکھنوی صاحب اخبار لکھنوی



عَمَّا يَرِيسِيكَ تَكُنْ لَكَ  
مَطْبُوعٌ مَعِيَارٌ تَحْتِ يَدِ مَكْنُونٍ



سند احمد حسين عرف بهو صاحب  
شعبي اُمى لکھنوي



# غلط نام سے دیوان سقیف

صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط
۵	۹	دکلی جینے	دکلی جینے	۱۰	۱۰	سہنہ	سہنہ
۱۰	۱۰	ادری	ادری	۲	۱۲	بچ گیا	بچ گیا
۴	۳	تازگی	تازگی	۹	۵۲	لینا ہے	لینا ہے
۱۰	۵	بیٹھنے	بیٹھنے	۲	۵۳	نادران	نادران
۹	۱۵	غم	غم	۴	۵۴	مال دوز	مال دوز
۱۰	۲	فرمان دین	فرمان	۱۰	۵۷	قیس	وحشی
۱۰	۱۸	دکلی جینے	دکلی جینے	۱۱	۶۱	آجوت	آپنے
۱۲	۲۱	سایہ	ناله	۲	۶۷	یہ وحشی	یہ سودا
۲۲	۱۶	قاتل	اتنا	۴	۷۰	بہوش	لے ہوش
۱۰	۱۰	تختے	ہمین	۱۴	۷۱	پاؤنہ	پاؤنہ
۲۶	۱۲	ارمان گمری	ارمان گمری	۲	۷۱	ماجرے	ماجرے
۳۱	۵	یہ	یا	۱۴	۷۴	ناصح آتا	ناصح آتا
۳۱	۱۰	آنا	آیا	۳	۸۰	قاتل سے	قاتل سے
۳۲	۱	دلے	دے	۱۷	۸۲	آیا ہے	آتا ہے
۳۳	۷	اونے	لونے	۱	۸۵	اقرار	انکار
۳۵	۹	لے فضا	لے فضا	۱۰	۸۷	ٹہرہتی	ٹہرہتی
۳۶	۱۴	جہانین	جہانین	۱۶	۸۹	اوسکو	اوسکو
۳۷	۲۱	راز	روز	۱۹	۹۶	دینا	دینا
۳۷	۳	انکھ کے	نگہ کے	۹	۱۰۲	سب نے	سب نے
۳۸	۱۸	نام	نام	۲	۱۰۳	ہمین لیے	ہمین لیے
۳۹	۱۸	نام	نام	۱۶	۱۰۴	اوسکو	اوسکو
۴۰	۱۸	نام	نام	۱۳	۱۰۶	اس نے	اس نے

صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ
۱۰۹	۱۵	ہر دم	ہر روز	۱۵۳	۱	نجاؤنمین	نجاؤن
۱۱۰	۱۴	مری	مری	۱۵۹	۲	گوش رز	گوش رز
۱۱۱	۲۰	دہ کسی	دہ تری	۱۶۲	۱۸	پیر توینین	پیرین ہم
۱۱۲	۹	مدد کرے	مدد کر	۱۶۳	۲۱	ہر ایسا	ہر ایسا
۱۱۳	۱۶	لوتہ اوکا	لوتہ اوکا	۱۶۴	۱۴	ارمان ہی	ارمان ہی
۱۱۴	۸	اب درو	ہمدرو	۱۶۵	۱۳	منجھی	منجھی
۱۱۵	۱۹	فریاد شین	فریاد شین	۱۶۸	۱۸	نشی	نشی
۱۱۶	۶	آگیا چین	آگیا چین	۱۶۹	۷	ارمان وگو	ارمان وگو
۱۱۷	۱۳	یہ دے جاتی	یہ دے جاتی	۱۷۰	۱۶	زرگی کون	زرگی کون
۱۱۸	۷	سچو کچھ تو ہی	سچو کچھ تو ہی	۱۷۱	۸	قائم کھے	قائم کھے
۱۱۹	۱۹	تھکو	تھکو	۱۷۲	۷	دلی قوت	دلی قوت
۱۲۰	۵	بیکار ہوئی	بیکار ہوا	۱۷۳	۱۱	سبز سے کی	سبز سے کی
۱۲۱	۸	رہی	رہے	۱۷۴	۱۶	سرام وصال	سرام وصال
۱۲۲	۱۰	اثر کوئی	نہ کچھ اثر	۱۷۵	۸	گھڑتے	گھڑتے
۱۲۳	۱۸	کہا نی کہاں	کہا نی کہاں	۱۷۶	۱۷	ترپنا	ترپنا
۱۲۴	۱۳	دشتیوں	دشتیوں	۱۷۷	۵	ترپنا چوڑا	ترپنا چوڑا
۱۲۵	۱۱	میرا	میرا	۱۷۸	۱۵	دستی سے	دستی سے
۱۲۶	۲۱	اکبار ہم	اکبار ہم	۱۷۹	۶	چپ ہے	چپ ہے
۱۲۷	۱۴	آنیکو	نیکو	۱۸۰	۱۷	کیا رنگ	کیا رنگ
۱۲۸	۱۸	تمام عالم	تمام عالم	۱۸۱	۱۷	جناب مختار	جناب مختار
۱۲۹	۵	کھٹک	کھٹک	۱۸۲	۱۷	آغا صاحب	آغا صاحب

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسن کیا چیز ہے ہوتی ہو نبوت کیسی x تو جسے چاہے وہی یوسف کفنان جائے  
 بلاشبہ مجھ ان پڑہ کی شاعری بھی اوسکی قدرت کاملہ کا ایک ادنیٰ سا شعبہ ہی جو خداوند  
 کریم نے اپنی قدرت سے دولت نظم مجھ کو عنایت فرمائی ہو ماشاء اللہ خزانہ نظم ایسی چیز ہے  
 کہ جب کا خالی ہونا مدت دراز تک غیر ممکن ہو یہ تاقیامت یوں ہی ملو میرا اگر کسے داوند  
 کریم مجھے کوئی مالی ثروت عنایت کرتا تو میری ایسی عزت نہ ہوتی جیسے کہ کچھ نظم میں نصیب ہوئی  
 انشاء اللہ تعالیٰ خداوند کریم مجھے اس دولت نظم کو سبب سحیات جاودانی عنایت فرمایا  
 آمین ثم آمین اگر خداوند کریم میرے ہر سوئے تن کو صورت زبان گویائی عنایت فرمائے تو میں  
 اوسکا ایک سجدہ شکر نہیں بجا لا سکتا یہ اسی پاک بے نیاز کے رسول اُمّی کا تصدیق ہے  
 جو مجھ ایسے ناقابل ان پڑہ کو قوت شاعری عنایت کی ہو جو ایک قابل شاعر کو زیبا بھی  
 حضرات میں اپنا تھوڑا سا حصہ سوانح عمری کا جو متعلق شاعری کو ہے عرض کرتا ہوں آمین  
 کہ حضرات بخور ملاحظہ فرمائیں کہ

الف ہر ایک شے کو بڑھاتی ہو کثرت و فساد کا اک پیر پروانہ ہو گیا  
 مجھے نو برس کی عمر سے شاعری کا شوق ہوا میں نے ایک شعر غزل میں عرض کیا وہ میرا  
 ملا ہے میں اوسکو جینے پیش کرتا ہوں۔

پکڑ کر لچھا سیاد یوں بلبل کو گلشن سے دباے بال و پھر بھی مین اور سفارحتی مین  
 میرا میلان طبیعت شاعری کی طرف رہا اور اسکے بعد مین کلکتہ اس ذریعہ دیکھا کہ مین جو اب  
 کا کام کرتا تھا اس وقت تک کچھ سیکلہ اوسکا باقی ہو سینے سات برس تک شعر گوئی کی  
 مشق کی شبانہ روز مین کو گیا اوس مدت مین میں کسی شاعر کو اپنا کلام نہیں سنایا  
 مین اب قدر کرتا ہوں اوس سات برس کی مشق کی جناب حجو صاحب شرف مرحوم  
 مغفور میاں برج سے جناب والد مرحوم و مغفور سے ملنے تشریف لایا کرتے تھے مین اکثر جو  
 اپنے مہنوں میں شعر پڑھتا تھا جناب والدہ نام بھی سناتا کرتے تھے اور مین نے جناب  
 شرف صاحب کو فرمایا کہ میرا لڑکا شعر پڑھا ہے ایسے کہ جس سے مجھ پر گمان ہوتا ہی  
 کہ وہ اشعار اوسکے نہیں ہیں جناب شرف صاحب نے مجھے فرمایا کہ تو شعر اپنے پڑھ  
 مین بہت شرم کے ساتھ کچھ اشعار اونی خدیں پیش کئے سننے کے بعد اومخون نے فرمایا  
 میان اپنے شعر پڑھو اور لکھا فرمانا مجھے ناگوار ہوا مین نے گستاخانہ عرض کیا کہ شاید  
 آپ بھی دوسروں کے اشعار اپنے نام سے پڑھتے ہو گئے جناب موصوف نے فرمایا مین  
 دون تو کیلک طرح غایت کی مین شعر کہنے لگا جتنے عرصہ مین اون جناب نے اوقیس  
 شعر تحریر فرمائے مینے اونی شعر نظم کئے سننے کے بعد جناب نے نہایت شابشی دی  
 اور فرمایا کہ تو شعر گوئی کو کبھی ترک کرنا پھر مین کلکتہ اور میاں برج کے مشاعرہ میں شریک  
 ہونے لگا حضرات میاں برج جو اوستاد فن تھے منشی گلشن الدولہ بہادر و منشی  
 اور حضرات جنکے نام مجھے اس وقت نہیں یاد ہیں یہ میری عزت افزائی فرماتے تھے  
 یہ سب حضرات آخری شاہ اودھ کے ملازم تھے منشی گلشن الدولہ بہادر اوستاد بھی  
 جہاں پناہ کے تھے اوسکے بعد میرا لکھنؤ آنا ہوا مین مشاعرہ میں شریک ہونے لگا  
 پھلا مشاعرہ میرے معزز دوست جناب حکیم سے آغا صاحب فاضل کے بیان تھا  
 مین اوس مشاعرہ میں شریک ہوا حضرات لکھنؤ نے میری نہایت عزت افزائی فرمائی

بعد وہ مشاعرے لکھنؤ کے کہ جنہیں حضرات کا ملین کا معجہ بتایا، میں بھی اون مشاعروں  
 شریک رہا اور ہون میں نہایت شکر، حضرات شعراے لکھنؤ کا ادا کرتا ہوں کہ اون  
 حضرات نے میری ایسی عزت افزائی کہ جو میری شان اور قوتِ نظم سے بدرجہا زیادہ ہو  
 میرے سرزد و دست جناب نواب جامِ طلیحان صاحب برسرِ طراپٹ لانے بتا کہ  
 مجھے ارشاد فرمایا کہ تو کلام اپنا جمع کر اور چھپوانے جناب موصوف کی تحریک سے خیال  
 نہ میں ریوان اپنا مرتب کروں بفضلہ دیوان میرا ردیف۔ واجہپ کیا میں جناب  
 مذکور کے چہان اور احسانات کا شکریہ ادا کرتا ہوں سب سے بڑھ کر اس احسان کا شکریہ  
 ادا کرتا ہوں کہ جناب موصوف کی فرمائیں اتنا اثر تھا کہ میں اس مرتبے تک پہنچا ابتدائی  
 حالت میں جناب ابو صاحب چلیس مرحوم و فقورِ نبیرہ جناب انیس مرحوم و مغفور کو اپنا کلام  
 دکھلایا جناب مرحوم دال کی منڈی میں عالیجناب سید بیارِ صاحب رشید مدظلہ کو  
 یہاں تشریف رکھتے تھے میری غزل جناب ابو صاحب چلیس دیکھنے کے بعد فرماتے تھے  
 کہ تو بھائی پیارے کو بھی اپنی غزل سنا دو میں ایک روز کا پورے مشاعرہ میں جا رہا تھا  
 کسی مصرع پر میرے اور اون جناب مرحوم کے تقریر ہو رہی تھی کہ جناب بیارِ صاحب  
 بھی وہ تقریر سن رہے تھے جناب چلیس صاحب سے فرمایا کہ بھائی صاحب انگو آپ مجھے  
 غایت کیجئے یہ آپ کی مان کہ نہیں اوس روز سے میں جناب استاد رشید صاحب  
 مدظلہ کی خدمت میں اپنا کلام پیش کرنے لگا پہلی غزل میں جناب کی خدمت میں پیش کی دیکھنے کو  
 بعد مجھے دو لفظ تعلیم فرمائے مضرات ملاحظہ کریں گے اون دو لفظوں کی معنی خیزی کو وہ لفظ  
 بتاتے ہیں کہ ہم کسی ملک الشعرا ہر فن کی زبان سے سنے ہوئے ہیں۔ یار کی باتیں یا ریسی باتیں  
 یار کی باتیں ہجریسی باتیں واصل بھی حاصل تغزل بھی ان دو لفظوں سے میری شاعری  
 یہاں تک پہنچی کہ مجھ ضرورت نہیں کہ میں غزل گوئی کے بار میں کسی اور سے کوئی بات  
 دریافت کروں جناب استاد صاحب مدظلہ العالی گاہی گاہی فن شاعری کو

بطور علم سینہ مجھے تعلیم کرتے رہے ہیں اب عنایت الہی سے میری نین خیالی میری شاعر کے  
 لئے ایسی ہو کہ مجھے کوئی ضرورت نہیں ہو کہ کسی شخص غیر سے غزل گوئی کی نسبت اور زبان کی  
 بابت کوئی بات دریافت کروں میں جناب اوستاد صاحب مدظلہ العالی کا نہایت  
 ممنون اور مشکور ہوں کیونکہ جناب موصوف مجھے اس رجا الفت فرماتے ہیں کہ مجھے شغف  
 پوری کا لطف ملتا ہو ناظرین میں پھر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں میرے دیوان میں جو بڑا  
 حصہ ہے وہ بے اصلاح ہو مینے جناب اوستاد کو وہ غزلین دکھائی ہیں کہ جو محکمہ  
 شاعر و مین پڑھنے کی ضرورت ہوئی تھی اور بے اصلاحی کا سبب یہ ہو کہ مجھے عالم میں  
 اس بات کا دکھانا ضرور تھا کہ جو کچھ مجھے خداوند عالم نہایت کرے میں بکلیہ حضرات  
 ہندوستانی خدمت میں پیش کروں بلکہ اس بات کو دکھا دوں کہ شاعری اور شہ ہے  
 اور علم و فضل دوسری چیز ہے اچھا لہذا زبان اردو کی شاعرین کوئی قسم ایسی نہیں ہے جس سے  
 خداوند کریم نے مجھے مجبور کیا ہو میرے دیوان میں بہت کم غزلین ایسی ہیں جو مینو فکر سے  
 کہی ہیں اس میں عرصہ ہونیکا سبب یہ ہو کہ افضال الہی سے نظم کرنا کوئی مشکل نہیں ہے  
 مگر یاد کر مین وقت ہوتی ہے جو شاعرین غزل پڑھتا ہوں وہ غزل مجھ کو حفظ بھی کرنا ہوتا  
 ہے ہمیشہ مین اس بات کو عیب سمجھا کہ دوسرا شخص مجھ سے بتلاتا جائے میں پڑھتا جاؤں  
 مجھے بجز ذات خدا کے کسی شخص غیر کی ضرورت نہیں ہے نہایت افسوس مجھ کو اپنی حالت پر  
 کہ مینے اپنی عمر کا حصہ بہت کم شاعرین صرف کیا کیونکہ مجھے اور بھی تفکرات دنیوی میں  
 وقت صرف کرنا پڑتا ہے میری مخدومت جناب نواب علی جان صاحب جابر سٹریٹ لا  
 پرچہ معیار میں اس حکایت کو درج فرمایا تھا ایک شاعر ان پڑہ بنگالیا میں تھا  
 جس وقت وہ دربار شاہی میں جاتا تھا مع بادشاہ کے ساڑھے چار ہزار آدمی کر سنی نشین  
 اس کی تعظیم کرتے تھے جس کی عزت ایسی ہوا کہ کے تمول کا کیا شمار ہو سکتا ہے اگر ایسا شاعر  
 اعلیٰ درجہ کی شاعری بھی کرے تو کیا محبت ہو میں اپنی بد قسمتی اور خوبی زمانہ سے شکایت

کرتا ہوں کہ مجھ ایک بھی قدردان ہندوستان میں ملا کہ تفکرات دنیوی سوانا کر دیتا اور مجھے  
 سوائے نظم کی اور دوسرا کام نہ لیا جاتا اور سوتیلے حضرات ہندوستان کو کچھ ظاہر سوتا جو  
 کچھ خداوند عالم نے مجھے قوت نظم پوری تھی میں پیش کرتا شفیق اب قدردان کو  
 ٹھوٹھتے بھرتے ہو دنیا میں تمھاری لہجہ سی تمھاری وطن بگڑا ناظرین یہاں تک میری  
 سوانح شاعر کا حصہ ختم ہوا اب سبب شاعت دیوان یہاں نے عرض کرتا ہوں کہ  
 ہجری میں سینے کلکتہ کا سفر کیا میرے مغزو دوست جناب سید حسین صاحب شہسری ساکن  
 حال کلکتہ باہری چچ بھنے نے مجھے مہمان کیا چچ مہینے جیسی مہمان نوازی اور بخون کی جو میرا  
 زبان اور شکر یہ میں قاصر ہی مجھے سوریہ دیوان چھپنے کی واسطے عنایت فرمائے  
 دوسرے جناب صاحب جی ہاشم صاحب ملک التجار ساکن حال کلکتہ امر تلہ گلی نمبر  
 ان جناب نے بھی میری پچاس جلدیں قبل چھپنے کے خریدیں وہیہ فوراً ہی عنایت کیا  
 مجھے اون جناب سے بہت ہی تھوڑی ملاقات تھی جو کچھ اون جناب نے مہمان نوازی  
 فرمائی ہو میں نہایت ممنون و مشکور ہوں اور رہو گا کلکتہ میں میں شاعر و مین شریک  
 ہوا نہایت مہمان نوازی و مسافر نوازی فرمائی میری نہایت وجہ کی اور قدر فرمائی جناب  
 جعفری صاحب رنجو شمس العلماء حضرات شعرا اون جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں میرے  
 مغزو و سنجاب مرزا ابو جعفر صاحب ایم اے۔ لکھنوی نے ایک مشاعرہ میرے واسطے منعقد کیا  
 مدرسہ عالیہ میں بہت بڑا مشاعرہ تھا جس کے پریسڈنٹ جناب نصیر الممالک صاحب  
 عارف تھے سینے اوس مشاعرین دو غزلہ پڑھا اسکے علاوہ بھی مجھے حضرات نے  
 شغرفات غزلین پڑھوائیں میری نہایت عزت افزائی اور قدر دانی کی بلکہ جو طالب علم  
 تھے رؤسا اور شرفاء کے مدرسہ عالیہ میں تشریف فرما تھے انہیں ماشاء اللہ قوت نقاد  
 پوری پوری تھی میں حلقہ حضرات کا نہایت شکریہ ادا کرتا ہوں میری اسد رحیم  
 فرمائی اور قدر کی بلکہ اس شکریہ کے عوض میں میں اول کا دعا گو ہوں یہ سب اثر میری مغزو



دوست جناب مرزا ابو جعفر صاحب ایم۔ اے۔ پر وفیسر کی تعلیم کا ہو کہ وہ صاحب  
ایسے نقاد سخن ہیں بعد ختم مشاعرہ جناب مرزا ابو جعفر صاحب سے، ذرا ایک تقریر فرمایا جس سے  
حاصل یہ ہے کہ شفیق صاحب کا دیوان چھپ جانا چاہیے، دیوان کی قیمت ملے  
روپہ حضرات خریداران کو پیشتر عنایت کرنا چاہیے بلکہ سب سب اپنی فرمائشوں  
مبلغ جازن سور وہی فراہم کر دو لگا اسید ہے کہ بعد دیوان چھپنے کے وہ جناب خزانہ  
فراہم کر نہیں کوشش مبلغ فرمائیں کہ پیش جلدیں جناب سب سب لک صاحب سے  
لینے کا وعدہ فرمایا ہی پیش یا دئل جلدیں نواب نصیر حسین خان صاحب خیال۔ ایسی  
خرید فرمائیں کہ وعدہ فرمایا ہی دس جلدیں جناب شیخ محمود علی صاحب رئیس لکھنؤ سو دہائی  
خریدیں اور روپہ چھ لکھ پیشتر عنایت کر دیا بذریعہ منی آؤر دئل جلدیں جناب  
محمد صاحب شاکی رئیس لکھنؤ ساکن حال کلکتہ محلہ باری روڈ کلکتہ سے خریدیں اور روپہ  
بچھے پہلے عنایت کر دیا دس جلدیں جناب حکیم محمد صادق صاحب رئیس لکھنؤ ساکن  
حال کلکتہ نے نصف قیمت مجھ سے قبل عنایت فرمائی دئل جلدیں میرے عزیز دوست حاجی صاحب  
سوداگر رئیس دہلی ساکن کلکتہ محلہ گھوٹولہ ذہبی خرید فرمائیں مجھ کو نصف قیمت ہی عنایت فرمادی  
میں ان حضرات کی قدر دانی کا نہایت شکریہ ادا کرتا ہوں جناب عارف یعقوب صاحب  
ملک التجار ساکن حال کلکتہ امر تلہ گلی نمبر ان جناب ذہبی تنو جلدیں لینے کا وعدہ فرمایا ہے  
مجھے اسید ہے ان جناب سے کہ وہ ضرور ایفائے وعدہ فرمائیں کہ میرے دیوان چھپوانے میں  
جناب سید علی محسن خان عرف نعمتی آغا صاحب آبر لکھنوی اور جناب شاہزادی محمد صلی علیہ  
عرف سلطان صاحب و صنف لکھنوی ان دونوں صاحبوں نے اپنا بہت وقت صرف کیا  
میں نہایت ان دونوں حضرات کا ممنون و مشکور ہوں اس میں ہی ایک جناب میرا کلام  
پڑھتے تھے میں اور جناب آبر سنوتے تھے جہاں پر ان دونوں صاحبوں کی رائے ہوتی تھی مضمر  
مدلنے کی یا لفظ کھنے کی میں انفعال الہی سو فوراً مصرعہ بدل دیتا تھا اور لفظ بھی رکھ دیتا



کہ جناب وقت صف صاحب فی بار ہا مجھے فرمایا کہ اس مصرعہ کو اس ترکیب سے نظم کر لو  
 سینے افضل الہی سے اونکے خیال سے الگ ہٹ کر مصرعہ نظم کیا جہاں لفظ کی ضرورت  
 ہوئی جناب وصف نے پانچ چار لفظوں کے نام لئے مجھ کو خداوند کریم نے اون لفظوں سے  
 بدعا گانہ لفظ عنایت کیا میرے دیوان میں افضل الہی سے سوائے جناب استاد  
 قافلۃ العالی کے اور کسی شخص غیر کا کوئی مصرعہ یا لفظ نہیں ہے اسکے شاہد جناب وصف  
 اور جناب آبر صاحب میں حضرات ملاحظہ فرمائیں مجھ استاد و نکلے کلام سے کوئی نہیں  
 پہنچا کیونکہ میں ایک ان پڑہ ہوں میری نظر سے کسی دیوان کا ایک لفظ بھی نہیں گذرنا  
 دوسرے نکلے نظم سے کیونکہ فائدہ پہنچنا یہ جو کچھ خداوند کریم نے مجھ کو علم سینہ یا قوت نظم عنایت  
 فرمائی ہے یہ میرے رسول امی کا تصدیق ہے میں امید کرتا ہوں کہ حضرات متفرقات نظم دیوان کو  
 بھی ملاحظہ فرمائیں گو مکرر گذارش کرتا ہوں ساکنان ہندوستان سے اور اپنے مغز زناظر سے  
 کہ اگر میری ہر نظم و شعر کو بشوق خرید فرمائیں گو تو انشاء اللہ اتر حسن اپنی عمر کا بقیہ حصہ بڑھائیں  
 اشغال میں صرف کرونگا جو کچھ خداوند کریم اپنی قدرت کا ملکہ عنایت فرمایا گا پیش کرتا  
 رہوں گا۔ شعری گویم باز قند و نبات دس دوائم فاعلاتن دس حضرات کی نظیریں  
 یا قطع تلخ میرے دیوان کی عنایت فرمائے ہیں میں اون حضرات کا تہ دل سے شکر ادا کرتا ہوں  
 جو حضرات ہندوستان میرے دیوان کی جلدیں خرید فرمائیں گو میں نہایت ممنون ہوں گا اور  
 امید ہے کہ میں رؤسائے کھنوں یا شرفاء کھنوں کی خدمتیں عرض کرنا کہ قبل دیوان چھپ کر کچھ قیمت  
 عنایت ہو جائے یقینی وہ حضرات مجھ کو عنایت فرمائے مگر میرا خیال یہ ہوا کہ بعد چھپنے کے میں  
 اون حضرات کی خدمتیں حاضر کرونگا میں دو تین مہینے سو حلیل بھی ہوں اس سے میں اون  
 حضرات کی خدمت سے محروم رہا میرے دوست نواسیئے سجاد علیخان صاحب سجاد و عرف  
 منو نوا صاحبان جناب نے بھی مجھے دس جلدیں خرید فرمائیں اور روسہ مجھ کو قبل از قیام  
 سید احمد حسین عرف شفق شفیق بدترین خلایق خادم الاجابہ کھنوں منی گنج درئی لی گلی

# تقریظات بحساب تہجدی حاصل طبع جناب مرزا محمد حنفی صاحب آوج لکھنؤ

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ شانہ

شفیق بالتحقیق و صدیق بالتصدیق جناب شفیق کا بعض کلام فصاحت نظام مندی  
زبان کی خوبی بیان کی خوش اسلوبی و وزن و کش پیرایہ میں بین میں متحرکوں ان و نوین کی ترجیح و  
عبدہ و ابن عبدہ ہر محمد حنفی آوج لکھنؤ

تقریظ از تہجدی فخر جناب حامد علی خان صاحب مدرسہ سٹریٹ لا  
سید احمد حسین عرف نفع صاحب متخلص بہ شفیق لکھنؤ کے رہنے والے ہیں ۱۲۸۵ھ  
میں مفتی گنج دہی والی گلی میں پیدا ہوئے حضرت امام موسیٰ رضا کی اولاد میں ہیں انکے  
والد جناب حاجی سید علی حسین صاحب مرحوم اور دادا جناب سید صادق علی صاحب  
مرحوم زبردست عامل تھوڑے لکھے تھے سید احمد حسین جابل مطلق نہیں بلکہ یون کہوں  
تو بجا ہوگا کہ آبائی جابل ہیں ایک لفظ کسی زبان کا نہ لکھ سکتے ہیں اور نہ پڑھ سکتے ہیں  
اپنا نام تک نہیں لکھ سکتے لیکن ہر صنف سخن میں شعر کہتے ہیں رباعی - سلام مرثیہ -  
قومی نظمین - مخمس - غزل - سب کچھ کہتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں - بیشتر غزل کہتے ہیں  
پہلے پہل جو شعر کہا وہ یہی شعر ہے پکڑ کر لپیلا صیاد یون بلبل کو گلشن سے  
و بائے بال و پر مٹھی میں اور مقدار چٹکی میں - جب یہ شعر کہا ہی انکی عمر نو یا دس برس کی  
ہو گی شعر مندرجہ بالا بھی اسی زمانہ کا ہی - حضرت آنیس گردن اسی جناب پیار صاحب  
رشید لکھنؤی کہ جو اپنے رنگ میں مرثیہ غزل وغیرہ میں شل و نظیر نہیں رکھتے دشاگرد ہیں  
جو لفظین اوستا و بنا دیتی ہیں وہ یاد رکھتے ہیں اور جو کاٹ دیتی ہیں وہ بھول جاتی ہیں  
کئی برس سے اصلاح نہیں لیتو کہ اب اصلاح کی ضرورت باقی نہیں رہی -

کہنے کا انداز یہی مصرع طرح یاد کر لیا قافیہ و ردیف کسی سے پوچھنے کے شعر کہنا شروع کیا

اور کسی نہ کسی سو لکھوا لیا شفیق شہر بہت جلد کہتے ہیں سر جھکا یا اور مضمون فکر کے ساگر  
 میں ڈھل گیا طبیعت ہر وقت حاضر رہتی ہو گویا فکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی دو  
 برس سو زائد ہوئے ایک دن محلہ جلیانی بازار لکھنؤ میں مجھ سے ملنے آئے میں اس زمین میں  
 غزل کہہ رہا تھا۔ راز کا۔ ساز کا۔ پونچھا آپ کیا کر رہی ہیں منیو جواب دیا میں شاعرہ  
 غزل کہہ رہا ہوں لہا سنائے میں نے مطلع پڑھا مطلع کس سے ادا ہو سکے گا شکر موند نہ آگا  
 ہر چیز میں شعور دیا استیاد کا۔ تعریف کی اور بہت تعریف کی معلوم ہو تھا کہ تعریف  
 کے ساتھ ہی ساتھ فکر کرتے جاتے ہیں اتنی ہی دیر میں مطلع کہہ لیا اور پڑھا افسوس مجھ کو  
 یاد نہیں رہا شفیق کو دیوان میں موجود ہو گا مینیو داد دی لیکن میری داد میں فکر شعر  
 شامل نہ تھی پھر مینیو یہ شعر پڑھا کس منہ سے دوستو نکے بھلا راز دان ہوں ہم + دتوا  
 جب چھپانا ہوا ہے ہی راز کا یہ اس شعر کی تعریف شفیق نے ختم نہیں کی تھی کہ ایک شعر  
 اے زمین قافیہ ردیف میں موزون کر کے پڑھا وہ شعر بھی مجھ کو یاد نہیں پھر مینیو یہ  
 شعر پڑھا شعر ہمارے کی طرف تو کوئی دیکھتا نہیں رہ منہ تک ہی ہیں غور سے سب چارہ ساز کا  
 فوراً اس قافیہ میں بھی شعر کہا۔ الغرض تمام قافیہ شفیق نے دریافت کی۔ توانی مقرر ہو  
 میرے سامنے ایک پرچہ پر لکھے ہوئے رکھے تھے میں نے توانی بتائے شروع کئے اور  
 شفیق نے غزل کہنا ایک شعر مجھ کو یاد ہو جتنا پرانا مضمون ہی میری رائیں بندش تو  
 اتنا ہی نیا کیا ہی شعر موسیٰ چلے ہیں طور کی جانب اٹھا کر سر پر کچھ بھی نہیں خیال نشیب  
 فراز کا شفیق علم موسیقی سے واقف ہیں اور بعض اوقات غزل کو پڑھنے میں اس کا بہت  
 چل جاتا ہے۔ چند سال ہو گئے ہیں ایک مضمون شفیق پر لکھا تھا اس مضمون میں یہ تحریر تھی  
 کہ اگر غزل کا پرچہ اتفاقاً سیدھا ہاتھ میں آ گیا تو آگیا ورنہ اولٹا ہی ہاتھ میں لیتا ہوں  
 کسی سے اس مضمون کو شفیق نے پڑھا کر سنا اس دن سے مطلع پریشان ہو لیتے ہیں  
 حافظہ نہایت قوی ہو قریب قریب سب اپنا کلام یاد ہے۔ اہل لکھنؤ گھر سے ماہر قدم نہیں

رکھتے لکھنؤ پر دل سے فدا ہیں ہر اہل لکھنؤ کی وہی حالت ہے جو ناسخ کی مٹی مصرع لکھنؤ  
 مجھ پر فدا ہے من فدا کے لکھنؤ لیکن لکھنؤ پر ایسی تباہی آئی ہے کہ باوجود اس قدر حب وطنی کے  
 میں نے کوئی ایسا شعر یا قصیدہ نہ دیکھا جہاں کوئی نہ کوئی اہل لکھنؤ بلا  
 ہزار ہا بلکہ ملا مالک لکھنؤ آدمی لکھنؤ سے نکل گئے۔ لکھنؤ حالی ہو گیا یہ میں کیا کہنے لگا  
 یہ کھتا تھا کہ لکھنؤ میں اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو کانپور تک بھی تشریف نہیں لینگے  
 لیکن شفیق نے کانپور۔ الہ آباد۔ بریلی۔ رامپور۔ میرٹھ۔ متھرا۔ سہارنپور۔ بنارس  
 دہلی۔ پٹنہ۔ بھاکلیپور۔ مرشد آباد۔ منگیر۔ کلکتہ۔ بمبئی وغیرہ کی سیر کی ہے اور  
 اس سیر سے انکی شاعری پر بھی اثر پڑا ہے افسوس دنیا کلام میرے پاس نہیں ہے  
 صرف ایک غزل ہے درنہ اسی حالت میں کہ ۱۸ برس سے مرض ذیابیطس میں اور کسی  
 روز سے جاڑ کے سجاد میں مبتلا ہوں پلنگ پر لیٹ لیٹے یا بیٹھے بیٹھے اونکے کلام کی بات  
 رائے زنی کرتا اب اسی ایک غزل کے چند اشعار کی طرف ناظرین کی توجہ مبذول  
 کرنے پر اکتفا کرتا ہوں مطلع ملاحظہ ہو مطلع آنکھ لڑتے ہی جگر کے پار پیکان ہو گیا  
 ہم تو سمجھے فیصلہ تیرا رگ جان ہو گیا اور یہ مطلع بھی کس زور کا مطلع ہے

### مطلع

آہ کی پر ضرب بھی تاحرا مکان ہو گیا | آج میرا راز ظاہر در و نہان ہو گیا  
 یہ شعر بھی سنئے ایک جاہل مطلق اور یہ شعر خدا کی شان ہے۔

### شعر

کیا مری عمر دوروزہ بھی مصیبت سی کٹی | شرم آتی ہے مجھے کس کس کا احسان ہو گیا  
 اس مردہ مضمون میں از سر نو جان ڈالی ہے گستاخ کیا اچھی لفظ ہاتھ آئی ہے

### شعر

پہلے ہی سے کس قدر دست جنون گستاخ تھا | دامن یوسف بھی وحشی کا گریبان ہو گیا

لفظ نام نے اس شعر کو نیا کر دیا۔ یہ لفظ اور اس شخص کو ملے جو الف کا نام نہیں جانتا

شعر

قتل اسد رجب کو عشاق کوئی حد نہیں | آپ ہی کے نام کا شعر خوشان ہو گیا  
یہ شعر بھی کیا خوب شعر ہے۔

شعر

اقرار دے رہے ہیں کیوں انکو بھی ہنسنا چاہئے | میرے مرجانے سے میرا راز پہنان ہو گیا  
راز پہنان کے ٹکڑے لے کیا لطف پسید کیا ہے۔  
اس شعر میں کیا اثر کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔

شعر

آج ملک تین کیسی بستیاں ہنسان ہیں | دل کے مرجانے سے سارا شعر ویران ہو گیا  
مقطع سنئے۔

مقطع

وہ بھی کہتے ہیں تعجب ہے مجھے اس بات کا | عشق میں میرے شفیق ایسا غزل خان ہو گیا  
سچ ہے۔ شفیق۔ جو وہ کہتے ہیں وہی سب کہتی ہیں ہلو بھی تعجب ہے ایک جاہل سطلو  
انپڑہ اور ایسا شاعر شفیق تمھاری نظیر نہیں تم خود ہی اپنی نظیر سو دل سے دعا کرتی ہو  
تم سلامت رہو ہزار برس | ہر برس کے ہوں دن بچا پس ہزار

خاکسار حامد علی

امروہہ - ۲۰ دسمبر ۱۹۸۶ء

تقریظ و اطوارت زبان کلا حبیب پندت برج نرائن صاحب بست لکھنوی

شفیق بندہ سلیم

مجھے سخت افسوس ہے کہ میں تعمیل ارشادِ سید معذرت اور آپ کے دیوان کی واسطے قطعہ تارِ سنج نہ کر سکا  
میں نے آپ کا کلام بار بار شوق سے پڑھا ہے اور سنا ہے۔ شعر کے لئے کہا گیا ہے کہ ناکردان الہی  
اگر واقعی کسی کے لئے یہ لقب موزوں ہو سکتا ہے تو آپ کے لئے آپ کے کلام کی شستگی اور  
لطافت قدرتی ہے۔ اور تصنیف سے آزاد ہے مجھے کامل یقین ہے کہ آپ کے کلام کا مجموعہ نظم اردو  
قابلِ قدر اضافہ ہوگا اور نہایت شوق سے پڑھا جائیگا

حبیب بست لکھنوی

۱۲ جنوری ۱۹۱۶ء

تقریظ دیوان ہذا از گہر باری خامہ جناب لوی مرزا محمد باہی عزیز لکھنوی

یہ بات مسلم ہے کہ شاعری فطری چیز ہے کتاب سے اسکو کوئی تعلق نہ ہوتا ہے شاعر صرف  
مدرسہ الہی میں تعلیم پاتا ہے مناظر قدرت اسکو جذبات کو برانگیختہ کرتے ہیں اور یہی آیات الہی  
اسکا تعلیمی مضامین موجودات عالم میں صرف شاعری میں قوت و وحیث ہے کہ وہ  
طبقات عالم کو درسم و برہم کر دے اسی کی فکر میں دریاؤں کا جزر و مد بہان ہے شعر کی  
حقیقت پر اُن لوگوں نے بہرہ ڈال دیا ہے جو اسکو حقیقی محل استعمال نہ کر سکے۔ موجود  
میں شعر و شاعری کا کوئی معیار باقی نہیں رہا اور اسکی اہمیت کا انکشاف بعض سطحی نظر  
نہ کر سکیں صحیح عالم میں صرف شاعری یہ رخصت ہو سکتی ہیں۔

من بہتیم آن سالک کوئین سیرم

گزنجتہ جو ہر قدس است ضمیرم

جبرئیل در آید بحرِ مرگہ ضمیرم

من بہتیم آن سالک کوئین سیرم

آن لشنہ قدیم کہ ز لب تشنگی دمی

ہمارا شاہد ہے کہ فضلہ سے جو شعر موزوں نہیں پڑھے گئے وہ اکثر جاہل اور کم سن بچے

بلاتحکفہ پڑھ دئے یا بہت سے شاعر دیکھے جو دن رات اس فن سے مشغول رکھنے پر بھی  
شعر کی حقیقت کا ادراک نہ کر کے یہاں سے شعر کی استعداد کا حقداد ہونا مسلم ہے  
شاعری مطالعہ نفس کا نتیجہ ہے اور انسان کا فانی الضمیر فقط شاعر کا قلم ہے۔

عرب جاہلیت میں صرف شاعری اوس قوم کے لئے طرہ امتیاز تھی اور یحیٰ کی مرضع  
نطین کہ یہ کی مقدس دیواروں کا طوق گلہ تھیں سو عکاظہ یحیٰ کی نوا سنجو لئے  
گو سنا تھا قبائل کی بالین اور یحیٰ کی ہاتھ یحیٰ تھیں اگر وہ کسی قبیلہ کو برکھتہ کرنا چاہتے  
تو ایک شعر اور نکاحہ ارشاد شکر و نکاحہ کام دیتا تھا جب کوئی شاعر پیدا ہوتا تھا تو قبیلہ کی  
عورتیں جمع ہو کر فخریہ گیت گاتی تھیں اور اوسکو مبارکباد دی جاتی تھی قبیلہ کی موت اور  
زندگی فقط شعر سے وابستہ تھی۔

نظم کر لینا اور صاحب دیوان ہو جانا آسان ہے مگر شاعر ہونا اختیار سے باہر ہے بہت  
صاحب دیوان شاعر ایسے ہیں جو تب تک شاعر بنے اور انھوں نے مختلف چمنوں سے  
گلچینی کر کے ایک گلہ استہ تیار کر دیا مگر بھولونی ڈالیوں کو مناسب مقام پر نہ لگا کر  
انہ اوس گلہ استہ کو مرتب کر سکے بلکہ انھوں نے اصلی باغبانی ریاضت کو بھی خاک میں ملا دیا  
نظم کا ذوق فطری ہوتا ہے اس عوی کر برہان میں اپنی شفیق دوست سیر خرمین صلیب  
کا دیوان پیش کرتا ہوں باوجود اپنی بے سوادگی کو نظم کر نہیں باسواد اور اکثر ناظموں سے  
ممتاز ہیں اور ملکہ خاص رکھتے ہیں کلام میں آمد زیادہ ہے اور وہیت کم جو ادبا میں ایک  
بڑی صفت ہے گو یہ دیوان بجا مہمیری نظر سے نہیں گذر لیکن اسکا اکثر حصہ مینو وقتاً فوقتاً  
سنا اور لطف اندوز ہوا شفیق کو خصوصیات میں یہ بات قابل ذکر ہے جو نے او کو تمام  
افراد میں ممتاز کر دیا ہے کہ پڑھے لکھے نام کو نہیں مگر نظم کر نہیں نہایت حاضر طبیعت میں  
ساملہ بندی اور جذبات سے کلام خالی نہیں ہوتا شفیق کو اس عصر کے شعر سے خارج تھیں مگر  
کیا یہ امید ہے کہ ادبا دنیا میں ان کا دیوان قبولیت غلام حاصل کریں۔  
غزنیہ کھنوی



تقریباً از مضمون زیری خاتمہ ہے جس محمد صی علی ابن سبط اسما و بیہ  
لسان الفصحی سجا ہو جناب سید احمد خلیل عرف نصوصا۔ شفیق لکھنوی کو کہہ  
اس لئے کہ زبان مادری انکی زبان اردو و نیز اصطلاحات زبان اردو ہے پنجابی  
واقف۔ اگرچہ مطلق نہ لکھے نہ پڑھے لیکن وہ خاص صنف میں جو ایک زبان اردو کہ  
جاننے والے میں اعلیٰ پیمانہ کی ہونا چاہئے ہے انہیں خاطر خواہ موجود ہی میرے خیال  
مبصرین ضرور تنقیدی نظر ڈالیں گے اور نہایت متانت سے کام لیں گے کہ یہ جملہ مذاہ  
کس لئے جناب شفیق لکھنوی کی طرف منسوب کیا گیا جو کہ بحیثیت انصاف ایک  
امی خصال ہیں تو ایسی حالتیں میرا مستند جواب یہ کافی ہو سکتا ہے کہ جناب شفیق  
لکھنوی حد زبان اردو، و نیز اصطلاحات زبان اردو اور فطری مذاق اصناف  
نظم و نثر اور تخیل جذبات طریقہ زبان مذکور میں بہت ہی بہتر ہیں۔ اگر اس حالت پر  
بھی جناب شفیق لکھنوی اس خطاب مذکورہ بالا کے مستحق نہ سمجھی جائیں تو وہ واقعی  
بہت حق تلفی ہے۔ انکی عظمت پاکیزہ خیال و نیز سیاست زبان اردو محتاج بیان نہیں  
کیونکہ فی الحال یہ اپنی آپ ایک نظیر ہیں اور خیال نحیف میں شکل ہو ایسا شخص ممکن ہونا۔  
جناب شفیق اپنے حد مذاق اردو شاعری کو ایک رکن خاص ہیں۔ ناقدان فن یہ دلیلین  
نہ خیال کریں کہ اس خطاب جملہ سے نحیف کا کیا مطلب ہو محض اس غرض سے کہ دنیا میں  
ایسے ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنہوں نے اس بزرگی دے سامانی علم پر اس حد کی مرکزی  
تحقیق اور فصاحت کا مادہ اپنی میں پیدا کر لیا ہو جناب شفیق لکھنوی کی شاعری میں  
جناب اینس مرحوم کا رنگ بھی اکثر مضمون اثر۔ درو۔ عشق ہجر۔ صل۔ رنگ  
جذبات علی الخصوص مذاق سلیم مقلد زبان اردو تو خاص انکا حصہ ہے۔ کوئی شخص  
جو جناب شفیق لکھنوی کی ماہیت سے واقف ہو وہ انکا کلام سنکر یہ نہیں بتا سکتا ہے  
کہ یہ واقف اسرافن شاعری و ماہر اصناف عروض و نظم و نثر نہیں ہیں۔ اس حد کا



تو مذاق سلیم انسان اپنی من پیدا کر لے جناب شفیق لکھنوی کا اہناک شاعری زبان پر ہو گیا  
 کہ جسے انکو اس خطاب مذکورہ بالا کا مستحق بنا دیا۔ جناب شفیق لکھنوی فرمنا شروع ہوئے  
 زبان مذکور کسی طرح کا ایثار و نیر اعتکاف مذاق خیالات شخص دیگر اپنی ذات سے وابستہ  
 نہیں دیا۔ بلکہ ہمیشہ ایسے اوقات پر انکی طبع مایل بانحطاط رہی۔ ہمیشہ یہ خیال رہا کہ  
 یقینی رہے گا کہ اسے کلام میں ترکیب زبان فارسی یا ادق الفاظ عربی و نیز فارسی کا اثر  
 تسرب نہ ہونا چاہئے کیونکہ کچھ رشتان زبان مذکور مستقل طور پر باقی نہیں رہی گی میرے خیال سے  
 جناب شفیق لکھنوی ضرور خطاب مذکورہ بالا کے مستحق ہیں۔

وصف لکھنوی

از کثر من طبیعت جناب سید محمد رفی خان صاحب با قف لکھنوی

ان الله على كل شيء قدير

شکریہ اوس خدا سے واحد و قادر کا جس نے باوجود جسم و جہانیت سو بری ہو سکے  
 ایک لفظ کن سے تمام موجودات عالم کو خلق فرما کر نعمات متعددہ و مختلفہ سے مستفید فرما  
 کلام پیدا کیا اور جس شے میں جا با قوت گویائی عطا فرمائی۔ جیسا کہ موسیٰ عمران کو عالم  
 وجود میں بھیجے ہی لفظ بھی عطا فرمایا۔ اور قابل نعت ہو وہ رسول اُمّی جسے بمصدّق  
 ما یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی کوئی کلام نہ کیا لیکن اُس کے لئے خواہش  
 قادر نے تمام نباتات و جمادات و غیرہ میں قدرت سلیم و کمال عطا فرمادی بعینہ  
 اسی طرح قابل نعت ہی بقیہ کونہ رسول یعنی حضرت سید المرسلین کا نفس بھی از  
 بھائی وصی و جانشین حقیقی جس نے دنیا میں جلوہ غرما ہوتے ہی تمام صحف سابقہ کی  
 مع قرآن کریم جو اس وقت تک نازل بھی نہ ہوا تھا تلاوت فرمائی اور بہ فصاحت  
 تمام رسالت حضرت پناہی کی شہادت دی لاکھ لاکھ درود و سلام ہوا و پیرا و پیرا



ع  
 از جوہر طبع جہان ہے فیلسر مولوی نثار احمد بادی صاحب نے لکھا ہے کہ  
 جناب نثار صاحب شفیق کا دیوان لکھنؤ کا سفر نہیں تو کیا ہے کلام کا عیوب سے پاک  
 ہونا کوئی خوبی نہیں ہے بلکہ تصنیف طے مسنات کلام سے آراستہ سونا اور پھر سراہنا اور  
 خطی سے شاعر کا عاری ہونا البتہ کمال ہے، شیک لکھنؤ کی زبان شاعری کی  
 جان ہے بلکہ فصاحت و بلاغت کا ایمان ہے اب بھی اگر استوانہ منظور ہو لکھنؤ کی  
 کسی شریف خاندان کی باتیں سنو پھر مقول اور مختصر کے درق ارتق و انحط  
 جو کچھ سکا کی نے لکھا ہے ہارنی زبان نے اس کا عطر پہنچ لیا ہے اس میں شک نہیں  
 کہ لکھنؤ اس گئے گزری وقت میں بھی جو کچھ ہو غنیمت ہو۔ مگر نثار صاحب کا دیوان  
 محض لکھنؤ کی زبان اور شریف خاندان کا جوہر نہیں ہے بلکہ خداداد موزونی اور  
 اور طبیعت کے لگاؤ کو بھی دخل ہو ورنہ برگی کو چہ بین لکھنؤ کے دو ایک شاعر سوتے  
 یہاں تو صرف ایک شفیق ہی شفیق نظر آتے ہیں نثار صاحب کا کلام کوئی معمولی  
 بات نہیں ہے استادانہ کلام بلکہ کمال ہے اہل سخن دیکھیں گے اور وجد  
 کریں گے پڑھیں گے اور داد دیں گے دلون سے آہ نکلے گی اور زبانوں سے واہ  
 اس سب پر طرہ یہ ہے کہ پرگوا اور سیف کو دو بون ایک ہی شخص میں جمع بین  
 طرح دید و غزال کہلو الو یہ تو کوئی بات ہی نہیں اکثر شکی مزاجوں نے استحان بھیجا  
 کر لیا جو ہنر نے نصیب دیا ہی پایا۔

حررہ بادی

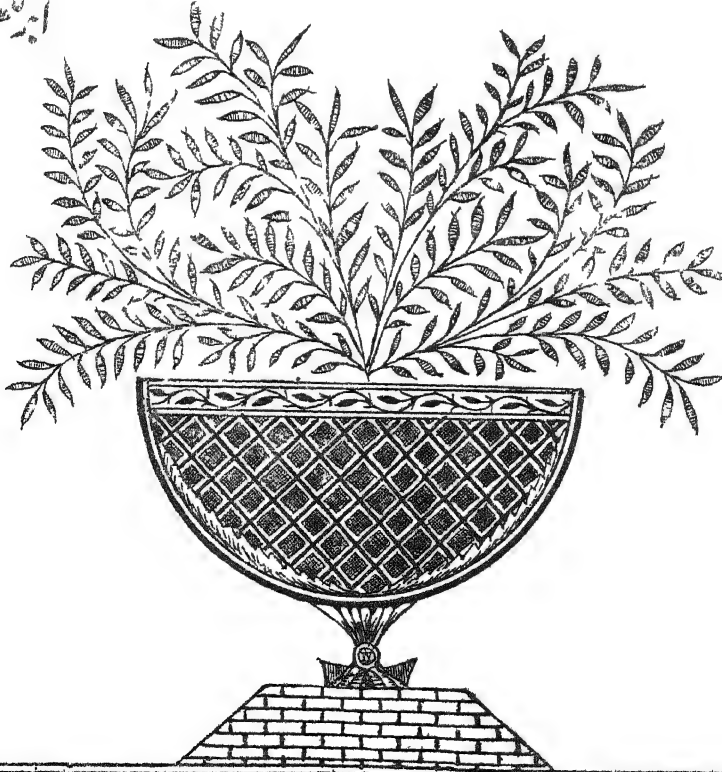
نوٹ۔ چونکہ یہ تقریب دیر میں موصول ہوئی لہذا درج سلسلہ تبھی ہو سکی۔

# عربی تہذیب فکر جناب سید علی حسن خان صاحب آ۔ لکھنؤ

ایسے دیوان کی تعریف میں اور کیا کھنڈ  
قابل نادرش اردو سے مستحکم کھنڈ

دیوان شفیق از بابے بسم اللہ تاتائے تمت میری نظر سے اچھی طرح گزرا وجہ اسکی یہ ہو کہ  
جب مصنف نے نظر ثانی شروع کی تو مسودات غزلیات میں ہی پڑھتا جاتا تھا بہ سہولت  
جاتے اور جا بجا حک و اصلاح کرتے جاتے تھے جناب شفیق کی پرگوئی اور زود گوئی کا  
اسکے پہلے بھی مجھ کو چند مرتبہ تجربہ ہو چکا تھا اکثر مشاعر و نکی غزلیں ساتھ کہنے کی نوبت  
آئی ہو جتنی دیر میں یہاں ایک شعر ہو وہ دو تین شعر کہہ چکے اینں شاعرانہ قوت شعری  
نہیں بلکہ خداداد ہے اصناف سخن پر ایک ہی طرح کی قدرت و ملک ہو باستانے تاریخ  
کہ الف بے ہی نہیں پڑے حروف ابجد کے اعداد کیا جا میں بان صوری تاریخ بھی  
کہہ سکتے ہیں غرض کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ شفیق ایک تمثیل شاعر ہیں اور لکھنؤ کے تمام  
شعرا میں ایک ممتاز نظر سے دیکھے جاتے ہیں اور خوش گو بھی اس حد کے کہ مجھے نہیں  
یا وہ اتنا کہ شفیق جس مشاعر میں پڑے ہوں اور بخوبی داد نہ ملی ہو یہی وجہ ہو کہ فہرست  
خوش گویاں لکھنؤ میں انکا بھی شمار ہے شفیق کی ذات علاوہ کمال شاعری کے چند چند  
صفات سے اور بھی متصف ہے جو شخص سیدھی اولی عبارت نہ پہچان سکے اسکی بول  
چال ایسی صحیح و درست کہ پڑے لکھنؤ کو تعجب ہو کیا مجال جو فلک اضافت ہو یا غیر صحیح  
جملہ زبان سے نکلے روزمرہ وہی جو ثقات شعرا کا ہونا چاہئے ایک یہ بھی صفت ہو کہ وہ  
اکثر اہل لکھنؤ پر جو زبان کے بگڑنیکا اثر پڑا ہو انپر مطلق نہیں ہو یعنی انکی زبان وہی لکھنؤ  
کی اردو سے ملتی ابھی تک باقی ہو حافظہ اب تک ایسا قوی کہ ہمیشہ پوری غزل پڑھتے قوت  
یاد ہوتی ہو ایک شعر نہیں بھولتے طرفیات یہ ہو کہ جب استاد سے اصلاح لیتے تھے  
جب اصلاح بھی اسی طرح بے روک صفا فی ہے پڑہ جاتے تھے جیسے اپنا شفیق خلق

متواضع خوش مزاج وطن دوست اور بندہ دوست پس پشت پاؤں دوست کے لئے دھیر کر  
 بھی برا نہیں سن سکتے مزاج میں شوجی و ظرافت بھی ہے افسوس کہ شفیق نے اپنا لطف  
 کلام نہیں رکھا ورنہ وہ بھی ایک مجموعہ دلچسپ ہوتا با شہزادگان کھٹو میں سر طبقہ متبادل  
 انکو اک طرح کی ہر دل عزیز حاصل ہے جو اہر کی تجارت کرتے ہیں اپنا شعر پرستی میں بھی  
 وہی ملکہ ہے جیسا کہ جو اہر پر کھنے میں نگاہ ہے منصف مزاجی کی یہ حالت ہے کہ جاہی تہیج  
 شعر ہو کر اچھا ہو تو یہ نہایت جوش و خروش سے داد دیتے ہیں (علیہ السلام) کے ہر حرف  
 بھی مینے پڑھ کے منصف سے صحیح کے علاوہ اون روایت سے کہ جیسے وہاں وہ اس شعر پر  
 تعلق ہے کوئی غزل میری نظر سے ایسی نہیں گذری کہ ہمیں تین چار شعر بہت اچھے نہ  
 پائے ہوں۔ تمام دیوان میں حضرت آتش کے رنگ کی جھلک نکالنا اچھا ہے بلکہ اچھا ہے۔  
 سے قبول خاطر و لطف سخن خیر ادا ہے۔  
 آبرو کاغذی





## غزلِ نعیمیہ

بوقتِ نظم کافی ہو سہارا مجھ کو زندان کا  
 مقابل ہو تو بھیکارنگ ہو لعلِ بخشان کا  
 بکے تھے مصر کی بازار میں تو نے نبوت دی  
 ترا الطاف تھا ہوں عبد اور معبود میں باتین  
 وہ کیا مردے جلا سکتے تھے تیرا حکم تھا خالق  
 تجھی نے شیر سے اُنکو بچا یا اپنی رحمت سے  
 بنایا تو نے آدم کو ملائک نے کیا سجدہ  
 خلیل اللہ نے کعبہ بنایا ہاتھ سے اپنے  
 تجھی نے نوح کا بیڑا بچا یا عرقِ عالم تھا  
 بوقتِ قتل اسماعیل دُنبہ بھیجا جنت سے  
 تجھی نے لفظ کن سے دو جہان پیدا کیو یا ب  
 عجب محبوب ختم الانبیاء پیدا کیے تو نے  
 اُسکو ملائک کوثر بنایا واہ ری قدرت  
 اُسی سے معجزہ شق القمر کا ہو گیا پیدا  
 رسولِ پاک کے سب مرتبہ نسی تو وہی واقع  
 مری عزت بچا نا نظم کے میدان میں ای یارب

نمونہ اُسی قدرت کا ہے مطلع میرے دیوان کا  
 نگینِ مرسلیمان کا ہے مطلع میرے دیوان کا  
 عنایت سے تری یہ مرتبہ ہے ماہِ کنعان کا  
 اسی سے اوج پر ہے مرتبہ موسیٰ عمران کا  
 ترے دم سے متا یہ بھی معجزہ عیسیٰ دوران کا  
 وگرنہ کون تھا تیرے سوا محرابِ سلیمان کا  
 یہ تیری مصلحت تھی ورنہ یہ رتبہ ہوا انسان کا  
 یہی معیار قدرت چاہیے تھا تیری ایوان کا  
 تجھی نے اُسکو روکا اور تو ہی بانی تھا طوفان کا  
 زما نین ہوا چرچا جھمی سے عیدِ قربان کا  
 تجھی سے زور چل سکتا نہیں عالم کے سلطان کا  
 رسولِ پاک کو ملائک بنا یا دینِ ایمان کا  
 اُسکی ملائک ہے اُسی پورا بلعِ ضحوان کا  
 اُسی دُنبے تو سینہ شق ہو اہ ماہِ تابان کا  
 ترے راز و نیاز عشق میں کیا دخل انسان کا  
 تو ہی رتبہ بڑھایا شفیق اسی غزلِ دیوان کا





بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

دیوان ہوا مرتب دیکھے گا اک زمانا  
اک لفظ کن سے تیرا ہر چیز کا بنانا  
کیتا ہے تو بھی خالق تیرا بنی لگانا  
سب منکر و نکرے ہاتھوں وہ ظلم کا اوٹھنا  
تیرا پیام لیکر ہر سمت اوسکو جانا  
ایسے بنی کا یارب ایسا وصی بنانا  
بچو نہیں یہ بنی کے تھا فعل عاشقانہ  
ان سب نے منکر و نکا ستہرا کر دیا  
ان کو ہی تو نے دی تھی ایسی صفت الہی  
ایمان کے چمن میں یہ معجزہ سے ظاہر  
ایمان کے جوہن بلبل وہ کر رہی ہیں کشش  
ان کی زبان کی قوت زائد ہو یا الہی

ان پڑھ ہو عین الہی عزت مری بچانا  
جیسا کہ تو ہو خالق ویسا ہے کارخانہ  
دنیا میں جس سے پایا اسلام نے ٹھکانہ  
یہ اوسکا قاعدہ تھا اخلاق کا بتانا  
تو دوست تھا الہی دشمن تھا اک زمانا  
جسکو امام ازل کھنے لگا زسانا  
ویدے کے اپنی جانیں اسلام کو بچانا  
کفار کو تھا مشکل جانو لگا بھی بچانا  
ہر دم جہاد کر کے کفار کو دبانا  
نام کریم منکر کلیون کا پھول جانا  
اپنا بنا رہی ہیں جنت میں اشیانا  
اسلام کا ہے ڈنکا بلبل کا چھپانا

انسان ہوں یا کہ طائر آباد او نکور رکھنا  
 اس طرح سے بنی نے بویا ہی تخم ایمان  
 شاخین جہان میں اسکی ہر سمت کوئی بین  
 جتنے شجر ہیں اسکے سرسبز پور ہیں  
 جو پتھریں کو تو نے یارب دے ہیں رتبے  
 کھیتی اچھین کے دم سے اسلام کی ہر جی  
 قوت علی کی یہ ہے عالم میں آشکارا  
 کچھ مصلحت تھی اسہیں بولے بنی علی سے  
 بارہ امام بھی ہیں ایسے امین یارب  
 دنیا میں ایسی قوت کس کو ہوئی پھیل  
 آنا خیال رکھنا محمد و مہد و عالم  
 اوسکی خدائی بھر کا ہے اختیار تم کو  
 پھر سب زیارتوں سے روشن ہوں گی اچھین  
 بی بی اسی طرح سے حج سے بھی ہوں مشرف  
 یارب ترے کرم کا کیا شکر یہ ادا ہو  
 اچھا ہے یا برابر ہے تیرا ہی ہے عطیہ  
 بے شبہ تو نے اپنی قدرت دکھائی سب کو  
 معبود میرا تجھ پر احوال سب ہے ظاہر  
 تیرے سوا نہیں ہی میرا کوئی سہارا  
 جس سے کہ میری نگین یارب ضرورتیں سب  
 روشن ہی تیرے در پر دی دست دیا ہوں پائے

پڑھتے ہیں بر حسن میں جو تیرا ہی فسانا  
 سنتے ہی نام خالق جلیوں کا پھیل بانا  
 کس کو جہان میں آیا ایسا چمن لگانا  
 کیا لطف ہو زمین پر سبزے کا ہلکانا  
 تو نے اونچین بنایا تو نے ہی اونکو جاننا  
 سینچا ہے اپنے نوشے ہو مز و نانا دانا  
 وہ دست چپ سے اپنے ضمیر کا درا اٹھانا  
 کاندھے پر میرے چڑھ کر کبے کو بت کرانا  
 تو نے عطا کیا ہے اسلام کا خزانہ  
 سب سے بلند پایا ان کا ہی آستانہ  
 ہم ایسے حاصیوں کو دوزخ تم بچانا  
 ہو گا تمھارا قبضہ حنبت پہ مالکانہ  
 میرا مع عزیزان کے ہو مدینہ جانا  
 کونین کی خوزادی ہے عرض خادمانہ  
 تو نے عطا کیا ہے کیا نظم کا خزانہ  
 اسکو قبول کرنا ہے نظم جا بلانا  
 میری زبان سے نکلیں الفاظ عالمانہ  
 تیرے سوا کسی کو سینے کریم جانا  
 دم بھر میں تو ہی دینا اتنا مجھے خزانہ  
 حاجت روا ہے عالم عزت مری بچانا  
 کیا بات تیرے آگے قوت مری بڑھانا

<p>کس سے کہوں الہی سنتا ہے کون میری تیرے ہی در پہ یارب پھیلا ہوا تھ میرا عزت تجھی نے دی ہے تو ہی اسکا حفظ ہو غیب سے الہی سامان ایسا ظاہر سب التباہین میری مقبول ہوں الہی یارب قبول کرنا صدقہ میں نچتن کے</p>	<p>جو سیرے کام آئے ایسا نہیں زامانا میرا شکل سایل ہو تیرے در پہ آنا میرا گڑجکا ہے سارا ہی کارحنا کچھ ایسی ہو ترقی دیکھے جسے زامانا دیکھو نہیں اپنے سر پر رحمت کا تیری آنا لا علم ہوں الہی ہے مختصر فسانا</p>
<p>ان پڑھ شفیق یارب آیات تیرے در پہ یہ ہوا تر سخن میں اچھا کہے زامانا</p>	
<p>و عاسیکش نے دی ہو پیکے پیمانہ محمد کا بنی سب گرد ہونگے آپ ہونگے سچین بیٹھے سوا ذکر خدا کے اور کوئی بات کیا ہوتی پلائیں گے سہونکو جام بھر کر ساتی کوثر گنا ہونگے سبب جاے تو اسکو کیا ضرر ہوئے مے حب علی پیکر ہب رخلد دیکھے گا عجب کیا ہے جو یہ عرش برین بھی چین کہتا خدا کا نام ہو لب پر چلا جاتا ہر جنت میں</p>	<p>قیامت تک رہو آباد میخانہ محمد کا جناہین ہو گا جب در بار شاہانہ محمد کا ملائک سے بھرا رہتا تھا کاشانہ محمد کا بنی سب دیکھنے آئین کے میخانہ محمد کا نہنیں دوزخین جل سکتا ہو پر دانہ محمد کا چلے گا جھوم کر ایک ایک ستانہ محمد کا زمین وہ کیا ہے جس پر ہو گا کاشانہ محمد کا کسی کی بھی نہیں سنتا ہو دیوانہ محمد کا</p>
<p>شفیق زار وہ جنت میں جا بیگا خدا شاہد سنا ہو گوش دل سو جسے افسانہ محمد کا</p>	
<p>اک جوانی کا سبب اور پر ارمان ہونا میں کہان نظم کہان جاہل مطلق ہونین</p>	<p>سخت مشکل ہو مری موت کا آسان ہونا اوسکی قدرت ہو مرا صاحب دیوان ہونا</p>

کارگر سپند نصیحت نہیں ہوتی اوسکو  
وقت زبنت ہی مجھے اونچے سہنی آتی ہے  
یاد آتی ہیں مجھے ادنیٰ وہ بھولی باتیں  
تو نے مجھ کو کف پائین کو زخم بہت  
تو نے صیاد نقص پر جو رکھ پھول تو کیا  
گر اسی طرح ہیں غارت گردنیا تری ظلم  
سرِ رگ دلین تری روزِ خلش ہوتی ہے  
ایک دن آئینکا اک سوے عدم جانیکا  
دل یہ کھتا ہے مرا سلسلہ گیسو سے رہا  
ساکن ملک عدم شعبہ یہ سیکھی ہیں  
یہ مرے کاتب قدرت و مقدر میں لکھا  
فقیں نے دشت لوزدی میں بسپری کی  
روشنی قبر پہ کر دے کوئی اتنا بھی نہیں  
اے جنوں تیری ہی خصلت ہے مری گ لگن  
لاش بھی تیری گلی سے نہ نکلنے دیگا  
دل بیتاب مرا سینہ سے ماہر آیا  
بولا جلا دکھ ہم باتو نہیں کرتے ہیں قتل  
بیکسی کھتی ہے دیرانہ رہے اوس جا پہ  
بھکو عسرت میں حیا آتی ہے یارب اسکی

جسکی تقدیر میں لکھا ہو پریشان ہونا  
آئینہ دیکھنا اور آب ہی جبران ہونا  
خود مجھی کو سنا اور خود ہی پیمان ہونا  
میرا پالوس بھی اسے خارِ مخیلاں ہونا  
موت بلبل کی ہے دوری گلستان ہونا  
میری نظر و بین ہے سالم کا ببا بان ہونا  
اسمین کن ہو ترے تیر کا پسکان ہونا  
رسم ہے حلق میں درد کا مہان ہونا  
میں نے لکھا ہے پریشان پریشان ہونا  
خواب میں آئین کھایا آنکھ پہنازا ہونا  
روزِ فرقت کا احباب شہد ہجران ہونا  
میری تقدیر میں تھا سا کر نہ ندان ہونا  
قہر ہے دل کا چراغ تہ و امان ہونا  
اب کبھی مجھے نہ تو دست و کربان ہونا  
ہجر میں دم کا مرے مہورت ارمان ہونا  
اتو ممکن ہی نہیں راز کا پہنہاں ہونا  
ہکو شرماتا ہی شمشیر کا حریان ہونا  
جس کی ظاہر ہو کبھی گور غیبیان ہونا  
تیری موجودگی اور غیبت کا حسان ہونا

میرے احباب یہ کہتے ہیں کہ جاہل جو غنیق  
ہو بہت جائے عجب اسکا غزل خوان ہونا

وہ یہ کہتے ہیں کہ ہر وہ ہے تباہ اپنا  
یار کو پاس نہیں دل تو نہیں گھبرا  
پاس سے اٹھکے وہ جانیکہ میں لانا لائے  
ہم نہیں یا نہ نہیں غم کو اک جام دین  
جگر ادا جو کرتا ہے تو دل کھتا ہے  
آتش سحر وہ بھڑکی ہے جگر جلتا ہے  
جس طرح چائے زنت کو ترقی دیجے  
قتل لاکھوں کو کیا ہی تن تنہا قاتل  
دلکی بے چینی سے جب میں ہوا بالکل غائب

لڑتے ہی آنکھ اتر کر رہا ہر جا دوا پنا  
ور کے صدقہ میں آباد ہے پہلو اپنا  
پہ سو امانہ ماقم سے ہے پہلو اپنا  
ایکی میخانہ پہ ہو جائے جوتا پنا  
تو تو ہر وقت میں ہی قوت بازو اپنا  
دس ماشاد بجائے رہے پہلو اپنا  
آئینہ اپنا ہے رات اپنی ہی گیسو اپنا  
اپنی ہی ہاتھ سے تو تھام لے بازو اپنا  
اپنی ہی ہاتھ سے زنجی کیا پہلو اپنا

یہ شفیق جگر افکار ہوا مجھ میں کیا  
ایتور وکے سے بھی رکتا نہیں آنسو اپنا

آئینہ میں عکس جب اوس کا مقابل ہو گیا  
تیرا راتھا جگریر دل بھی گھمیل ہو گیا  
میں جو نہیں کھتا ہوں اوس کا مرقع کھیر  
سرجو کٹوا کر کیا اوس بزم میں حال فروغ  
وہ بھی دل تھاے ہوئے تے میں گھبراؤ ہوئے  
اوشک کی وہ شمع میرے دل کی صورت جل گئی  
پھر تجھے ہم نذر دینگے اے حزن نگ ناریا  
شمع نے آنسو ہائے جان پر دانوں کی دی  
مفت وحشت کو سبب بدنام ہوتا ہوں جنوں  
اے جنوں زلف مسلسل کی محبت میں معن قید

پھر تو وہ قاتل مرے قاتل کا قاتل ہو گیا  
قاتل اک سبیل کے ساتھ اک سبیل ہو گیا  
اب تو تو نام خدا با تو نے قابل ہو گیا  
نام روشن خلق میں اے شمع محفل ہو گیا  
اب اثر پورا ترا اے نالہ دل ہو گیا  
غش ہوا میں اور بھی کچھ رنگ محفل ہو گیا  
اور دل ممکن جو کوئی تیرے قابل ہو گیا  
اوسکے جاتے ہی دگر گون رنگ محفل ہو گیا  
باعث صحرانوردی یاؤں کا تل ہو گیا  
ساتھ میرے دل بھی پابند سلاسل ہو گیا

ماہ کامل آج اوس رنکی مقابل ہو گیا  
 جلوہ گہ لاکھوں حسینوں کا مراد ل ہو گیا  
 ولین آ بیٹھا تو دونا رنگ محفل ہو گیا  
 رنج سے ٹکڑے زلیخا کا مگر دل ہو گیا  
 کام جو آسان تھا سمجھ کو وہ بھی مشکل ہو گیا  
 آئینہ میں تو ہی خود اپنا مقابل ہو گیا  
 ساتھ میرا دل کا بس دو تین منزل ہو گیا  
 میرے سینے سے لپٹ کر غش مراد ل ہو گیا  
 یار کا نقشہ ہماری آنکھ کا تل ہو گیا  
 و قدم کا راستہ بھی ایک منزل ہو گیا  
 دور مجھے منزلوں دامان ساحل ہو گیا  
 برق کے گرنے سے بیتاب بھی دل ہو گیا  
 شام سے ٹھنڈا چراغ خانہ دل ہو گیا

چو دہوین شب مجھ کو نیند آتی نہیں انگلیں  
 اوسنے منہ دیکھا شکستہ کر کے شکل آئینہ  
 جمع تھے ارمان تیر ناز کے خالی بھی جا  
 چاک دامن تو کیا یوسف کا جوش شوقین  
 مرنے بیٹھے ہمیں نہیں اب اوس کو آئین کی امید  
 کیا تکبر بھی بری شے ہے خدا کی شان دیکھ  
 اقربا کفنا کے مجھ کو تاحد ہو پوچھا گئے  
 عید غیر و سنے ملے وہ اسکو یہ صدمہ ہوا  
 ہر گھڑی ہر لحظہ کی مشق تصور اس قدر  
 درسی محفل میں بلایا اوسنے میں یہ خوش ہوا  
 سینے جب چاہا کہ تجھ سے میں ہو جاؤں باہر  
 دیکھ کر روتے ہوئے مجھ کو تجھ میں ہنسنا تھا  
 عشق عارض مٹ گیا ہوتے ہی عشق زلف یار

اے شفیق زار بعد مرگ بس آتا تو ہو

سب کہیں احباب اک ایسا بھی جاہل ہو گیا

یہ تیرا ستم ہے ستمگر نہ اوٹھیکا  
 بے قتل کی مجھ کو ستمگر نہ اوٹھیکا  
 ہی ضعف بہت مجھ کو یہ پتھر نہ اوٹھیکا  
 ابرو کا اشارہ ہی کہ خنجر نہ اوٹھیکا  
 تاحشر کبھی وہ ترا لائے نہ اوٹھیکا  
 ہرگز مرے پہلو سے یہ لنگر نہ اوٹھیکا

کہہ لاکھ مگر کوچے سے بستر نہ اوٹھیکا  
 سینے پہ مرے بیٹھ کر خود سرنہ اوٹھیکا  
 دل درستی ترے اے مرے دلبر نہ اوٹھیکا  
 لازم ہے کہ تم نادک مڑ گائے کر قتل  
 جو عشق کے رستے میں جہاں بیٹھ گیا ہی  
 ہر آبلہ دل میں مرے راز بھرے ہیں

جلاؤ نے بسمل کو کیا قتل یہ کھکر  
 سینوار تری بزم میں مدہوش ہیں ساقی  
 یہ مجھے گراں جان کا آئواں فرشتوں  
 سو یا ہو ابھی تھک کے غم درخ و من سو  
 یہ اونکی جیا کھتی ہو تم بیٹھے ہو جب تک  
 اس طرح جلائیگی اسے آتش الفت  
 کم سن ہو ڈرے جاتے ہو کیا قتل کرو گے  
 ساقی کا اولش ہو تو میں تھراتا ہوں ڈر  
 اسے چارہ گرد آبلہ و لکونہ چھڑو  
 یہ قاعدہ ہو صانع قدرت بنے بنایا  
 تیر نگہ ناز سو ہو جاؤں گا زحسی  
 رکھ اشک ذرا کی صدف چشم امانت  
 تم ظلم کرو منہ سے کبھی اف نہ کریں گے  
 اس ضعف میں قاصد کو بتا دو نگاہ میں کوئی  
 یہ سوچنے کے ہم کو جب میں بیٹھے ہیں تمہارے  
 دربان نے یہ کھکے مرے ہاتھ سے چھینا  
 تم چھپ کے کہیں جاؤ مگر چھپ نہیں سکتو

ابو کبھی ہنگامہ محشر نہ اٹھیں گے  
 اب حال یہ ہو چکا ہے کہ ساغر نہ اٹھیں گے  
 جسے بھی مرتے قتل کا محضر نہ اٹھیں گے  
 تا حشر کبھی میرا سقد نہ اٹھیں گے  
 مجھ کو بے بین زانو سے کبھی سر نہ اٹھیں گے  
 پردانہ کا محفل سو کبھی پر نہ اٹھیں گے  
 جھکی جو کہیں آنکھ تو خیر نہ اٹھیں گے  
 مجھے یہ چھلکتا ہوا ساغر نہ اٹھیں گے  
 مرجاؤ لگا میں صدمہ نشتر نہ اٹھیں گے  
 اک پاؤں کے اک پاؤں برابر نہ اٹھیں گے  
 گرد و مرے دلیں سمجھ کر نہ اٹھیں گے  
 دامن پہ گر گیا تو یہ گوہر نہ اٹھیں گے  
 ہم جان ابھی دیدیگے ستم کرنے اٹھیں گے  
 گر ہاتھ مرا اونکے سوے در نہ اٹھیں گے  
 آجائے قیامت بھی تو بستر نہ اٹھیں گے  
 فرماتے ہیں وہ اب ترا بستر نہ اٹھیں گے  
 رفتار سو کیا فت نہ محشر نہ اٹھیں گے

ملت ہو تری ایسی شقیق بگر افکار  
 کیا شور ترے مرنے کا گھر گھر نہ اٹھیں گے

خود ہوا بدنام اور لیلیٰ کو بھی رسوا کیا  
 ہجر کی شب ساتھ میرے دل مرا تڑپا کیا

راز عشق افشا کیا مجھ کو نے کیا اچھا کیا  
 دوست صادق ہو وہی جو کام فود و ستار



چاک سینہ کر کے کی سیر و دو عالم یار نے  
بعد مردن چاک سینو کو کیا جلاد نے  
دل نشانہ کر کے ظالم نے اور پھر نفی  
حشر کے دن اپنی کشت تو اپنے کہا جلاد نے  
آئینہ میں دیکھ کے خود محفوظ رہا  
زندگی بھر ہجر کی را تو نہیں نیند آتی نہ تھی  
زخم دل زخم جگر کی تازگی بڑھتی گئی  
ہمسے وحشی و شت میں خار و نیلین چلتی  
اب دل بیتاب کھنڈ میں نہیں ہو دو سق  
اس میں شرکت عشق کے اعجاز کی مطلق نہیں  
کر کے بایل گیسوے شہر نگ پر مارا مجھے  
دفن کرنا تھا نہ میرے ساتھ قلب سوختہ  
مجھ کو مارا بے اجل ظالم نے بھر کر آہ سرد

زخم دل دیکھے کبھی ان جگر دیکھا کیا  
بہر کے آہ سرد میرا دل جگر دیکھا کیا  
کیسا مایوسی سوسین اپنا جگر دیکھا کیا  
پھر برا ہو گا جو میرا کوئی بھی شکو کیا  
اپنی ہی صورت کو آئینہ میں وہ دیکھا کیا  
مر کے پھر میں تا قیامت چین سو سوا کیا  
بھر کے آہ سرد یہ شاداب گلستا کیا  
ہر قدم پر پاؤں کا اک آبلہ پھوٹا کیا  
میں خجل ہو گا جو اسنی مایہ کا شکو کیا  
درد کو پہنے دل مضطرب میں خود پیدا کیا  
یہ دل بیتاب میرے ساتھ تو نے کیا کیا  
تا قیامت قبر سے میری دھواں اٹھا کیا  
پھونک کر اوسو چراغ زلیست کو ٹھنڈا کیا

اب تری دیوانگی حد سے سوا بڑھنے لگی  
رخ شفیق زار تو نے جانب صحر کیا

اوسے کو چہ سے تو میں بڑو سامان نکلا  
منتظم غیر ہوئے لاش ترے و سو اوچی  
آ کے انخیار نے کی دفن و کفن کی تدبیر  
میرے نو دیکھتی ہی ہاتھ بڑھاے سب فی  
میری آنکھوں کے تلاطم نے ڈوبا مجھ کو  
جان و دل کو بھی سمجھتا ہوں کہ ہوا مال و کما

حشر کر دوں گا اگر قبر سے عریان نکلا  
حیف گھر سے نہ مگر تو بڑو سامان نکلا  
دار دنیا سے یہ میں بڑو سامان نکلا  
شکر ہے یہ تری وحشی کا گریبان نکلا  
جوش گریہ ہی مرا باعث طوفان نکلا  
مجھسا و نیامین کہاں بڑو سامان نکلا



آتش عشق سے اب کون بجائے مجھ کو  
لاشیں پروانوں کی پھکوائیں مری لاش کو  
حبيب دل دیکھ تو عاشق کا دواؤ ظالم  
عشق گسیو میں عجب رات کٹی ہو میری  
وصل کا ذکر بہنیں قصہ غم سے حاصل

دل بھی نکلا تو چسپراغ تہ دامان نکلا  
صبح کو صحبت جاناں سو یہ سامان نکلا  
کھڑے ہو ہو کے ترے تیر کا پیکان نکلا  
نالہ دل سے کوئی نکلا تو پریشان نکلا  
کیون سنیں ہم کہ کسی اور کا ارمان نکلا

میرے احباب یہ کہتے ہیں کہ شاعر شوخ و شفیق  
ہی تو جاہل یہ مگر خوب غمخوار نکلا

یتیم ہو دست کو دشمن کو کیساں ہوں میرا  
سب سے اونکے جانا ہو گا یوں سوئے عدم میرا  
مری میت کو وہ گاندھادے جاتے ہیں مجمع میں  
کبھی بہر عیادت آئے مجھ کو دیکھ تو ظالم  
نئی رفتار دکھلائی یہ کہہ کر مٹنے والوں نے  
اوس کی دوستی پر ناز ہو میرا دشمن ہے  
فیہ اوس کی زلف بچن میں کہا کرتی تھی شاہد ہو  
تری سب کو ششیں اور چارہ گر کا چٹائی  
قیامت خیز ہونگے میرے مالے ادا کو کچھین  
میں اپنی تیرہ بختی کا اگر احوال لکھتا ہوں  
نہ گھبرا کر کہو خالق کرے مشکل تری آسان  
کہا ظالم نے یہ ناواقفان عشق سے سہسکر  
ہمارے خواب میں اگر تغافل کش کتا ہو  
اگر بیان ڈر گیا دست جو نچنا نام ہی سنکر

جوانی میں جو موت آجائے ہو دو نو کو غم میرا  
اوٹھائیں گے جنازہ دوست سب دو قہر میرا  
مرنے کے غیر بھی اب دیکھ کر حبابہ و چشم میرا  
نہ بھولے گا قیامت تک تجھ پر درد الم میرا  
نہ پاوے گی قیامت کبھی نقش قدم میرا  
کر گیا قتل جو مجھ کو اوس کو ہو گا غم میرا  
بڑھو گی جس قدر اوتنا زیادہ ہو گا غم میرا  
مجھے مردہ سمجھ لینا مرض جب ہو گا کم میرا  
ذرا جتنے دو کو سے یار میں ابکی قدم میرا  
سیہ اشکوں سے رو دیا کرتا ہو اگر قلم میرا  
غنیمت جان لو اے دوستو اتنا ہی دم میرا  
اوس پر لطف بھی ہو گا اوٹھائے جو قسم میرا  
سمجھنا اتنا فی یہ بھی اک لطف و کرم میرا  
گلے لپٹا ہو وہ ایسا گٹھا جاتا ہے دم میرا

<p>دکھانا ہوا الہی حال اپنا اہل محشر کو مین ایسا تابع فرمان ادسکا حکم آتے ہی</p>	<p>قیامت میں اوشون میں جب مجھے ملجاؤ غم میرا کفن بچنا ارادہ ہو گیا سو سے عدم میرا</p>
<p>کرو حامد علی جان کا شفیق زار شکر یہ وہ محسن ہیں کیا ہے حال پرچہ بین رحم میرا</p>	
<p>نرس نے مری چشم گہر بار کو دیکھا گھبرائے جو سینے سے مرے تیر کھنچ آیا یہ میرے مسیحا تری شخصیت ہی کیسی برہم ہی رہا ہمسو مزاج اوسکا ہمیشہ اوسوقت مسیحا تری کیا بات سہوگی وہ دشت نور دی میں اذیت نہیں بھنچی کچھ پیر کا شکوہ جو کیا برہم میں سینے تم اودھ گئے پہلو سے برا وقت سمجھ کر</p>	<p>کس یاس سے بھی بیمار نے بیمار کو دیکھا پیکا نیسہ نظر کی کبھی سو فار کو دیکھا آزار بڑھا اور جو بھی بیمار کو دیکھا سیدنا نہ کبھی ابرو سے خمدار کو دیکھا گرموت نے آکر ترے بیمار کو دیکھا تھرائے مرے پاؤں جہان خار کو دیکھا ظالم نے کئی مرتبہ تلوار کو دیکھا وم توڑتے تھے دل بیمار کو دیکھا</p>
<p>دل تمام کے ظالم ہوا انگشت بدندان جب اوسنے شفیق حکمران کو دیکھا</p>	
<p>توڑ کر سینہ مرانا دکھاتل نکلا دوستی کی ہو بھلا کس سو زمانہ میں امید جبکہ باعث سو ہوئی دشت نروزی پھلے تھا اسی شکل پہ یکتائی کا دعویٰ تجھ کو ہجر میں آنکھوں نے یہ قطرہ خون ٹپکاؤ حسن یوسف کو تو سن شکو بہت بگڑے تھے عاشق حیدر کرار ہوا اس سو شفیق</p>	<p>حضرت عشق مدد ہو کہ مراد دل نکلا دشمن جان مرے پہلو میں مراد دل نکلا پھر مرے پاؤں میں افسوس وہی تل نکلا آئینہ میں یہ ترا کون مقابل نکلا جسکو جنگی سے دبا یا وہ مراد دل نکلا چاند پر خاک نہ ڈالی جو مقابل نکلا کوئی دنیا میں نہ حیدر کا مقابل نکلا</p>

<p>را نہ تیرا ہی تو ہی دیکھنے والا ہوتا عالم الغیب نے کچھ صبر دیا ہے دلو سے یقین راہ عدم کو میں ڈبو ہی تیتا دیکھتے طالب دیدار کی اپنی صورت آن سوّم کو مری قبر یہ ہمبکرہ لے نواب میں آ کے گئی اتنا مناسب تھیں</p>	<p>یتر تو نے ہی مرے دل سے نکالا ہوتا یہ نہ ہوتا تو زمانہ تہ و بالا ہوتا کوئی رستا جو مری پاؤں کا چھالا ہوتا تمنے غزنہ سے ورا منہ تو نکالا ہوتا آپنے موت کو دور روز تو نکالا ہوتا دیکے تسکین مرے دلو سنبھالا ہوتا</p>
--	--

نرم نوروزین گراتنا حسین کرتے شفیق  
رنگ کے بدلے مرا خون بھی اوجھالا ہوتا

<p>قیس سی مجھے ہی دنیا بھر سی یا را نہ جدا نرم میں کہتا ہی ساقی مجھے تو خاموش رہ اپنی جا پر ہی مجھے صحرا نودی کا مزا شوقین سیوار سب مر کے پہنچیں گروان غور جب کرتا ہوں ہر سو تو ہی آتا ہے نظر پھر نہ جلتا اور مڑتا ہجر کی تکلیف سے روک کر قاصد کو اپنی دلمیں کچھ لکھ چلا حشر کے دن عدل اونکا دیکھ کر نیشن ہوا کوئی عالم بھر میں اوسکا دیکھنے والا نہیں اپنے میں ہاتھوں نشو اپنی دل جگر ٹکڑی کر ن پیتے ہی گردن جھکا کر داخل حبیبت ہوا</p>	<p>اب کہاں ہوتا ہی دیوانہ سی دیوانہ جدا رکھ دیا ہے نام کا تیر کی بھی پیمانہ جدا ساری عالم سی مری دلو کا ہی ویرانہ جدا میرے ساقی کا ہی اس عالم سی سچانہ جدا تیرے رخصنے کا بنا ہی آئینہ زمانہ جدا قہر ہے جب شمع سے ہو جای پروانہ جدا کام اپنا اور ہی اور کار بیگانہ جدا ایک جا سب ہیں نہیں اپنی سی بگانیہ جدا ہی مرے پردہ نشین کا سب ہو کا شآ جدا تا کہ اک عالم سی ہو میرا بھی افسانہ جدا تیرے بادہ کش کا ہی انداز مستانہ جدا</p>
--	---

بھائی کے مرے ہی یہ آفت ہوئی پیر شفیق

اگر بھی چھوٹا درد کی ٹھوکر میں کھانا جدا

کرتم یہ رخ ستار میں کیا تھا  
وہی جانے کہ اوس مشکل میں کیا تھا  
سوائے درد میرے دل میں کیا تھا  
ترپنے کے سوا بسمل میں کیا تھا  
خدا جانے کف سائل میں کیا تھا  
نہ پونچھو عشق کی منزل میں کیا تھا  
نہ سمجھا تیس کچھ نخل میں کیا تھا  
کوئی سمجھے نہ اوس کے دل میں کیا تھا

اوسے دیکھا تو بھولے دلیں کیا تھا  
اثر سے جسکے دل تھرا رہا ہے  
بوقت امتحان گرد کیست اوہ  
کون ہوتے ہی دنیا سو سدھارا  
طلب کرتے ہی دل سینہ سے نکلا  
کہا یہ قیس نے میں کیا بتاؤں  
نظر پڑتے ہی غش کھا کر گرا وہ  
رہا سینے پہ میرے ہاتھ مر کر

لحد پر آ کے میری پوچھتے ہیں  
شفیق افسوس تیرے دلیں کیا تھا

آہ کی اندری گری کہ کیا کیا جل گیا  
آف جو کی ہر زخم دکا میری بچا جا جل گیا  
بھکویہ دھوکا ہوا تھوڑا سا جا جل گیا  
چارہ گر بھی دیکھ لیں سنی میں کیا کیا جل گیا  
حشیونکی آہ سو دامان صحر جا جل گیا  
ر شک سہ پر دانہ بھی آفت کا مار جا جل گیا  
جسکی حدت سو مرے زخموں کا بچا جا جل گیا  
زیر پا صحر امن جو آیا وہ کا نٹا جا جل گیا  
دیکھنے میں بنج کے دست سجا جا جل گیا  
آتش فرقت سو سیرے دکا پر دا جا جل گیا  
دھوب میں اوس بار کا نقش کف با جا جل گیا

دل چلا پہلو حبلا سا را کھیا جا جل گیا  
چارہ گر اب کوئی بھی امید محنت کی نہیں  
دھوے جب دست خای آوری نہ رہی جا  
آہ سوزان کو کیا ہے ضبط سینے عمر بھر  
یا الہی اب کہاں دیوا لگان عشق جان  
شمع رونے کی چونچھے گرم جوشی نرم میں  
کوئی آتش مرے سینو میں پہنان ہو گئی  
آبلو نہیں پاؤں کے گرمی ہو میرے اس قدر  
اب دل سوزان کی گرمی حد سوزا رہی جا  
راز جو مخفی ہیں امین اب وہ چھپنے کے نہیں  
نہ کہ کر کے آج ہی کے دن مٹو تم بھی شفیق

سیر اخبار را بخشی ہی مشکل میں رہ گیا  
 ارمان میرے و نکاح میرے دل میں رہ گیا  
 بھجوں غریب ایک ہی منزل میں رہ گیا  
 ولیدانہ مر کے فیہ سلاسل میں رہ گیا  
 محفوظ اساعون اور میرے دل میں رہ گیا  
 گرزخم کا نشان بھی گھائل میں رہ گیا  
 میں کیوں جھجک کے دہن ساحل میں رہ گیا  
 مرنیکے بعد کیا گفت سایل میں رہ گیا  
 وہ راز تا پشرویہ میں دل میں رہ گیا  
 جو خون میرا لاکھ قاتل میں رہ گیا  
 افسوس شکے وہ تیری شکل میں رہ گیا  
 اتنا ہی پوش اب ترے خاں میں رہ گیا  
 آرام جو ملا تو میرے دل میں رہ گیا  
 یہ نقص حشر تک میرے کامل میں رہ گیا

اختیار کی کچھ آنکھ میں کچھ دلیں رہ گیا  
 نکلی نہیں اسب کئی رست آنکھی  
 سب عمر گزری ہے نہ ہوئی اس سوچ و تپ  
 یہ بھی ہو کرئی قید نہ انور تو کمر و  
 آئے خدنگ ناز کو جب گڑا تمام ہو  
 قاتل یہ بولا سنکے نہ جائیگا حشر تک  
 دریائے غم سے پار ہوئے بڑھ کر خوش نصیب  
 دست طلب بڑھا تو گمراہات بھی گئی  
 لیلیٰ نے جواش را میں مجھو لسی کہہ دیا  
 محشر میں رنگ لائیگا پیش خدا ضرور  
 مرنے کا میرے بزم میں اتنا اثر ہوا  
 جب چونکنا ہی بخش ہو تو لیتا ہی تیرا نام  
 اب چارہ گریہ درو محبت نہ جائیگا  
 شکو مقابل اوس سو ہوا دن کو جھپ گیا

رہنے دوا سکویہ بھی غلش خوب ہی شفیق  
 پیکان تیرا میرے دل میں رہ گیا

کلیجا تمام لے اوقیس اوتھا پیر خدا  
 ہو جتنا بہاد سب بصدق ہو میرے دل کا  
 بڑھا جاتا ہو آگے حوصلہ دیکھو میری دل کا  
 قیامت آئی مجھے نام پونچھا میری قاتل کا  
 بڑپنا بھی ذرا دیکھیں تحمل بھی میرے دل کا

جنوں کچھ کم نہ ہو جائے خدا حافظ تری دکان  
 نہ لکڑیے چارہ گرا رمان نکلا تیر قاتل کا  
 یہ سمجھا ہے نشانہ ہونگا میں بھی قاتل کا  
 سمجھ لیں سب کہ تازہ حشر آئیگا دم محشر  
 کبھی مہندی لگا کے ہاتھ سینو پر میری دھن

اودھا ہے دروازہ کی بزم میں اب تو مدد کرنا  
 لگا تھا زخم کیسا اوسہ کیا معلوم کیا گدڑی  
 سیہ و صبا مہ کامل کی دلیں اس سہیو  
 نکل کے گھر سے ناواقف الہی کس طرف چلا  
 ترپنے دو فلک پر برق کو رل مجھ سے کہہ دے  
 رہے دریاے غم میں ہم بہت سیورتو دیسے  
 ہمارے قتل میں سچے ہیں سب کو وہ کہہ کیا  
 طلب کرتے ہی دل میں دیا بیہوش تھا ایسا  
 اودھا کر سونگے بے محبت جسمیں آئی ہو  
 دیا لیکھا دل نے پتہ اب تک نہیں پایا  
 یہ کھکھک اودھکے وہ بزم سے کل پوچھو لیکن  
 کلیم اللہ سے کہد و ہزار دن راہیں آئیں

الہی ضبط کرنا بھی بہت ہے کام مشکل کا  
 مکان گھبرا کے سب سے پوچھتا ہوا نہ گناہ کا  
 کہ او میں ہمکس پڑتا ہو ترے رخسار کو تل کا  
 کہ جسے راستہ دیکھا نہوا نہت کی منزل کا  
 کبھی تو سامنا ہو جائیگا بساں سو بساں کا  
 پتہ پایا نہ لیکن آج تک داماں سوال کا  
 فلک پر برق کی جلی جوا دھا ہاتھ قاتل کا  
 عجب انداز سے اوسہم اودھا تھا قاتل کا  
 سمجھ لیا ارے ساقی وہ ساغر مری گل کا  
 چلا جاتا ہے کچھ بھی خوف ہو دوری منزل کا  
 ہمارے بعد جو کچھ حال ہوگا اہل محفل کا  
 یہ بیٹھا جسے سمجھی ہو چچا لاہری مری دل کا

مرے اعضا ہوئے مجھے جدا یہ قبر میں کہہ کر  
 شفیق اب سامنا کرنا ہی تم کو ایک عادل کا

ہو حبلہ خاستہ کہیں عمر دراز کا  
 اب سب مزاج پوچھتے ہیں چارہ ساز کا  
 چہرہ او تر گیا ہو ہر اک چارہ ساز کا  
 دلبر مگر نشان رہا سوز و گداز کا  
 کچھ بھی نہیں خیال نشیب و فراز کا  
 دفتر کھلیگا آج مرے اونکے راز کا  
 لیکن کھلا نہ حال تمہاری ہی راز کا

ہی جاہل ہے زخمی شمشیر ناز کا  
 بیمار غم کے مرنے کیسا اوداس ہو  
 بیمار غم کی کوئی تو حالت خراب ہو  
 فرقت بھی گزری مر بھی گئے حشر ہو گیا  
 جاتے ہیں کوہ طور پہ موسیٰ اودھا کی سر  
 روز حساب وہ بھی ہیں میں بھی ہوں مرن لوں  
 تھا جنکو جنکو عشق وہ ہشت ہور ہو گئے

جس دلیں انکا عشق تھا اسکو سدا دیا  
آئے ہیں غیر ملنے کو دل مجھے کھتا ہے  
مانی ہزار شکر کرے میں دکھاؤنگا  
یہ کہہ کے شمع جل گئی کل بزم عالم میں  
آنسہ میں ابھی جسے دیکھا ہی غور سے  
لڑتے ہی آنکھ تیر نظر دل کے پار تھا  
نامہ دیا تھا میں نے کبوتر کو غیر نے  
عشاق حبس کو کھتے ہیں طول شب فراق  
میں نے کہا نہ اوس سو کبھی اپنی دلکاشی  
آنکھوں نے گر کے اشک کا اٹھنا محال ہے  
کچھ بھی زبان سے کہہ نہ سکے رہ گئے غموش  
میں بھی ہیں بزم غیر میں اٹھے نگاہ ناز

وہ تمن ہو چرخ پیر چار ہی راز کا  
جہاں کوئی زبان سے نکلے نہ راز کا  
نقشہ کھنچا ہوا ترے انداز ناز کا  
عالم میں نام رہ گیا سوز و گداز کا  
وہ ہے جواب آگے انداز ناز کا  
کچھ وقت ہی طانہ مجھ کو استرازا کا  
یہ بھی شگون بد تھا لیا نام باز کا  
وہ بھی نمونہ ہے تری زلف دراز کا  
خود مجھ کو دل اویٹھنے لگا چارہ ساز کا  
یہ خاکین ملے گا مسافر جہاز کا  
موسیٰ سے حال پوچھا جو راز و نیاز کا  
اندازہ میں کرونگا ترے استیاز کا

تھک کر شفیق بیٹے ہو کیون راہ حق میں  
دیرین ہی سفر ابھی دور و دراز کا

یہ مجھ کو عشق کہتا ہے کہ جان و دل لٹا دینا  
کر و اقرار پہلے پھر نقاب رخ اٹھا دینا  
یہ دل کہتا ہے وہ ہر عیادت آفر والی ہیں  
سنا جب نام اوسکا اور ڈر پاڑہ گئی قوت  
یقین کو یہی ضد یہی کد یہی کوشش  
عجب بہت ہے عاشق کی یہ کہہ جان ہی ہے  
الطاف کچھ کہیں چارہ گردنکا ہو یہی منصب

سجی کا کام ہے سایل کی خواہش سو سوا دینا  
جو عشق آجائے مجھ کو اپنی دامن کی بلو دینا  
جگر میں در بھی اویٹھو تو اوسدم مسکرا دینا  
قیامت ہو دل بیمار کو ایسی دوا دینا  
چراغ گور میرا شام سے آکر کھجوا دینا  
زمانہ سو الہی جگر کی ایذا اٹھا دینا  
رہی سانس کچھ بیمار میں جب تک تدا دینا



تمھارے اشک طفلی میں تھیں اتنا تھیں  
جب اپنی گھر میں نکلے غلک صحرانوردی کو  
شب صلت یہ اونکی چھیر جانکی اچھی ہو  
غلک پر عاشق و شوق میں کیا کیا بچوں  
لڑی تھی آنکھ جب پہل پہل وہ باد تو جھکو  
سیحاسو مرے احباب سب رورو کو کھنکھن  
سیحاسو اے جب یہ چارہ سازوں کی کیا ہنکھ  
زمین و آسمان کو اے دل مضطر ہیں اے  
مصیبت نے اثر یہ حیرت افزا کس کو سکھا

مے وہ خاکیں نہ جھکا نظر دینے گرا دینا  
کہیں ہر لرزہ آئے کہیں کجی گرا دینا  
وہ فقوری رات سیو اگر آسماں لیکر جا دینا  
کسی دن پر رہا خوف ہر دیکھا اوٹھا دینا  
اوسے انداز سے ظالم کسی دن سکرا دینا  
اودھر جانا اگر سب راکو صورت دکھا دینا  
سبارک ہو تھیں ہمار کو اپنے دوادینا  
ترنہا جب کبھی ان رونو طبقو نکو ہلا دینا  
پڑے یہ جب کے ابر پر رنگ چھریے اوڑا دینا

تمھارے بعد بھی کچھ اور خوشی آنے والی ہیں  
شفیق اپنی نہ آہ گرم سے صحرانوردی دینا

تمھاری بزم میں جب ساغر شراب آیا  
ازل کے دن سے مرا وقت ہو خواب آیا  
ادا و ناز تو بچپن سے اونکو آتے ہیں  
ہم اپنی جان سو گزری خوشی ہوئی اتنی  
امید دار نے صورت جو دیکھی قاصد کی  
اب اونکے سامنے مجرم بلائے جاتے ہیں  
ہماری ایک ہی حالت ہو فکر دنیا میں  
جہان میں کوشش شین ہر فہمیں لوگ گرد ہیں  
تمام اہل زمین کی شکایتیں ہیں فضول  
یقین ہو صحبت ساتی میں سیر ہوں ہم بھی

عجیب لطف سو گرد و شین آفتاب آیا  
ملا سمجھو نہ مگر عمر بھر حساب آیا  
کرشمہ ساتھ لئے اور بھی شباب آیا  
ہمارے بعد زمانہ میں انقلاب آیا  
یہ کہکے مر گیا خط کامر و جواب آیا  
خدا بچائے قیامت ہوئی عتاب آیا  
نہ انقلاب گیا تمھانہ انقلاب آیا  
ہمارے دکھو جو آیا تو اضطراب آیا  
ازل کے روز سے گرد و شین آفتاب آیا  
ہمارے خواب میں کل کا شراب آیا



بہت فریاد کئے اور پیام بھی بھیجے عجیب زور سے قتل میں آکر نچے جانبار جب آنکھ بند ہوے دوست ہو گو دشمن سبب سے آنکھوں کے دلے نصیب تین جھیلین	مختارین تباہ کسے بارگاہِ مواب آیا ہم ہی کھڑے ہوئے حب و عشق آبا خدا بچائے زمانہ بہت خراب آیا برونکے ساتھ میں اچھو نہ بھی عذاب آیا
---	---

شب فراق کی حالت شفیق اتنی ہے

نہ جاگتے ہی رہتے ہم نہ تھکے خواہ سب آیا

کچھ غور کر کے تو نے ای تجھ پر بھی دیکھا اوشٹھا ہے فرش راحت سے ایسا وہ تکلف ایسا ہو حسن او سکا رہتا ہو ایک عالم دل مجھ سے کچھ ہے آگے میں دل سے پوچھتا ہوں جلاد اپنی گھائل سے کہہ رہا ہو سنسکر تو شب کو سو رہا تھا کیا درد دل اوشٹھا تھا گر حشر میں میں گر پونچھو لگا سمنوں سے اے عشق تو نے مجھ کو اونسے ملا یا لا کر نیچی نظر نے تیری دل پیس پیس ڈالے مرنے کے بعد میری تربت مٹائی آ کر	ٹانکے لگائے واپس زخم سب گہی دیکھا انگڑائی لیکے ظالم تو نے وہر بھی دیکھا جو وقت شام دیکھا وقت صبح بھی دیکھا کوچہ کا اونکے رستہ زوراء بر بھی دیکھا آنکھوں نے تو نے اب تک تیر نظر بھی دیکھا وہ حال تو نے میرا اے چارہ گر بھی دیکھا مرنے کے بعد تنے وہ مال و زر بھی دیکھا اتنا تو فائدہ ہو جانکا ضرر بھی دیکھا آنکھیں اوشٹھا کے تو نے اوقند گر بھی دیکھا دنیا میں تنے ایسا بیدار گر بھی دیکھا
--	--

حالت شفیق تیری کچھ پارہ کرنے سمجھے

مرنے کے بعد اس قدر دل اور جگر بھی دیکھا

مذکرہ میری جوانی کا دہان کام آیا قتل نامہ جو ضرورت سے اوشٹھایا اوسو دلو پا مال کیا اوسکی حقیقت کیا تھی	اوسنے انگڑائی کی جس وقت مرانا آیا مسکرانے لگا جس وقت مرانا آیا آپکے نام کا تھا آپ ہی کے کام آیا
--	---

عشق بازی میں مری دوستو اتنی تھی حیات  
جان جب دی ہو تو یہ مرتبہ الفت میں ملا  
بزم ساقی کی مجھ پر زور خبر ملتی ہے  
بچپنا گدرا شباب آگیا تیور بدلے  
جب مجھے خط میں لکھا عاشق جاننا لکھا  
او کو معلوم ہوا جسے یہ عاشق ہے مرا  
آپا بیت پہ لحد میں بھی او نار مجھ کو  
دیکھنے و انونکی اب جانکا بچنا ہو محال  
اوسکو پھر اپنی ہی سینو سے لگایا سینے  
دن تو فرقت کا کٹارات کٹی گئی کیونکر  
بعد مرنیکے مجھے آپسے خفت یہ ہے

دل لگانا تھا کہ بس موت کا پیغام آیا  
یاد کے نام کے ہم سہراہ مرا نام آیا  
دل مرا کہتا ہے گردشیں دہان جاں آیا  
اتنی مدت میں مرے قتل کا ہنگام آیا  
حفظ کرتے رہی اب تک نہ مرا نام آیا  
پھر نہ اوسدن ہی کوئی نامہ و پیغام آیا  
جس سے امید نہ تھی کچھ دہ مرے نام آیا  
پوری زینت کئے وہ شوخ سر بام آیا  
اوسکے کوچہ سے جو میرا دل ناکام آیا  
دل ہٹ کر تھا کہ اب شام کا ہنگام آیا  
جان تو موت نے لی آپ پہ الزام آیا

جب سنا او لکا شباب آیا تو کھتا ہو شفیق

منشیں مانی ہیں جب قتل کا ہنگام آیا

درد دل کا دخل جب سینو میں بالکل ہو چکا  
اوسنے کہہ دیا شب تاریک ہو آئیں نہیں  
زندگیتو ہیں کہ تم دعا غلطی محبت چھوڑ دو  
قید یونکو مار کے صبا دیہ کہنے لگا  
کہہ کر یہ باد بہاری بارغ سے باہر علی

صنط بھی بولا کہ بس مجھ سے قتل ہو چکا  
مجھ میں اب کیا ہے چراغ زندگی گل ہو چکا  
تم نے اوسے تو شوق ساغر مل ہو چکا  
بلبلوں بس آج سے فریاد کا دخل ہو چکا  
اب خزان آئی حین میں شور بلبل ہو چکا

قتل جب مجھ کو کیا صبا دیہ کہنے لگا

کیون شفیق اب آج سے فریاد کا دخل ہو چکا

وہ کونسی تکلیف ہے جو دل نہیں رکھتا

صبر و صبر کوئی اپنا مقابل نہیں کھتا

کیا کام مجھے غیر کی باتیں ہوں کہ میری  
اے بخیہ گر و بخیہ سے کیا کام ہو اوں کو  
اس طرح تڑپتا ہے کہ وہ دور کھڑی ہیں  
دل چھوٹا کہاں اور کہاں جا بلو چھوڑا  
تو دیکھ کہ نہ دی تجھے وہ ہر حال میں بخش ہو  
سو جان سے ادس نام کو جان لے لے  
یہ خوف ہو خود دیکھ کر ہو جاؤنگا عاشق  
مجنون کا ادب قابل تعریف ہو لیلی  
کافی ہیں بے قتل شکر کی ادائیں  
ہو عشق وہ صحرا کہ کہیں حد نہیں اسکی  
ادس در پہ جگہ پائے جو دم بھر کو تو ٹھہرے

میں یا کوئی قصہ محل نہیں رکھتا  
جو خون کا قطرہ کوئی کھیل نہیں رکھتا  
اب دھیان کیگا ترا سہل نہیں رکھتا  
اتنا بھی ترا ہوش تو غافل نہیں رکھتا  
غیر و نئے تہا ترا سائل نہیں رکھتا  
جو میری اڑی کوئی بھی شکل نہیں رکھتا  
آئندہ وہ اب اپنی مقابل نہیں رکھتا  
وہ پاؤں سر سائے محل نہیں رکھتا  
تو اگر بھی ہاتھ میں قاتل نہیں رکھتا  
دریا یہ وہ دریا ہو جو ساحل نہیں رکھتا  
دل ہو وہ مسافر کہیں منزل نہیں رکھتا

بہشیا رشتیق آگیا پیری کا زمانہ  
انسان کو یہ جینی کے قابل نہیں رکھتا

کہا دل نہ میرے مجھے اگر اعتبار ہوتا  
شب غم مزایہ ہی تھا کہ میں بقیرا ہوتا  
مراد دل ذرا بہلتا نہ میں بقیرا ہوتا  
نہ یہ عشق زلف ہوتا نہ یہ انتشار ہوتا  
جو بلائیں لاکھ ہوتیں بھلا سیدوار ہوتا  
تب ہجر نے جلا کر مجھے خاک کر دیا ہو  
مری سمت کی توجہ نہ کوئی ادا دکھائی  
مری لاش پر آؤ گھڑی بھر کو دوشینا

کوئی جھوٹے وعدہ کرتا مجھے انتظار ہوتا  
کوئی آنے والا آتا مجھے انتظار ہوتا  
کوئی ایسا شغل یا رب شب انتظار ہوتا  
کہیں استعد نہ طول شب انتظار ہوتا  
اوس موت پھر نہ آتی جو انتظار ہوتا  
مری استخوان بھی ہوتی تو کہیں مزار ہوتا  
کوئی تیرنا آتا تو بگبر کے پار ہوتا  
کوئی مسکراتا ہوتا کوئی اشکبار ہوتا

اسی اوسین کسی ہوا بھی اوسین پہنچ  
 فقط الفت اوس کی کرکڑ ہو اوشمنو سنا مجمع  
 نہیں جن عشق کیجا کہ ہو کچھ تو کا عالم  
 مرے بعد ہوتا صد مرے محبوب بے یقین آتا  
 سنا میں آج دہک اوشنوں کی نقاب لیا  
 مرا برق کی تر پٹو کا میں اوس گھڑی کھاتا  
 کھلی ہتھین دونوں انھیں دم و اسن پائی  
 مرو پاس جو نہ آؤ تو یہ عذاب ہو تکیا  
 کوئی تیرا آتا مرا ایسا تھا مست تر  
 شب غم کا حال میرا ہوا ایک بر نہ ظاہر  
 شب بوجھن جو آتا مجھ وقت نامید  
 جو بیان ہو دوسلو نکاتیں پت ہا ہون  
 جو عزیز اوسکو لاتی مجھ کچھ نہ تھی علت  
 پس مرگ میری رفعت فلک کو بھی کھتی

وہ ادائیں اور ہون جو وہ ہوشیار ہوتا  
 مری جان بھی نہ بچتی جو دھمال ہوتا  
 کوئی بقیہ رہتا کوئی شدہ مسار ہوتا  
 مرا غیر حال ہوتا کرنی سو گوار ہوتا  
 مرا غیر کو چاہتا جو یہ جان نثار ہوتا  
 مرو پاس گریہ میرا دل بھینہ اہوتا  
 ہمیں مر کے بھی تھا ریا یوں انتظار ہوتا  
 وہ ہمیشہ جھوٹ کھو مجھے استبار ہوتا  
 نہ تو دلیں آکے رہتا نہ جگر کے پار ہوتا  
 کوئی راز دان جو ہوتا مجھ کو گوار ہوتا  
 کوئی لاکھ فکر کرتا نہ میں ہوشیار ہوتا  
 وہ ادائیں دیکھ لیتا تو مجھے قرار ہوتا  
 وہی چارہ ساز ہوتا وہی غلسار ہوتا  
 اگر ادغا دوش ہوتا مرا جسم زار ہوتا

جو شفیق تجھ پہ ہوتا کرم جناب ساقی  
 تو ہی محو پرست ہوتا تو ہی بادہ خور تھا

اب میں کسی سو بات کے قابل نہیں رہا  
 اک لحظہ ایک جا پہ مراد دل نہیں رہا  
 اب کوئی حوصلہ ہے مشکل نہیں رہا  
 یہ بحر وہ ہو جسکا ساحل نہیں رہا  
 تھا ہلو جسے ناز وہ گھائل نہیں رہا

جہ خون وہ جگر وہ مراد دل نہیں رہا  
 تا عمر ایسا کوئی بھی سبیل نہیں رہا  
 آسان ہو کے سیکڑوں ارمان محل گئے  
 دریائے غم میں سارا جہان ڈوبتا رہا  
 قاتل نے میرے بعد کہا زخموں سے یہ

جب موت آئی آپکا کلمہ پڑھ سکا کیا  
 راحت میں دل کو سکڑوں اور نکل گئی  
 کچھ ایسے غم اوٹھائے کہ بیکار ہو گیا  
 جس ولین اونکا دورہ تھا، تاہم سکا گیا  
 دانا کنول کچھ ہووے تہ گھر گئی  
 ویرانہ کوک اسے یہ خود لوٹے گئے  
 جب غور ولین کر لیا اوچا پہنچ گئے  
 کوٹھے سے اوتر و سامنا اونکا کرد گئی  
 آئینہ آپ توڑ کے کہنے لگا وہ شوخ

بلین روع میں ہو حشر سو غافل نہیں رہا  
 اب کوئی خیر نہ ہے مشکل نہیں رہا  
 اب دل نہا دورہ کے قائل نہیں رہا  
 حشر کے ساتھ دھماکے بسل نہیں رہا  
 اب یہ حشر اے لائق محفل نہیں رہا  
 در پہ تھوڑی ایک کبھی بسل نہیں رہا  
 کچھ بھی خیال دور و زمن نہ رہا  
 دور و زج کبھی سہر کا سب نہیں رہا  
 اب تو ہمارا کوئی مہتا بل نہیں رہا

جس سے شفیق ایک زمانہ کا لطف تھا  
 افسوس اپنے پاس وہی دل نہیں رہا

قیس گر خاک مری دیکھتا حیران ہوتا  
 ہجر میں میرا جنون خیر جو سامان ہوتا  
 ایک دن دست جنون میری بھی ٹکڑی کرتا  
 شبِ فرقت مری رونے کی جزا مل جاتی  
 اگر جگر ساتھ مرے دلوں کو ترپنے لگتا  
 مجھ کو بہلاتے ہو اب چارہ گر سمجھو تو  
 اس لہو غم کی مدارات میں کرتا ہوں سوا  
 ایسا کچھ ہوتا مجھے وصل کا آنا نہ خیال  
 سیکہ سبھی کبھی صورت و اخطا چلتے  
 شبِ فرقت کی درازی جو سنی ہو مینے

دوڑی دوڑی سے حیران رنگ بیابان ہوتا  
 سارا عالم مری نظر ولین بیابان ہوتا  
 دل یہ کہتا ہو کہ میں کاش گریسیاں ہوتا  
 اشک ہوتے مرے اوس شوخ کا دامن ہوتا  
 اک نہ اک حشر نہایاں شبِ ہجران ہوتا  
 زخم بھر آتے تو خالی نہ نکد دان ہوتا  
 چھٹتا مجھے تو کسی اور کا مہان ہوتا  
 مرتبہ بھر ترا کیسا شبِ حیران ہوتا  
 نام ہوتا کوئی کافر جو مسلمان ہوتا  
 دل میری کہتا ہو وہ اور پریشان ہوتا

زلف کہتی ہو کہ اچھا ہوا عشاق میں دو  
اپنے تو ظلم کو جب جانتا ہی دست خون  
یا میرا بھی اگر اس کے مقابل ہوتا  
آتش غم کا یقین اس کو بھی پھر آجاتا  
اپنی تصویر مجھ کو آپ اگر دیدیتے

جو مجھے دیکھتا وہ اور پریشان ہوتا  
ہاتھ ہوتا مرا اور تیرا اگر بیان ہوتا  
دیکھتا پھر کہ عروج سے کنگان ہوتا  
یار کا ہاتھ ہمارا دل سوزان ہوتا  
اس میں کیا آپ کا نقصان مری جان ہوتا

آتے ہی در پہ اگر موت اسی آ جاتی  
اتنی ہی دیر شفیق آپ کا جہان ہوتا

لحد میں بعد مدت جب کہ فی زخم کہن بگڑا  
حسینو کے تغافل فی وقار عشق کھو یا ہر  
گل و بلبل کو بڑا کا نہ اس کا لیاں ہی ہیں  
کہا ساقی نے تو تو مد تو نکا پیرو والا ہے  
سبب یہ ہی جو میری چارہ گر خاموش ہیں  
مری جانب سے اونسوی غیر یہ کہتی ہیں صحبت میں  
ہمیں سے کام مر فساد کوئی بھی ہو صبا  
میں اونکو سامنے جاتا ہوں دل تو بھی بھر جاتا  
ہمارے قتل کی رحمت بھی اتنا رنگ لائیگی  
کہا نکا پر وہ استو بی بیان بڑا پردہ ہوتی ہیں  
سبھی ہو جو ہیں اس گل ذرا لکھو لیاں ہی ہیں  
حسین مر مر کے کھو میں نہ لگت زندگی تک تھی

رسانا سوز دل ایسا مارنگ کفن بگڑا  
ہوئے عشاق جب خود رونا و نفث کا چلن بگڑا  
بہت سوسن کی باتوں سے مرا گل چن بگڑا  
نہ کچھ پہلے پہل کے جام میں تیرا دھن بگڑا  
پڑا اگر زخم نو کوئی کوئی زخم کہن بگڑا  
اگر دیوانہ وہ آیا تو رنگ اس میں بگڑا  
ہنسی غصہ میں آنے سے تمھارا بانگین بگڑا  
زبان میں گر ہوئی لکنت تو انداز سخن بگڑا  
پسینا گرہین آیا تو رنگ پر ہن بگڑا  
زمانہ کی خرابی سے مزاج مرد و زن بگڑا  
مسلمانوں کو غصہ نہ کوئی برہمن بگڑا  
فتنا قبر میں کس کس طرح نازک بدن بگڑا

شفیق اب قدر دان کو دھونڈتے پھر تو نہیں  
تمھاری بھینبی سے تمھارا ہی وطن بگڑا

یاد رکھنا ایک بھی ٹالکا جو جحیہ کر کھلا  
 زور میرا کچھ نہیں ہو خوف ہو روز حساب  
 شج آئے بادہ کس نے اپنا دھن بک دیا  
 ملے اوس سو کیا کسی کو زندگی کی ہو امید  
 اوسکے کو چہ سونہ اوٹھ زندگی یوں ہی کٹی  
 تیر کے پڑتے ہی نکلا خون بھی ارمان بھی  
 خاک سینہ کر چکے بس پاس سو ہٹ جا  
 دیکھنے والے بتو ناک گوش بر آواز ہیں  
 زندگی بھر ضبط کر کے جسے اپنی جان ہی  
 اور جان بازوں نے قاتل سو کہا یہ طنز یہ  
 وصل میں ہکو مزا اٹھا ہو برق طور کا  
 ضعف تھا وحشی کو ایسا غش پش آکر لگا  
 غیر سے کہنا کہ یہ بھی وقت آ کر دیکھ لے  
 اپنی ہی دیوانہ کی وحشت نہ تسمی کم ہوئی  
 ذبح بھی کرنا تھیں آتا نہیں جلتے رہو

غش مجھے آجائیکا گرا کی زخم سر کھلا  
 راز افشا ہو گیا گر بھر کا دست کھلا  
 نصف تو ساغر چھپا او نصف ہو ساغر کھلا  
 سامنے رہتا ہو جسکو ہر گھڑی خنجر کھلا  
 بار بار بستر بندھا اور بار بار بستر کھلا  
 بد تو غین خانہ دل کا چارے در کھلا  
 آپ کیا دیکھیں گو گر میرا دل مضطر کھلا  
 وی صدانا قوس ز جلدی جلو بندہ کھلا  
 حال اوس جابر کا آخر کو محشر کھلا  
 مرنے والے پر بھاری تیغ کا جو ہر کھلا  
 روشنی آئی نظر جب کانکا گو ہر کھلا  
 ایسا گھبرا یا نہ پھر فتا و کانشتر کھلا  
 کون میت پر مری روتا ہو کسا سر کھلا  
 بار بار دھکا یا تنے بار ہا نشتر کھلا  
 ایک میرے قتل پر سو مرتبہ خنجر کھلا

جب ہوا فسادہ طبیعت فکر ہو بجا تحقیق  
 شعر کہنی میں بہن یہ حال بھی اکثر کھلا

پڑتے ہی تیرنا زکلیجے کے پار تھا  
 اس پر بھی تیرا نام نے خوشگوار تھا  
 اک لمحہ ایک سال شب انتظار تھا  
 وہ ہیں قریب جنکا مجھے انتظار تھا

ناوک فلن کو مشق سو یہ خستیاں تھا  
 پیکے مجھے خراب ہر اک بادہ خوا تھا  
 کن آفتونین آپکا امیدوار تھا  
 میرے خیال نے یہ مری دل سو کہا تھا



مردہ دلی سے اور بھی خاموش کر دیا  
 ہمارے خراب دیکھو کے پھیرا ہو کس لئے  
 امید وار مر گیا محشر بسا ہوا  
 اک زخم میں کھا لیا دل اور کاڑھ گیا  
 وہ زلف نوک دیکھو آتے ہیں شوقی  
 کیا عشق بد بلا ہو کہ دیوانہ ہو گیا  
 سارا شباب عشق میں یوں ہی گزر گیا

موت اور سکوا آگئی جو راز دار تھا  
 جو چاہے کرنے دل کا تمہیں اختیار تھا  
 طواں شب فراق کا یہ انقصار تھا  
 قاتل کا پھلا زور بخا یہاں ہی وار تھا  
 جہنم کھی ہمارا دل مقبہ ار تھا  
 سہتی ہیں پہا قیس بڑا ہوشیار تھا  
 وہ جھوٹ کہہ رہے تھے مجھے اعتبار تھا

غربت میں کس مقام پہ موت آگئی شفیق  
 دشمن نہ جس جگہ نہ کوئی دوست دار تھا

حیدر گہ میں کوئی بسمل ترا نچھیر بھی تھا  
 یوں قہر سے کہ مرا بچ تو تجھے نہ کھلا  
 قتل گہ میں مری آنکھوں کو عجب لطفا  
 تیرے دیوانہ کی فرقت میں عجبات تھی  
 متعجب ہوں کہ ترحم سے بڑھی ہو اپنی  
 لوگ کہتے قاتل سو کہ ہو موت بری  
 ایک ہی وضع رہی شکر کی جا ہو مجھ کو  
 پاؤں رکھتے ہی شفا ہو گئی بسیار کو  
 حشر میں پیش خدا نام بتاؤں کس کا  
 ہو بھلی یا کہ بری اوسکی عنایت کا ہو شکر  
 کیا مجھے میرے قصور نے مزہ دکھلایا  
 جوش و جھٹ کا بھو باد ہو اتنا تو شفیق

دل و لپٹا ہوا جلا دترا تیر بھی تھا  
 تیز ہر چند ترانا خن تدبیر بھی تھا  
 جلوہ یار بھی تھا جلوہ شمشیر بھی تھا  
 کبھی ہنستا تھا کبھی نالہ شکیں بھی تھا  
 پاسیان کوئی ترا زلف گرہ گیر بھی تھا  
 ابھی مقتلین ترا عاشق دلگیر بھی تھا  
 اس میں مفلس ہوں کسی دعا حبائیر بھی تھا  
 اوسکے کو جہنم کوئی ذرہ اکسیر بھی تھا  
 موت کے ساتھ ستم کار ترا تیر بھی تھا  
 متعجب ہوں کہ میں لائق تقدیر بھی تھا  
 آج کے خواب میں میں اپنے بظلم بھی تھا  
 میں ہی ہنستا تھا میں ہی صورت تصویر بھی تھا



تجھسا کوئی دنیا میں شکر نہیں ملتا  
مریکا بھی موقع مجھے دلبر نہیں ملتا  
اوٹھو اتا ہی در سے مجھ جانا نہیں منٹو  
وحشی کا برا حال جو قصا دے دیکھا  
ساقی مرے ہر روز کرتے سو ہے یہ رنگ  
میں جانتا ہوں بس تری غصہ کی یہ حدی  
وحشت کو بڑھا دینی کی تار بیرنی کی  
کیا جانے ترپتا ہوا کس سمت گیا ہے  
بیخود ہوں میں ایسا کہ ہوا ایک زمانہ  
بے ساری خدائی مگر اندھیر ہی کیسا  
گھر میرے وہ آتا تو ہر اک راہ سے آتا  
اولجھن سے ہی کیا فائدہ تم کھو لو گیسو

خجھر سے ترے کوئی بھی خجھر نہیں ملتا  
غصہ جو تجھے آیا تو خجھر نہیں ملتا  
دربان سے کہتا ہوں کہ لستہ نہیں ملتا  
گھبر گیا ایسا اوسے لستہ نہیں ملتا  
اب مجھ کو اوس انداز سے ساغر نہیں ملتا  
جب تک تری قدموں سے میرا سر نہیں ملتا  
دیوانہ کو ترے کہیں بچہ نہیں ملتا  
وہی ڈٹ سے میرا دل مضطرب نہیں ملتا  
میں کو چہ میں اپنی ہوں مگر گھر نہیں ملتا  
قاتل مرا مجھ کو سر محش نہیں ملتا  
یہ اور کا بہانہ ہو کہ رہبر نہیں ملتا  
دیکھوں تو بھلا دل مرا کیونکر نہیں ملتا

یہ سچ ہے شفیق آج جو نا صبح کی بات  
بدبخت کو اچھا تو مقدر نہیں ملتا

سمجھ میں کچھ نہیں آتا معاملہ دل کا  
تڑپ جو بڑھ گئی معشوقین جگہ تھامی  
یہ اول سے کہتا ہے ہنس ہنس کر اونکا دیوانہ  
کریم تو مری مقتلین آبرور کھنا  
تمھاری زلف کو چہ میں ڈر ہی لٹنی کا  
کسی کے ناوک مڑ گھانے کی غلش پیدا  
لگا لاچارہ گروں نے عجب قیامت کی

حضور آئین تو ہو جائے فیصلہ دل کا  
اثر دکھایا تو ہوئے لگا گلہ دل کا  
دکھاؤں گا تھیں اک روز وصلہ دل کا  
کہ اونکے تیرے ہو گا مقابلہ دل کا  
اندھیری رات ہی جاتا ہی قافلہ دل کا  
کہ پھوٹ پھوٹ کر رہتا ہی آبلہ دل کا  
کہ اونکے تیرے رہتا تھا شغلہ دل کا

ابھی تو تباہ کر ہے تمہاری زلفِ رسا ہوا کے ساتھ زمانہ میں آنیکا طوفان ہو اونکا تیر بھی وہ بھی ہیں میں بھی حاضر ہوں اویسی کے در پہ جلو موت بھی دہن آئے	بڑھتے جا اور تہ لجاے سلسلہ دل کا ہو سانس لین میں پھوٹیکا آبلہ دل کا خدا لے سائے ہوتا ہے فیض نہ دل کا یہ مجھ سے کہتا ہی بڑھ بڑھ کے حوصلہ دل کا
---	--

شفیق زور جوانی کی حد نہیں کوئی  
کسی کے روکے سے رکتا ہی دلوں کا

خواہشیں دلی مرے گیدے جانان سمجھا حشر میں آیکا دیوانہ لحد میں ٹر پا جب ستی دلیں تری عاشق کو بندہ ہی ہوتا تھا یہ نزدیک کہ نالوں میں عشق میں فلک رات کو شوق سے وحشی نے بلائیں دلیں اس سبب سے نہ مرے دل سے نکالا اوسنے جوشِ گریہ میں قیامت کا مجھ کو لطف ملا تر پا اس درجہ کہ سنی میں ہوا حشرِ بیا قیس کا ذکر ہو کیا چیز بڑی ہو وحشت یہ غرض تھی کہ ہر فرد شہدائین مرانام کیسا وحشت کر کیا زمر اہلِ شہید ایک مدت رہا سینو میں مری اوقاتِ تل کبھی اس در سے نہ اٹھو تیر تری باتوں سے اسطرح آپ کی فرقتیں بسر کی مینے ایک دن آنیکا اک سو عدم جانیکا	حالِ مدت میں پریشان پریشان سمجھا تنگے گور گور گودہ تنگی زندان سمجھا وہ ترے تیر کو امی ترکِ رگ جان سمجھا حشر کا نہ زمین اپنی تب ہجران سمجھا ماہِ کامل کو بعینہ رخ جانان سمجھا عمرِ بھر مرے ارمان مری جان سمجھا ایسی ہر اشک کو میں نوحہ کا طوفان سمجھا آگے اب دلوں مرے گیسو جانان سمجھا میں کہاں اپنے گریبان کو گریبان سمجھا جانِ دین کو میں مضبوطی ایساں سمجھا یہ تو فرمائے کوئی مرا ارساں سمجھا مطلبِ دل جو تری تیر کا پیکان سمجھا میں نہ سمجھو گا کسی اور کو دربان سمجھا کوئی بھی مجھ کو نہ دنیا میں پریشان سمجھا کب نہ میں آیکو دور دور کا ہمان سمجھا
--	---

آئے ہیں مہر عیادت تو ہنسو دتی ہر روز  
خاطر ن ہونی بین دم بھر کا جو مہمان سمجھا

میں نے کہنے لگے وہ میرا شفیق ایسا ہے

جو میری عشق میں! بندہ کو غر غراں سمجھا

کسی کی آنکھ میں رہتا کسی کو دل میں بجاتا  
لیا ہو گا ہے گہ سے نقش پایو یا رکا ہو سے  
سبب سوزا نوا نیکی نہ ہو چکا کوئی جانا تک  
زمانہ ہاتھ پھیلا تاحیت ترک کر دیتا  
ہمیشہ میں خدنگ ناز کو رکھتا ہوں پیون  
ہمارے عین ناحق کی شہادت جھڑپ میں تیا  
سنا ہے بعد میرے اقربا کی غیر حالت بچتی  
میری دریا بخونم میں موت آجاتی تو یہ سوچتا  
یقین ہو یوں تڑپتا ساری عالم کو خبر ہوتی  
ملا ہو خاکین مجھوں سوارت ساری محنتی  
لگا یا ہاتھ پورا اور کہا جلا دے ہنسکر  
گیا میں اسکی صحبت میں خوشی ہو موت جاتی  
یقین ہو بعد میرے پھر کسی کا امتحان ہوتا  
عش آ یا اسکو ایسا حشر کرتا ساری عالم میں

عیادت کو ترے احباب کر کچھ بھی نہ آجاتا  
شفیق اس بات کا ارمان تیری دل میں بجاتا

سینو پہ پانچ رکھے تھا اور رنگ نہ دھتا  
فرقین پونچھتے ہو مرارنگ زرد تھا

کل شب کو کیا شفیق تری دل میں روکتا  
کچھ دل پہ منحصر نہیں رگ رگ میں روکتا

اوسنے کہوٹکا دلو مے آب دیکھ لین  
 ترپا تو تھوڑا مل گئی لذت بہت تجھے  
 جا کر لحد میں چین سے سویا میں خشر تک  
 اب شب کا لٹمانہ ترپنا نہ آہستہ  
 ناوک فلن کے صدقہ میں اندھ سی بجھنے

سے جس تلکھ نشان یہاں بھلو درختا  
 کل شب کو بیٹھا بیٹھا مری دلمین دھتا  
 تکلیف مرگ سے مری رگ رگ گدین دھتا  
 اوس دلو موت آگئی جس دلمین دھتا  
 اوس جا پہ تیرا راجاں دلمین دھتا

مر کر شقیق ہجر کی ابدا یوں ہی رہی  
 محشر میں اوتھامری ہیلو میں دھتا

یہ کہہ کے گل ہوئی مری شمع مزار کیا  
 صتیا دتو نے دفن کیا باعین مجھے  
 دست جنون بھڑانے لگا کل سو خواب میں  
 برق جمال بار ذرا یہ ستا مجھے  
 مینے ملائین خاکین سب دلی حشر میں  
 دیوانہ مجھ کو یا مجھے کچھ اور ہی کہو  
 نا صبح میں اوس سو ملنے نہ ملو کو کیا کہوں  
 دیوانہ تیرا پونچھتا ہے اپنے غور سے  
 سب عمر گزری دشت میں اتنی خوشی ہوئی  
 مایوس ہو کے میں تری کوچہ سے جب چلا  
 جانبا زمر نے کہتے میں دیکھا نہ ایک کو

دیکھے نہ مرنے والا تو ایسی ہمار کیا  
 جب موت آگئی تو حزان کیا ہمار کیا  
 باقی ہر کوئی میرے گریبا یمن تار کیا  
 غش کھا کے گر پڑا ترا اسید وار کیا  
 غیرو نکے دل سے نکلو کا میرا غبار کیا  
 قابو میں دل نہ ہو تو مرا اختیار کیا  
 مانے نہ مانے دلو مے استبار کیا  
 تھی تجھے بات کر نیو تصویر بار کیا  
 نکلی تمھارے سے دہ پہ مری جان زار کیا  
 مچلا تدم قدم پہ دل بیتا ہر کیا  
 فرماتے ہیں حضور یہی بار بار کیا

وہ آ کے تجھے کہتے میں تیرا دوشقیق  
 تم کہہ رہی تھے دلمین شب انتظار کیا

کیونکر کہیں گے کوچہ جانانہ چھٹ گیا

اس شرم میں یگانہ و بیگانہ چھٹ گیا

<p>دلیا میں مجھے کونسا ویرانہ چھٹ گیا  زندانی آج کیا کوئی دیوانہ چھٹ گیا  ہاتھوں نے اس کے شیشہ و پیاہ چھٹ گیا  مگر ہاتھ سے ترے درخشاں چھٹ گیا  مکتب میں مجھے عشق کا افسانہ چھٹ گیا  اب مجھے میرے یاد کا کاشانہ چھٹ گیا  محفل میں تجھ سے گر کوئی پروانہ چھٹ گیا  دل کیا چھٹا کہ عشق کا افسانہ چھٹ گیا  کیا حادثہ ہوا کہ یہ دیوانہ چھٹ گیا</p>	<p>دل سے سوا مرے کوئی رشتہ نہ تھا  مرنے کا ڈر سینے میں رہنے کے بولے وہ  ساتی مجھے دکھاتا تھا اندازے کستی  ساتی نے مجھے سینے کے کہا گر پڑ گیا تو  آتش دیر میں سو لکھا تھا او سو پڑ تھا نہ  آبادی اور دشت مجھ کو دو نو ایک ہیں  اے شمع تو تو آج جلی کل جلے گا وہ  اکس در دہی وہ مجھ کو سناتا تھا روز و شب  کہتے ہیں لوگ زخم مرے سر کے دیکھ کر</p>
--	---

عشرت نے ایسا پیسا کہ گھبرا کے شفیق  
تسے نیاں بہت مروانہ چھٹ گیا

<p>سارا زمانہ بھر ہے شنا خان رشید کا  ہو جائے کیون نہ تخت سلیمان رشید کا  ہر لفظ لفظ ہے سہ تا بان رشید کا  پھولا پھلا رہے گا گلستان رشید کا  چھوٹا نہ میرے ہاتھ سے دامان رشید کا  نقاد دفن ہر اک ہو شہ خان رشید کا  جبے ہوا ہو چاک گریبان رشید کا  جو شاعری میں مجھ سے ہوا احسان رشید کا</p>	<p>موجود خوب تر ہے مہربان رشید کا  اللہ نے کیا اونچین چمن بہر سن  ہر نقطہ او کی نظم کا ہوتا ہوا ہر ضو فکھن  کیا او کی باغ نظم میں آسکتی ہر خزان  بتیس سال ہو گئے عالم بدل گیا  اوستادی اسکا نام ہی اتنا اثر تو ہو  عارف کر غنہ کیا اونچین غلین کر دیا  قاصر زبان ہی مری شکریہ کیا کروں</p>
--	--

دیوان شفیق تیرا چھپا شکر کی ہے جا  
تو بھی ہر ایک طفل دبستان رشید کا

چرخِ جب تیر سینی پر نہ اوس دم بھر ہونا  
 شبِ وصلتِ مقدر میں لکھی تھی مختصر ہونا  
 کبھی منہ پر ہی آئی نہیں کتنے کتنے ملتی ہیں  
 ہر ایدل کہ وہ ناؤں فلکِ ناؤں لگا تا ہی  
 رہا ہر منظرِ دِ ادم لیکر تیرے غش نہ آجانی  
 تجھے مجھے محبت تیرے دیکھا جا گیا تجھے  
 یکا یک بزمِ من اوسکی اود ہی چھا گئی ہر سو  
 متھیں عشاق کو تنہ ادا کی قتل کرنا ہی  
 تجھے ایدل ہمیشہ اپنی سینے سے لگا دیا  
 خداوندِ اعرابوں کی تو ہی عزت بچا تا ہی  
 میں اب جیتا ہوں بایوت آؤں ہر مکان کا  
 خدا بخشیر تجھے حرا میں ہر ایدل بہلتا تھا  
 سیاح کی نگاہیں اپنے گھائل سیو پکتی ہیں  
 کہا بلبل نے میں سر پر قبض کو لیکے اڑ جاتی  
 وہ رخصت ہو رہی ہیں دل ہمارا تھکے اکتا  
 جو تم چاہو تو پھر مٹوئی جیوں پھر طور پر جائیں  
 وہ دیوانہ سمجھ کر روڑی سنتی ہیں ہنس سنکر  
 نہ پوچھو دوست کو سطح سینے زندگی کا

قریب دلِ عانت کے لئے در و جگر ہونا  
 اودھر تو آنکھ جھپکانا اودھر تو اسکر ہونا  
 قیامت ہو گیا تلوار کا زرب مگر ہونا  
 اگر تڑپے گا تو شکل و پھر ترونگا سر ہونا  
 شبِ فرقت ہو گیا آسان نہیں سبکی تیر ہونا  
 مرا جھوت دم بچے نہ تو اسے چارہ گر ہونا  
 ہمارا دم نکل جانا اوسے فوراً خبر ہونا  
 بے بھلے سوئے لو پھر بعد کو بیدار گر ہونا  
 مگر یہ شرط ہی تو زخمی تیر نظر ہونا  
 ہر ایدل وقت آئے تو نہ مجھ سے بھر ہونا  
 خوشی اسکی ہو میرے ہاتھ میں رہ بھر ہونا  
 مجھے یاد آتا ہے اے قلیں تیرا مسفر ہونا  
 یہ جب اب ہم کہیں اچھو نہ تم زخم جگر ہونا  
 مگر مجبور کرتا ہے مرا بے بال و پر ہونا  
 اگر یہ آئے تو ممکن ہی پھر ایسی سحر ہونا  
 ستھاری سامنے کیا بات ہی پھر جلوہ گر ہونا  
 نہیں ممکن ہماری داستان کا مختصر ہونا  
 جیامیں جھلجھلکیا اسکو کھتی ہیں بسر ہونا

شفیق آیا ہو اوسکی بزم میں اتنا سمجھ لیا  
 گرا ب جائے ہی تیری باتوں میں اثر ہونا

غور جب دلیں کیا ہی مرافقا دیکھا  
 جذب و کامری تھے بھی ناشاد دیکھا

<p>طور پر پیو سنا آپ کو غش آیا تھا خم کے خم دیدے غیر و نکو ہمیں تلچ پٹی عبد مر نیکی بھی امتیہ ہوئی جلنے کی دیکھ کر طالب دیدار ہوا دیوانہ</p>	<p>یہ تو فرماتے کیا حضرت مولا دیکھا نہزم ساقی میں یہ خیزات کا حصا دیکھا عجب انداز سے اوسے مرا لاشا دیکھا غور صادق سے اگر یار کا جلو دیکھا</p>
--	---

آپ تو عشق کے رہبر ہیں کہا مجھ کو نے  
کھٹے ہم سے بھی شفیق آپ نے کیا کیا دیکھا

<p>انگشت نما ہونا دنیا میں جبر صحر جانا بیمار محبت کو ہی لطف خلش تجھ سے مرتا ہوں کہا میں قاتل نے کہا ہنکر فرہاد نے یہ کہہ کر تشیہ کو اوٹھایا ہے عاشق نے کہا تیرے موت آ کر ترے در ہی یاد مجھ کو اتنا کیا آپکا بچپن تھا کچھ آپ نہ گھبراہیں یہ شیوہ عاشق ہی نہراؤ نہ گھبراؤ کچھ دل کو ٹہرنے دے گھبراؤ نہ تم صاحب سحر رات ابھی باقی قاتل کا اشارہ ہی آنکھوں سے دم زینت نقل میں مجھ یار ہو سہری سکہ شہی</p>	<p>یہ عشق کا حاصل ہو آپ سے سو گزر جانا مجھ کو بھی لئے جانا جب در و جگر جانا کہتا ہی فقط منہ سے آسان نہیں مر جانا دنیا میں اگر آیا کچھ نام بھی کر جانا ہونا نام ترالاب پر یوں خوب ہو مر جانا عاشق مجھے کہہ دینا شہرہ کے مکر جانا ہر بات پر جی جانا ہر بات پر حرج جانا ممکن ہی نہیں دلی نقس ویراؤ تر جانا کب آؤ گے یہ کہہ دو بروقت سحر جانا عاشق کے کلیجہ تک اسی تیر نظر جانا ہی خورے قاتل کی تلوار سے ڈر جانا</p>
--	--

کوٹھے پہ وہ آئے ہیں زینت شفیق ایسی  
دل تھا سنا ہاتھوں سے جو وقت و دھر جانا

<p>صدہ ہجراؤٹھایا ہے تو مر جائیگا جس کے سینے میں ترا تیر نظر جائیگا</p>	<p>دل کے رونے کو مر از خم جاگیر جائیگا آنکھ جھپکاتے ہی اک آن میں مر جائیگا</p>
---	--



کہیں آنکھوں سے کہیں دے کد جانیگا  
 نادر افکن ترے نادر کبھی اٹھیں گامزا  
 حال بار محبت کا بہت نارک ہے  
 میرے پہلو میں نہیں زلف سو اسکی نگلا  
 کیسی بہت ہی تری واہ ری پونڈ زمین  
 آج نادر افتافت کا خدا حافظ ہے  
 مجھ قاتل نے کہا دل نہ ترا چھیدو گا  
 مجھ کو امید ہے جب موت مری آئیگی  
 عشق صادق ہی مرا ضبط مجھ پر رکھیں  
 کہا صدیا دنے بلب کے ہوو شل بازو  
 دل عشاق پہ آئیں گی بلائیں لاکھوں

انھیں راہوں سے وہ شاق کے گھر جانیگا  
 سب سے فارین جب خون جگر جانیگا  
 اب چک در دنیا اٹھو کی تو مر جانیگا  
 اب بتا دوں گم گشتہ کدھ جانیگا  
 تو پوہر ناچے دم خاک سے رہا جانیگا  
 گھر سے نکلا ہے تو کیا جانے کدھر جانیگا  
 کہ مرا تیر نظر خونین صبر جانیگا  
 پیشوا نیکی لئے درو جگر جانیگا  
 اد کے راہ تک مرے نالوں کا اثر جانیگا  
 فید سے چھوٹ بھی جائی تو کدھر جانیگا  
 آپ کے دوش پہ لیسو جو کدھر جانیگا

پوری زینت وہ کئی آئے شفیق اجتا ہی  
 کل تو دل جا چکا ہی آج جگر جانیگا

کوئی تو مر کے جسے گا کوئی مر جانیگا  
 خون دل ہی اسی سینچا ہی تعلق یہ ہی  
 اس سے تصویر خیالی نہیں لیتا وہ سچ  
 سامنے مانی وہ ہزار کے منہ ڈھانکی ہیں  
 میرے قاتل کی منہ چوٹ ہو رکتی ہی نہیں  
 مایہ کے گیسو کی شکنیں میں ہیں گھو گھر لاکھوں  
 وصل کی شب میں بھی گنجت یہ بڑا ہی کیا  
 او سکو سب اہل چمن سینو سے لپٹا نیکی

بزم عشاق میں وہ شجہ گرجانیگا  
 قبر تک نخل محبت کا شجر جانیگا  
 ڈرے بیمار کا چہرہ بھی اوتر جانیگا  
 ڈرے عارض کا مرے رنگ اوتر جانیگا  
 ہاتھ جب سر پہ پڑا زیر کمر جانیگا  
 پھر بھی بل کھاتا ہوا تاہ کمر جانیگا  
 دلو دھڑکا ہی کہ وہ وقت صبر جانیگا  
 اوڑ کے بلب جو قفس سے کوئی پر جانیگا



وہ ہی مرئی مرے لیے خبر جا گیا  
 کیا یہ اسید تھی آپ سے گزر جا گیا  
 مجمع عام ہے ہر فرد بشر جا گیا  
 سکر اویجے عاشق ابھی مر جا گیا  
 نوین ڈوب کے یہ اور نکھر جا گیا  
 یہ یوہن آگ کے دریا میں اتر جا گیا

خاک اوڑائی گمرے بہر حیا ل جانان  
 کہا لیلیٰ نے مراقب بہت عاتل تھا  
 حشر کے روز کہیں آپ نہ گھر سے نکلیں  
 تیغ ابرو سے اوٹھانکی ضرورت کیا ہو  
 کیا ترے خنجر زبان میں چپک ہی قاتل  
 بحرِ عمیق میں گیا جھڑے تیرا عاشق

لوٹے خیر دن نے کہا حالِ حقیق ایسا ہو  
 اب برا وقت ہے کچھ دیر میں مر جا گیا

آئینہ کہتا ہے پھر مجھے جدا ہو جانا  
 بیٹھے جھٹکے گرفتار بلا ہو جانا  
 آدمی کے لئے اچھا ہو رہا ہو جانا  
 اب کہیں اور گرفتار بلا ہو جانا  
 بڑھتے بڑھتے تراش شیراد ہو جانا  
 آنکھ کھل جائے تو پھر مجھے خفا ہو جانا  
 یوں ترا برسنہ سر برسنہ پا ہو جانا  
 راستے بھر ٹوڑا تیر ہوا ہو جانا  
 پھر کسی روز مرے پاس قضا ہو جانا  
 جان کنی کی تری اندامین جدا ہو جانا  
 اب تو ممکن ہے تجھے حبلہ شفا ہو جانا  
 حسن ہو دردِ محبت کا سوا ہو جانا  
 آپ کا نام مر لیضون کو دوا ہو جانا

کر کے زینت ہستہ تن ناز دادا ہو جانا  
 دکھو آتا ہے حیانو نہ مندا ہو جانا  
 خوب ہو مشقِ تصور کا سوا ہو جانا  
 دکھو زلفون سے رہا کر کے شکر نے کہا  
 کسی ہو ابھی جلا دگر ممکن ہے  
 خواب میں آئے ہو کچھ دیویوں ہی تین  
 میری میت کی تو زینت ہے جلے جاتے ہیں غیر  
 خاک تربت مری اوس کو چہ میں پہونچاؤں  
 آج تو جا کہ سیجا بھی میں آئے والے  
 دردِ دل کہتا ہے مجھے یہ نہیں ممکن ہے  
 اپنے بیمار سے یہ کیلے سیجا اوٹھا  
 آنا گھبراتے ہو کیوں چارہ گر سمجھو تو  
 اے سیجا اسی کہتے ہیں کیا تاثیر

عشق وہ چیز ہے جس میں کہ بہت مشکل ہے  
ہم وہ عاشق ہیں کہ قرضی میں ہوتی عدم  
مر کے بھی شرط محبت سے ادا ہو جانا  
روز جینا ہمیں اور روز فنا ہو جانا

اوسکی رحمت سونہ مایوس ہو ممکن ہو شفیق  
مجھ گھنگار کی مقبول دعا ہو جانا

مقدر میں لکھا تھا اس ادا پر دم نکل جانا  
درد لدا تک کہتا ہی یہ دل سر کر ل جانا  
جوانیکا زمانہ کیا مجھے اب باد آتا ہے  
خندنگ ناز مجھ پر گیا احباب کہتی ہیں  
نگہبان نے کہا جلد سے یہ رحم لازم ہے  
تجھ کو توجان لینی ہی میں اوس بات کو کر لوں  
میں ایسے وقت چھوچا تھا درجائیاں بیوتانی  
کیا جو ذکر یوسف مین کیسا وہ حسین بگڑا  
کسی ہشیار بادہ کش نے یہ تم کو سکھایا  
سرابم آئے ہیں وہ شورا کہ عشا تو آٹھا  
زمانہ وصل کا گزرا وہ مجھ کو یاد ہو قصہ  
مزاج ایسا ہی اونکا چسپ آتی ہو ہنسی مجھ کو

لیکے انگڑائی ترا فوراً سنھل جانا  
قیامت تک ہو جسکا اثر وہ چال چل جانا  
دل نادان مری ہر بات پر تیرا چل جانا  
دلیری ہے تمھاری تیر کھانا اور سنھل جانا  
ہو آسان قید یونکی آہ سو زندان کا چل جانا  
وہ جب آئیں مری بالین پہ تو اسی موت ٹل جانا  
تعجب ہو گیا سب کو مرے ارمان نکل جانا  
قیامت ہو گئی اک بات کا منہ سو نکل جانا  
کہ ساغر کے اوٹھنا لڑکھڑانا اور سنھل جانا  
نقاب اولیٰ گودہ ای دیکھنی والا سنھل جانا  
ہنسی کی بات میں بھی آپکے تیور بدل جانا  
کسی سے نام یوسف سنتی ہی تیور بدل جانا

شفیق ارمان اتنا رہ گیا اک روز وہ کہتے  
نجانے دینگے تلو آج ہم گھرائی کل جانا

ہجر میں جا نکا کھو نا کیسا  
یار کا گھر میں نہ ہونا کیسا  
خونین ہاتھ ڈبونا کیسا

صبر کہتا ہے کہ رونا کیسا  
غیر نے جھوٹ کہا تھا مجھے  
دور سے تیر جگر کا کھینچو

ہجر کی رات بری ہوتی ہے  
 عشق میں کوئی بشر لائق ہو  
 بعد مرنیکے جو ترپا مراد دل  
 نام تیرا ہے مرے باعث سر  
 جل بھی جائے تو نہ اف منہ سو کر  
 جو کہ ہو خاک نشین مدت سے  
 کہتا ہے ضبط کہ تم صابر ہو  
 دل عاشق سے منو ہوتا ہی  
 اکیدن جان مری نے فساد  
 اب بھی تکلیف مجھے دینے ہو  
 کیا جوانی نے سکھایا ہی تھلین

آہ رکیتی نہیں سونا کیسا  
 اس میں برباد نہ ہونا کیسا  
 شق ہوا قبر کا کونا کیسا  
 بحر غم مجھ کو ڈبونا کیسا  
 اسے شمع راتوں کو روونا کیسا  
 اوسکو شفاف بچھونا کیسا  
 درد ہو دل میں تو رونا کیسا  
 تخم الفت ترا بونا کیسا  
 روز شتر کا چبھنا کیسا  
 جاؤ بھی لاشہ رونا کیسا  
 لیکے انگڑائی سونا کیسا

کچھ کہا میں نے وہ کہتا ہے شفیق  
 دکھڑا ہر روز کا رونا کیسا

مے بھی سوا رہی ہو گا مراساتی ہو گا  
 روز بینے کو نصیر کیا خدا تیا ہے  
 شب فرقت مرا کہہ گئے بڑھا دیتی ہو دل  
 اب یقین ہی عدم آباد میں آنہی لے  
 د لکے ناسور مرے رسو گئے فرقت میں  
 ہم ہیں اور حضرت موسیٰ ہیں تیری طالبید  
 حشر میں دیکھنے والو کو مزا اٹھے گا  
 آیا ہے میری عیادت تو سمجھ لے اتنا

حشر آئیگا تو اک لطف وہاں بھی ہو گا  
 ہمیں ستون کا کبھی جام نہ خالی ہو گا  
 نالے گر روز کرو گے تو اثر بھی ہو گا  
 خاک اوڑائیگا جہاں برترا جوتی ہو گا  
 اب یقین ہی کہ کوئی راز نہ مخفی ہو گا  
 خیر کوئی نہ کوئی وقت تجلی ہو گا  
 ہاتھ ہو گا مرا اور اس عیسیٰ ہو گا  
 یہ ترا لطف مجھے وحشت ملی ہو گا

دیکھ کر تیرے روزن وہ یہ فرمائی ہیں  
حشر میں نہیں کے ہمراہ رہیگا مجمع  
ایک دم کے لئے گرا آپ گرم فرمائیں

اب تو ارمان کوئی دلیں نہ باقی ہوگا  
جس جگہ بیٹھ گیا فضا لیلی ہوگا  
میرا برباد نہ سرمایہ ہستی ہوگا

جو مخالف ہو مرا اوس میں کہتا ہوا شفیق  
شعر سر ایک مراد فتر معنی ہوگا

کلی تھیں در سے آنکھیں نظر بیا بچران تھا  
کہا یہ سینے غم و غم سے کہ تم اوس وقت یاد آؤ  
یہ ملک تین لاکھوں حشر تین میں میری ہی تم  
لحد تک اقربا احباب سب پہنچا گئے مجھ کو  
چلے ہیں روز راہ عشق میں ہم بادیہ پہا  
وہ آئے سامنے جب بات بھی منہ سے نہیں نکلی  
بتائیں کیا تھیں ای دوست تو تم خود سمجھ لو کہ  
قدر انداز تیری مشق دنیا سے زالی ہے  
تر پنے سے جہا نہیں جسکے پیہم دلزلے آئے  
مرے احباب اوس سے کہتی ہیں کچھ ہو خبر تم کو  
قدم سے اپنی بار و ہر طرف زینت بھی صحر میں  
سہ نو دیکھتے ہی یہ کہا دیوانوں نے ہنکر  
جو میت پر بھی آئے تھے مزاج اوٹھانہ ملتا تھا  
نہ جانے دل فریبی وقت زینت کیا ہوئی  
تعلق قاتل و مقتول کے ایسے مسادی تھو  
نہیں تم جسکے معنی سمجھ کیا کہنا شفیق ادکا

نہ آئے اک گھڑی بھرت تو پھر مرنیکا سامان تھا  
کوئی نہ تھا تلخ و تلخ میں کی کہ نہ بدامان تھا  
بدن سے جان جب نکلی تو سارا شھر ویران تھا  
کیا جو ساتھ ترست میں وہ میرا زہنہاں تھا  
نہ جب بھی زندگی بھر طے ہوا ایسا بیابان تھا  
لب خاموش تھا میرا کہ گویا قتل زندان تھا  
جو سارے گھر کی زینت کی گیا وہ کیسا اہمان تھا  
وہ میں پر تیرا جس جگہ پر دلیں ارمان تھا  
تجھے معلوم ہو کچھ وہ ترا بیا بچران تھا  
کوئی نہ تھا تھا کل خلوت میں اور کوئی نشان تھا  
ہمارے خون سے گلزار ہر خار غیلان تھا  
ہمیں ہے یاد یہ پہلے حسینوں کا گریبان تھا  
ہماری لاش اوٹھوائی زماں بھر یہ احسان تھا  
ادھر تو آپ حیران تھو ادھر آئینہ حیران تھا  
ادھر سو فارحہ کی میں ادھر سینی میں پکان تھا  
بیان کچھ کر نہیں سکتے کہ جو زوہرستان تھا

دم یوں ہی آپکے بیمار نے شب بھر توڑا  
 لیکے ساتی نے مرے ہاتھ سے ساغر توڑا  
 آج ان سب نے مرے دلو کو برابر توڑا  
 کس طرح سینے میں دم ابدل مضطر توڑا  
 آپنے رشتہ الفت مرا کیونکر توڑا  
 تو سہی تجھ کو نہ اسے ہند سکندر توڑا  
 نام دیوانہ کا ہے آپ ہی شتر توڑا  
 جان پر قہر میری تو نے سنگمر توڑا

دست و پا چٹکے ہیں پتھر سے کبھی سر توڑا  
 مے جو مانگی تو عجب طور کا غصہ آیا  
 نگہ کے تیر بھی اور بر چسپان مرگ انکی جلدین  
 بس مرا لچھ نہ چلا مجھ کو خدایا دایا  
 دیکھنے والوں نے دانستوین دیالی لکلی  
 بحرِ نسیم کا تجھے طوفان دکھانا ہی ضرور  
 کھولنا قصد نہیں چاہنے والے ہیں بہت  
 غیر کا نام لیا زحیم مرے دل پہ پڑا

تیر جلا دے پتھر کے یہ کہتا ہے شفیق  
 دل نہیں توڑا میرا تو نے مفت در توڑا

کوئی قریب صبح گیا تو کوئی قریب شام گیا  
 سینکے دھڑکاتے ہیں دنیا سے اک بد نام گیا  
 فخر مجھے کیا یہ کم ہی میں اس کے زیرِ بام گیا  
 گر تا پڑتا مر تا جیتا منزل پر تا شام گیا  
 ڈرتے ڈرتے مرغ دل بھی آج قریب دم گیا  
 روز میں انکے کوچ میں آنکھوں سے سو سو گام گیا  
 سینے پہلے مانگتا تھا اور خیر کے آگے جام گیا  
 کس کا کسا نام رہا ہی کس کا کس کا نام گیا  
 دلو میرے پا مال کیا کس حال ہی تو دو گام گیا  
 حبسے دل کیسوں پہنچنا چہن گیا آرام گیا  
 تیرے سوا اور کسی صحبت سے کوئی بھی آشنا گیا

جانا عدم کو ٹھٹھکا ہی جس جس کو پیغام گیا  
 سہ تو مرے الفت میں او کی قید اور نوح خوب ہی گیا  
 دیکھیں نہ دیکھیں مجھ کو میں ان کے کوچ میں پہنچا  
 پہلے پہل میں گھر سے نکلا عشق کی راہ نامہ وار  
 سنتا تھا صیاد ہی ظالم دیتا ہے وہ تکلیفیں  
 مشق تصور ہی مجھ کو جھپکی جو بک دان ہو چکیا  
 داہری قسمت ساتی بھی کچھ ایسا تغافل کش ملا  
 بخل و سخاوت کی باعث ای ساتی سارے عالم میں  
 کیسی ادا تھی وہ ظالم جب بس سو میری ادھک گیا  
 آنکھیں اس کو دھونڈ رہی ہیں غم کی کہاں کہاں  
 اس کا گلہ ساتی ہی کیسا اپنی ہی نفسیہ شفیق

مرے ساتھ خوب تڑپا دل بقرار میرا  
کوئی سہکے بات کرے بت شرمسار میرا  
مرے ساتھ مرے جاے دل بہتیار میرا  
جو وہ حال آکے دکھیلن شب انتظار میرا  
مرے منیکدہ کے در پر وہی بادہ خوار میرا  
مری قبر پر جو آئے کبھی سو گوار میرا  
کہ بہار دے رہا ہے دل داغدار میرا  
وہ ہی ذکر کر رہی ہیں وہاں بار بار میرا  
دیا ساتھ سرتے دم تک مری جان زار میرا  
وہیں گرتا پڑتا پھونچے کسیدن غبار میرا

شب بھر بار وہ تھا بڑا انگسار میرا  
وہ نہ ہم بغل ہو مجھ سے اوسے میں صال سمجھیں  
مجھے در دہر تجھے کوئی خوف ہی تو یہ ہے  
مجھے ہے یقین اسکا کہ وہ پھر جھوٹا نہیں  
یہی کہہ رہا ہو ساقی سزا میری سے پستو  
مجھ کو موت ہو مبارک ابھی مر کے جان آؤ  
یہ ہو ابھی کون گھائل ذرا دیکھے آکے قاتل  
وہ رقیب کی ہی صحبت مرے واہ ری خدایت  
مری کتنی تو ہی محافظ کوئی خطرہ جب ہوا تھا  
مری خاک ہو سورت مجھ کو جسے مار ڈالا

وہ مجھ سے سو کہہ رہی ہیں کہ شفیق کیوں نہ آیا  
کوئی امر ہو گیا ہی اوسے ناگوار میرا

سانس کا لینا اوسے بار گراں ہو جائیگا  
مجھ بھی قایم ہو کے اکدن آسمان ہو جائیگا  
بڑھتے بڑھتے یہ شریک استخوان ہو جائیگا  
ہم جہاں جائیں گے ممکن نہ اشیان ہو جائیگا  
جب بہار آئیگی تیرا آخسان ہو جائیگا  
چپ رہا ہے بخت در دل عیان ہو جائیگا  
در دل اٹھتی ہی چھریے عیان ہو جائیگا  
تسے بھی صیاد ظالم بدگمان ہو جائیگا  
ہم نہ کہتے تھے کہ دشمن آسمان ہو جائیگا

یوں ترا بیمار الفت نا تو ان ہو جائیگا  
آہ سوز انکا اگر اوسجا دیوان ہو جائیگا  
در دہے ولین ذرا اسکا تعلق ہو تو جائیگا  
باغ اپنا باغیان رصودی بلبل نے کہا  
سینکے دیوانہ سوکتی ہیں ابھی زندہ انہیں ٹھہر  
آہ کی تکلیف سی مینو تو ظالم نے کہا  
مین زبان سے اف کروں ای چارہ ممکنیز  
تم ٹہرتی ہو رہائی کے لئے اہل نفس  
کوئے جانان میں قدم رکھتے ہی آئے زلزلے

جوش گریہ بڑھ رہا ہو اب یہ ہوتا ہے یقین  
اب مجھ پر مشق تصور سی یقین ہونے لگا  
ہر بن موسے مری دریا روان ہو جائیگا  
دھیان میرا او سکر در کا پاس بان ہو جائیگا

ہاں لو محشر کا کہنا چپ رہو تم اگر شفیق  
ہر کوئی دشمن تو وہ بھی مہربان ہو جائیگا

بیخود شب وصال جو میں نا صبور تھا  
بتیاب ہو کے راہ میں بیکار جان دی  
دل میں خیال جب کیا تجھ تک پہنچ گیا  
کچھ بھی نہ تھا خیال نشیب و فراز کا  
کہنا تھا دل کو جو وہ کہا اونکے سامنے  
دربان قید خانہ میں آیا ہے پو پو بچنے  
آخر ہزار عمر ہمارا نہ بچ سکا  
اے ہن فاختہ کو مگر غریب ساتھ ہیں  
جاگے ہوئے تھے رات کی یاد ربات بھتی  
اوس کا خیال آؤ سی دل جھد کے رہ گیا  
ایسی ضیاء حسن تھی زینت کے وقت بھی  
مرقد میں تھکو دیکھا تو معلوم ہو گیا  
میں بے قصور تھا مریے دل کا قصور تھا  
ایک ل مکان یاد کا تھوڑی ہی دور تھا  
گو ہمسر تو ہر ایک کے نزدیک دور تھا  
موسمی کو ایسا دلولہ کوہ طور تھا  
نادان دوست میرا بہت بے شعور تھا  
کلی زبانہ رات کو نام حضور تھا  
دریاے غم کا آج کچھ ایسا دفر تھا  
بعد فنا یہ ظلم اور خنین کیا ضرور تھا  
آنکھوں میں اونکی آج غضب کا سرور تھا  
ہر چند تیرا زہیت مجھ سے دور تھا  
تھا عکس اونکے سامنے آئینہ دور تھا  
دنیا میں ہر طرف کو تھا راہی نور تھا

بے سمجھے اون سے قتل کیا ہے مجھے شفیق  
اب ہاتھ مل رہا ہے کہ یہ بھی قصور تھا

دل بکا رہا ترا احسان ستم آرا ہوتا  
کچھ نہ کچھ تو مجھے مرنے کا سہارا ہوتا  
پھر محال طلب کیا مننے مجھے اولیٰ ہی نقاب  
تھا جہان درد و بین تیر بھی مارا ہوتا  
ہاتھ اوجھا ہی سادہ پر مرے مارا ہوتا  
غش مجھے آتا جو پہلا سا لطف آرا ہوتا



روح بھی تن سے نکلتی تو یہ دلمین رہتا  
 کچ گیا مضحکہ ہوتا دم محشر کیسا  
 پھر مجھے کوئی زمانہ میں ستانہ حسین  
 فخر ہو جانا مجھے بات مری رہ جاتی  
 فصل گرمی کی ہوجی چاہتا ہوا ساقی  
 تو اگر تیر گاتا مری پیشانی پر  
 یہ تو تیرا دل جو ہوتی یہ کسی اور کی نرم  
 کسی معج میں اگر قتل وہ کرتا ہلو  
 میں تو مجبور تھا احباب سے یہ کہتا کون  
 دور دل نے مری اس وقت اعانت کی ہر  
 میں سمجھتا ہوں کہ آنا ہو مسحا کا محال  
 ناصحا تو ہی سمجھو جو ش جوانی میں بھلا

آپ کا تیر مجھے جان سے پیارا ہوتا  
 آپ کے دھوکے میں یہ سفاک کھارا ہوتا  
 گرچہ مانتے پر رزم نام تیرا ہوتا  
 نرم عشاق میں مجھے ہوا شارا ہوتا  
 سیکشی ہوتی جو دریا کا کشتہ ارا ہوتا  
 حشر تک وہ مری قسمت کا ستارا ہوتا  
 یوں بگڑ جاتے اگر ذکر ہمارا ہوتا  
 نام جلا دکا اور کام ہمارا ہوتا  
 وہ بھی آلیتے تو تربت میں اوتا ہوتا  
 یہ نہ اٹھتا تو وہ پہلو سے سدھارا ہوتا  
 چارہ گرہنتے جو آنے کا سہارا ہوتا  
 دکا مرنا ہمیں کس طرح گوارا ہوتا

خیراب تھوڑی سی پڑھ لیتو طیفیق آرد وہم  
 زندگی کا ہمیں گرا بی سہارا ہوتا

میں راز دل چھپانے میں دیوانہ ہو گیا  
 تصویر جسے دیکھی وہ دیوانہ ہو گیا  
 ایسی شراب جام میں رکھی ہو ساقیا  
 وحشی کا تیرے دشت میں کچھ دل بہل گیا  
 سب چکے چکے روتے ہیں ارباب جزیرین  
 مہندی کو رنگ سے رخ رنگیں کو عکس سے  
 میخار بد نصیب عجب وقت آیا ہو

جب بھی ہر ایک بات کا افسانہ ہو گیا  
 شہرت بڑھی شباب کا افسانہ ہو گیا  
 گلزار جسکے عکس سے میخانہ ہو گیا  
 اوس سے جناب قیس سے یارانہ ہو گیا  
 دل مر گیا ہو سینہ عزا خانہ ہو گیا  
 گلند اوکے ہاتھ میں ہمسایہ ہو گیا  
 جب بند دوستو درمیان نہ ہو گیا



الفت ہر ایک شے کو بڑھاتی ہے کس قدر  
ہم ایسے بادہ کش ہیں کہ ساقی کی یاد میں  
آزاد یوں نے کھدیا سارے جہان میں  
جتے نہیں ہیں پاؤں وہ آؤ ہیں زلزلے  
فرقت کی رات درد کی ایسی جھک بڑھی  
ہم میکشی سے سیر ہوئے تو بے کر چکے  
اور اوحسین کریم ترقی دے حسن کو  
قاتل نے پنجو سے مرا سر جدا کیا  
کوئی نہ جانتا تھا وہ تھا راز اپنا عشق  
مٹھی میں خاک لیتی ہی دیوانے نے کہا  
ہر فکر میرے دل کی سمجھ جاتے ہیں عدد

دقروفا کا اک پر پروانہ ہو گیا  
ساغر جہانہ رکھ دیا سحرانہ ہو گیا  
اپنی سبب سے مذہب رندانہ ہو گیا  
دشمن ہمارا کو پہ جہانانہ ہو گیا  
روشن تمام دنگا سیہ خانہ ہو گیا  
بربر اپنی عمر کا پیمانہ ہو گیا  
اسکے سبب سے عشق اک افسانہ ہو گیا  
تھا مختصر کہ ختم یہ افسانہ ہو گیا  
تمنے کئے وہ ظلم کہ افسانہ ہو گیا  
قبضہ میں میرے آج سو ویرانہ ہو گیا  
اب تو مرا خیال بھی بیگانہ ہو گیا

کیا جانے تو نے خواب میں دیکھا تھا کیا

ہنستا تھا شب کو صبح کو دیوانہ ہو گیا

ملی پر دسین راحت بڑھانچ و محن اپنا  
خدا کی دین ہے ہر شر میں پوری فصاحت  
مصیبت ہو کہ راحت جھک کر گلو سے پہلے  
بس اتنا مال ہو جو کام آئے ہر ضرورت میں  
ہمیں امتیہ ہو سب دوستوں سے ہر ضرورت میں  
مرے اوستا کہتے ہیں زبانیں ایسی نرمی ہو  
ڈر خاک شفا منہ پہ ہو کیا پر نور تربت ہو  
تجھی پر جان دیگو ہم بھی مشتاق شہادت ہیں

کلیجہ منہ کو آیا یا جب آیا وطن اپنا  
مرے قابو میں رہتی ہے زبان بی زبانی اپنا  
خدا کی فضل سے کیا ہے رہتا جو حلقہ اپنا  
وہ ہی ہو سلطنت احباب اپنی مون وطن اپنا  
خدا کو فضل سے صنایع نہ جائیگا سخن اپنا  
مے کچھ لکھو والوں میں انداز سخن اپنا  
قیامت تک نہیں ممکن جو میلہ سو کھن اپنا  
دکھا دینا چین اے تیغ ابرو یا کلین اپنا

بڑی عزت بڑھائی مجھ کو کیا سوا دل کا شکریہ  
جہاں کی فکر لاکھوں ہی گل مضمون ہو گیا  
ہمیں دیوانگی میں خوب پابند محبت میں  
ہمارے دل کی حالت بھی اویس معلوم ہو جا کر  
ترقی لکھنؤ میں آکے تیرد مضمون پائین  
فراغت ہو تو عالم میں بسر ہوئی ہر آنی  
حیا آتی ہو بار بار اب ہماری پردہ پوشی کر

و عائن دیتا ہوا حباب کو ہر سو لڑن اپنا  
خدا کے فضل سے سر سبز رہتا ہے پھن اپنا  
ہو بیری پاد میں اور ہاتھ تھا ہر ہن اپنا  
کبھی تو تیر دھو ڈھو آنکر ناوک گلن اپنا  
ہمیں بھی ناز زیا ہے کہ ایسا ہر دن اپنا  
مصیبت میں سمجھو نگو یاد آتا ہے وطن اپنا  
ہوا ہر حد سے بوسیدہ سر اسریر میں اپنا

شفیق ایسا سفیر میں تھو دیتی ہر سکونت بھی  
کسی جا ہوں ہمیشہ یاد آتا ہے وطن اپنا

میکش نے لیا جام نے بخیر کی کل  
آواز تری پر وہ سے سنتو عیش آبا  
جو وصل کر جائے ہیں وہ کسطح نہ سوئیں  
تیزی کو تری تیر فگن کو س رہا ہے  
ہو باد مخالف کا اوسے نام ہی کا فی  
میں ہزم میں جاتا ہوں میں جھپٹے ہیں مجھے  
بیٹھے ہیں وہ پہلو میں مری غیز ہر حالت  
وہ کچھ نہ سنے اور ہلے جاتے ہیں سب دل  
موتی کی حکایت سو ادڑی مویش سمجھوں کر  
سچاڑا تھا گریبان کیلجا ہوا ٹکڑے  
دل مر گیا سب میں مری منتو ہیں آکر  
دریا بہا شکو نکا جہاں ڈوب جائے

اب سنا دیوانہ سے ہوتا ہے پری کا  
باتوں نے کیا کام تری جلوہ گری کا  
جھونکا جو چلے سر د نسیم سحری کا  
اتوا آتش دل ہو گیا نقصان سحری کا  
جس آنکھ پہ دھوکا ہو چہ رنغ بھری کا  
چہر چاہوا دن سب میں مری بد نظری کا  
ممنون ہوا آج میں درو جگری کا  
آہو میں اثر یہ ہو مری بے اثری کا  
عالم میں ہوا شور تری جلوہ گری کا  
افسانہ ہو عالم میں مری جاہو وی کا  
عالم ہوا شتاق مری اونہ گری کا  
مالک ہو الہی تو ہی خشکی کا تری کا

بیا شفیق ایسا ہے بچتا نہیں ممکن  
نقشبے برا آج عدم کے سفری کا

بے ستون پر مر کے بھی قبضہ رہا فرما دکا  
دشمنوں نے میرے خط لکھا مبارک باد کا  
اگر دل بیتاب موقع اب نہیں فریاد کا  
جس ٹھکانے ذکر ہو میرے دل ناشاد کا  
دیکھنے جاتا ہوں نقشہ مانی و ہزار د کا  
قید خانہ میں ہوا غل نالہ و فریاد کا  
نام ہو جائے زمانہ میں مرے حبلا د کا  
ایسے دیوانہ کو تیشہ چاہئے فریاد کا  
آئے ہیں اس وقت ہم جو وقت ہو امداد کا  
یہ بھی افسانہ ہوا اک سحر کی روداد کا  
دل جلا کے سیرا دل ٹھنڈا ہو اسیاد کا  
بیڑیاں کافی ہیں چہرہ سج ہو حداد کا  
بجلیہ گریہ زخم ہو میرے دل ناشاد کا  
کسی پر دل نڈر جائے ستم ایجا د کا

عشق کیسا یہ کرشمہ تھا دل ناشاد کا  
میرے مر نیکی جز اسطور سی ہو بونچی اوس  
غیر سے سنتے ہیں آکر ہو گئی اونکو خبر  
سنے والوں کے نہ قابو میں رہیں قلب جگر  
سنا ہوں تصویر یہی ہو مرے دلدار کی  
کوئی قیدی مر گیا ہر شہر بر پا ہو گیا  
یا الہی تل وہ اسطور سی مجھ کو کرے  
پتھر دن سو مینو سر پھوٹا تو وہ کہنہ گے  
قبر میں مجھ کو اتارا سب سی یہ کہنہ گے  
بھر کے آہ سرد اک حان حزن پیری گئی  
کہتی ہو بلبل کہ میری آگ پھونکا آشیان  
قید یونکی آہ سوزا نکا ہوا آتش اثر  
ہاتھ میں نعرش ہو ٹانگے لگانا دیکھ کر  
بعد میرے قتل کے بھی خون تھم تھم کر ہے

گر بڑے برسات میں گھر ٹھوکرین شفیق  
اب ٹھکانا ہی نہیں تھک خانان سرا د کا

شعاع مہر ہو جوتا رہے تیرے گریبان کا  
کہا دل از خدا حافظ ہو اسکے دین دایان کا  
نہیں آسان ہو کچھ بچا ہا چھڑانا زخم سوزان کا

جنون کہتا ہو مجھ کو عشق ہو وہ ماہ تابان کا  
کسی بتجانہ میں اب دخل ہوتا ہو مسلمان کا  
لے زنبور ہا تھوئیں انگ بیٹھی میں چارہ

گولے دشت میں ادھین تو انور قیں کو بچھو  
مرا بر باد سونا اون سمجھو نکا خاکین ملنا  
پر نرا دونکے چیر مٹ دیکھ کر کینو لگی بلبل  
یہ مہنکر مانی و ہزار دسوی جلا دکھتا ہی  
ہماری زخم دوزی کر کے یہ جراح کہتا ہی  
نظر ملتے ہی میری دل جگر رخصت ہوئی تھے  
اندھیرا ساری عالم میں ہوا دل میرا گھبرا یا  
تعلق تھے پرانے میں جو صحر سے او وھر نکلا  
مہتیا عیش کو سامان کئے سو مرتبہ اکثر  
امند کر آنسوؤں کو خوب ہی دریا بہاؤ میں  
کہا جب شعر اچھا وہ حیات جادو دانی ہی  
اثر یہ ثانی بلقیس کی الفت میں پیدا ہو  
پڑھا ہے فاتحہ قبر بر پر لا کر حسینو کو

نشان مل جائیگا مجھ کو پریشان سو پریشان کا  
مری تقدیر سی ملتا ہی ہر روزہ سیا بان کا  
حسین آنے لگے اب رنگ بدلیگا گلستان کا  
مری تصویر میں سب رنگ ہو خون شہیدان کا  
صدائے دل شکن آنیگی گر ٹوٹا کوئی ٹانگا  
کسی نے اس را دسوی روزن دیوار سے جھانکا  
جھلک دکھلا کے مجھ کو او سو داسی جو منہ تھا  
مجھے دیکھا تو خود دا ہو گیا دروازہ زلزل کا  
گزارین ہنر راتین راستہ دیکھا ہی مہانکا  
زمانہ میں مری آنکھوں سے اوٹھا جوش طوفان کا  
سکندر ہو کے خواہاں گھر سے نکلا آب جواں کا  
ہمارا دل جو ٹر پے گر پڑے ایوان سلیمان کا  
وہ جاتے ہیں خدا حافظ ہی اب گور غیر بان کا

شفیق ایسا کہاں تو جس سے ہو کچھ عالم میں  
کہا اچھا مجھے ممنون ہوئیں ہر خندان کا

اولیف بائے موحده

بے لطف اسی سے ہو گئی تکرار سے شراب  
لائیگی آج مصر کی بازار سے شراب  
مشکل ہے چھوٹنا کسی میخوار سے شراب  
اچھی تھے ہی کیا مری گفتار سے شراب  
میخوار مانگنے لگا مے خوار سے شراب

پینا ستم ہی یار کا انکار سے شراب  
اچھا ہے اس بہانہ سے یوسف کو کوکھنا  
وا غلط سے سننے کہنے لگے رند خوش مذاق  
ساقی یہ مہنکر کہتا ہے میخوار سے بتا  
ساقی جو سیکدہ سے اوٹھا لطف آگیا

<p>بیوقت وہ کسی کو ملے قاعدہ نہیں          بیٹھا تھا سیکدہ میں تو اتنا اثر نہ تھا          دیوانہ بادہ کش کوئی گلشن میں فن ہو          خوف خدا نہ اونکو نہ اونکو بتو لگا ڈر</p>	<p>ا کرتی ہے نازا بہی طلبگار سے شراب          کچھ تیز ہو گئی مری رفتار سے شراب          بھلنے چھڑکی قبر پہ منقار سے شراب          پھر کیا چھٹے گی کا فرد و بندار سے شراب</p>
<p>گر ہو سکا شفیق تو پھر وقت سیکتی          بد لین گے آج ہم نگہ یار سے شراب</p>	
<p>جانتا ہے سب کو کہ دیتی ہو یہ غافل شراب          ہو سخی ساقی مرا سیراب کرتا ہو اوسو          سیکدہ میں لوٹتا ہو جام ساقی نے دیا          جام میں جتنی بچے مے مچھو دینا سا قیا          دن تو چلنے میں گزرا شام کو یہ لطف تھا          کہتا ہے اپنے مریضوں کو سیجا بادہ کش          قاعدہ سے بیٹھے ہیں میخو اریسا لطف ہو          کچھ نہ کچھ لیسے سو باتیں جمل کی ہون ضرور          حضرت ناصح نصیحت ایسی بادہ خوار سے          پوچھتا ہے بادہ کش یہ دانہ انکور سے</p>	<p>مجرموں کو دیکے پتا ہے مرا قاتل شراب          سیکدہ میں مانگتے آیا اگر سائل شراب          سب کو حیرت ہوئے گا کس طرح سب شراب          پھینکنا ہر گز نہیں میرا ہو خون دل شراب          سب سا فرائے پیسے کو میر منزل شراب          سنتو ہیں آسان کرتی ہو ہر ملک شراب          اب پلائیگا سمجھو نکو صاحب محل شراب          بیٹھکر مجنون اگر پیتا پس محل شراب          وہ بھلا مانیکا کیا جسکی آئوب و گل شراب          کیا ازل کے روز سے کچھ میں ہوئی محل شراب</p>
<p>جام ساقی بھر کے تھے سب کہتا ہو شفیق          ہم پلا لیں گے اگر ہو آج کے قابل شراب</p>	
<p>عکس اپنا ڈالتا ہو ہرچہ میں آفتاب          دل یہ کہتا ہو طلش سو اکی ہوتا ہو عین          اکی اس گرمی میں دیوانو لگا پچھا ہو حال</p>	<p>دو جہا میں ایک ہو اپنے چلن میں آفتاب          آگ برسا لیگا کیا مرے وطن میں آفتاب          ڈالیکا اپنا اثر ہر پہر میں آفتاب</p>

اگر میان کرتا ہے ہر بخوار وقت میکشی  
کی ترقی آتشِ فرقت نے آتی بعدِ برگ  
رات کو افشا کا دترہ تھا سحر کو یہ بھلا  
سونے والے باغ کے انگڑائیاں لیکر آؤ  
دن جو کم ہی شام کے دھڑکیاں کیا ہی سچا  
ایک ہی رفتار سے گزری گی میری عمر بھر  
شب کے جتنی لطف ہیں اوندہ دافن ہیں

آگیا گویا انھین کی آنکھن میں آفتاب  
بنگیا ہر داغِ دل میرے کفن میں آفتاب  
ہو گیا روشن ہو ابرو کی شکن میں آفتاب  
صبح کو جلوہ دکھا بگچن میں آفتاب  
دوڑتا جاتا ہی کیا اپنی وطن میں آفتاب  
اب نہیں یکتا رہا اپنی چلن میں آفتاب  
حشر تک یوں ہی رہا رنج و محن میں آفتاب

کیا الف کو بھی نہیں پہچانتے ہنسی اور شفیق  
یہ ہی لاعلمی تہم ہوا اپنی فن میں آفتاب

اس طرح دینگے وصل میں تکرار کا جواب  
ایسا لگایا ہاتھ کہ تسمہ نہیں رہا  
بلبل ذرا ادھر بھی وہی نغمہ سنجیان  
عشاقِ جان بچنے آتے ہیں روزِ شب  
بیخود ہوانہ راز کھلا اس کا سا قیا  
تلو وین چھبے کے خون سے گنار ہو گیا  
قاتل کے ہاتھ اٹھاتے ہی بجلی چمک گئی  
سرمہ لگا رہا تھا کہ میری نظر پڑی  
میری تو زندگی میں نہ وعدہ وفا ہو  
نا صبح نے کی نصیحتیں پھر چپ ہی ہو گیا

فرما ہمارا ہی ترے انکار کا جواب  
دنیا میں اب نہیں تری تلوار کا جواب  
سینہ ہمارا ہے ترے گلزار کا جواب  
کوچہ ہے تیرا مصر کی بازار کا جواب  
سیخوار دن میں نہیں تری میخوار کا جواب  
گلشن میں گل بھی ہو کوئی اس خار کا جواب  
تلوار سے ملا اسے تلوار کا جواب  
آئندہ میں ملا نگہ یار کا جواب  
اک حشر رہ گیا ترے اقرار کا جواب  
کل شب کو سنکے ترے دفا دار کا جواب

یہ شاعر کیا جھپٹا خاموش اسے شفیق  
بیکار کا سوال ہی بیکار کا جواب

اب بھلا نظر دین کیا میری سہانے ماہتاب  
یار سے میرے ذرا صورت ملائے ماہتاب  
کیسی شرمست رہ ہوئی شکوہ صنیاء ماہتاب  
اس طرح ہکو تیسام اپنا دکھائے ماہتاب  
چار چاند اپنے ذرا منہ پر لگائے ماہتاب  
خیر ہو اس میں قدم جلدی بڑھائے ماہتاب  
بام سے اوتر و ذرا خجستہ خطائے ماہتاب

یار کی افشاں کا ذرہ ہے بجائے ماہتاب  
سر پہ آنکھوں میں لبوں پر پانکی سرخی عیان  
جب نقاب رخصی کچھ کچھ روشنی ظاہر ہوئی  
رات دن جیسی ترقی کر رہا ہو حسن یار  
کیا رخ روشن کر عاشق اوسکو دیکھیں گے بھلا  
پوری زینت کر کے آتا ہو وہ اپنی بام پر  
سامنا تھے کر لگا منہ چھپا یا خوف سی

چار آنکھیں کر کے اوس سے شعر بھی کہنا شوق  
میر کی صورت تھیں بھائی ادا ماہتاب

### روایف ہائے فارسی

دیکھئے تو مرا کلیجا آپ  
میں ہوں بیمار ادریجا آپ  
دیکھئے تو مری تبتا آپ  
دیکھئے جا میں گئے تاشا آپ  
دیکھئے تو خود اپنا نقشا آپ  
زخم دل ہو گئی کشتا و آپ  
جام ساقی نے ہی پلایا آپ  
دیکھئے جائیں لطف صبرا آپ  
آج دیکھیں گے زور دیا آپ  
کب اوسٹائیں گے رخصی پڑا آپ  
دیکھ لیں دیکھا گوشہ گوشا آپ

تیر سینہ سے خود نکالا آپ  
گر کے دلجوئی آپ حال سنیں  
مر کے پہونچا ہوں آپ کے در تک  
کوئی مر جائے عاشق رنجور  
اپنی تصویر دیکھ کر گبرے  
باوجود قاتل کی جب ادا آئی  
زندگی بھر رہے گا اسکا سرور  
ہم ہیں اس در پر حضرت مجنون  
آنکھیں کھلتی ہیں جوش گریہ میں  
اب ہیں بیچین طالب دیدار  
نقش میں آپ ہی کے چار طرف



کل کی سب بین ادائیں پیش نظر زندگی بھرنہ دیکھنے آئے مہرے رہ روان ملک عدم	آج کہنے لگے بین پروا آپ آج دیکھیں گے میرا لاشا آپ دیکھئے تو ہمارا رستا آپ
---	---

منفلی کے سبب شفیق بہت  
خلقی میں ہو رہی ہیں رسوا آپ

ہجرین کشتی ہے تنہا مری شکل خود آپ وقت سے پہلے کوئی کام نہیں ہونے کا ہاتھ بھیلے رہا جام نہ ساقی نے دیا سمے پونچھ کر تو خطا تیر نظر کی کیا ہی عشق میں دیکھے ایسی تھی کشش صحرا میں عشق کی راہ کھن ہو نہ کہیں پاؤں رکتے جان جاتی رہی ان سب کی ہوئی تم ناراض چارہ گر کہتے ہیں یوں تیر لگا لو اسکا ناصحا کہتا ہے یہ بات مری سچی ہے خواب میں آ کے وہ کہتی ہیں مری فریقین	مجھے باتیں کیا کرتا ہو مراد دل خود آپ جان لینو کو مری آئے گا قاتل خود آپ یہ غرض تھی کہ چلا جائیگا سایل خود آپ سامنے جاتی ہی ہم ہو گئے گھائل خود آپ فیس سے ملنے لگا صاحب محل خود آپ کہا بہت نے کہ کٹ جائیگی منزل خود آپ غیر آ کے ہوے میرے مقابل خود آپ نام چلا دے سو جا گیا عہد باطل خود آپ حاضر انسان ہو تو لٹ جاتی ہو شکل خود آپ تو تو کجاست ہوا مرنیکے وصال خود آپ
--	---

پڑھنا کیا چیز ہو لکھنا ہے کوئی چیز شفیق  
فضل محبوبی میں ہو گیا کامل خود آپ

کیسی طرار ہوئی میری زبان آپ سے آپ چارہ گر یہ نہیں کہ کیا جلتا ہے پر تو رخ کسی مہر کا پڑا دسہ کہان رہنا خواب تھا جی بھر کے اوس دیکھ لیا	فضل خالق سی ہوا میں ہمہ دان آپ ہر بن موسیٰ نکلتا ہی دھواں آپ زخم دل نکرے ہوا شل کتان آپ آج بے قصد میں ہو چکا ہوں کہاں آپ
---	---

<p>رنگ یہ لانے لگا راز نہاں آپس آپ          بڑھتا جاتا ہی مراد نہاں آپس آپ          گھر مرے آؤ گئے گردن مریجان آپس آپ          بڑھتا جاتا ہی ہمارا خفقان آپس آپ          سر مرا مجھ کو ہوا بار گران آپس آپ          بن گیا یہ مری سستی کا نشان آپس آپ          راز دل سب سے لگا کرنے بیان آپس آپ</p>	<p>ضبط کرتا ہوں تو چہرہ سے عیاں ہوتا ہوں          قیس کہتا تھا کہ لیلیٰ کی خدا خیر کرے          گر ہی الفت کی کشش لاکھ چوتھ صاحب          قیس کہتا تھا یہ صحرا کی ہوا کا ہے اثر          نام جلا دکا لیس کر میں گلا خود کا لٹون          نقش پایا رکھا اب چھوڑ کے میں جاؤں کہاں          اب وہ کہتا ہی کہ دیوانہ کی کاٹون کا زبان</p>
--	---

مرتے مرتے یہ دعا کرتا ہی خالق سے شفیق  
 چاہتا ہی مجھے مل جائے جان آپس آپ

<p>غیر سے کرتے ہیں اشارے آپ          شب کو گنتے ہیں جبکہ تارے آپ          شب کو اسطور سے سدھارے آپ          ادھو اس درو سے پکارے آپ          اپنے کرتے ہیں خود نظارے آپ          کتنی عاشق ہوئے ہمارے آپ          بھونچے ہیں گور کے کنارے آپ</p>	<p>بزم میں سامنے ہمارے آپ          مجھ کو آتی ہی چکنی پہ سنسنی ہاں          رات کی آرزو رہی دل میں          مرنے والوں کی ہل گئیں قبریں          رکھ کر آئسہ روز خلوت میں          مجھ سے کہتا ہی بزم میں ہنس کر          واہ اے رہ روان ملک عدم</p>
--	--

غش میں ہیں شفیق کہتے ہیں

چکے چکے کسی کارے آپ

رہ دلیف تارے فوقانی

تڑپنا صد ہی مرتے دل کی عادت  
 پڑی اس سے منزل بہ منزل کی عادت

کہا بھول جانا ہی عافل کی عادت  
 کیا غور شب کو چلے دن کو حجب

رہے عمر بھر جس سے مشکل کی عادت  
سمجھتا ہے بسمل بھی بسمل کی عادت  
ترپنے کی ہوتی ہو بسمل کی عادت  
قیامت کی ہو تیرے قاتل کی عادت  
جس تھی ہمیشہ سے محمل کی عادت  
تری اور تیرے مست ابل کی عادت  
مٹاتی ہے مچھو کر سے دل کی عادت  
چھٹے کس طرح ایسے سایل کی عادت  
نہ چلنے کی عادت نہ منزل کی عادت

مجھے قید خانہ میں رکھنا جنوں یوں  
ترپ کر کہا تیرے مرگان نے دل سے  
مجھے دیکھ کر بولے ہنس کر سچا  
نظر سے نظر جب ملی زخم ڈالا  
وہ پیدل چلا قیس کو ڈھونڈنے کو  
جو تو آئینہ دیکھ میں بھی سمجھ لوں  
جہان دیکھا ادھو کو ہوش فوراً  
جس عاشق کو دیکھا اوسی سے یاد دل  
حسین راہ الفت میں یوں ڈر رہی ہیں

شفیق ادس کو چھڑا تو خود زخم کھایا  
سمجھنی تھی پہلے سے قاتل کی عادت

اب پسینہ سو مرے آنے لگی ہو بو جو دوست  
روح جاتی کس طرف دان آ رہی تھی بو جو دوست  
ہوش آ جاتا ہو باتا ہوں جہا میں ہو جو دوست  
اب زمانہ میں کہاں باقی رہی بو جو دوست  
اک طرف سو موت آئی اک طرف سو بو جو دوست  
ایک وہ ہیں جو ہمیشہ دیکھتے ہیں رو جو دوست  
دشمنوں پر چل رہا ہو آجکل جا دو جو دوست  
آج دیوانہ کو یاد آیا قد و لہو جو دوست  
دل دڑا اٹھا تو ہم بھی دیکھ لیں رو جو دوست  
کام جب تلوار کا کرنے لگے ابرو جو دوست

چشم دل سو اس قدر دیکھا ہو میں سو جو دوست  
بعد مر جانے بھی چھوٹا نہ مجھ سو کو جو دوست  
ہے غشی مجھ کو سنگھاؤ جاتے ہیں سو جو دوست  
دشمنی کا کام بھی کرنے لگی ہو خیر جو دوست  
اس کشاکش میں چھپنا جا کر سیاں کو جو دوست  
ایک ہم ہیں زندگی بھر دید کو ترسا کر جو دوست  
میرے مرجانے سے وہ بھی تانے فرمان کو جو دوست  
جا کے گلشن میں تصدق سرور پر مونے لگا  
وقت آخر ہی بیان آئے ہیں مہم جو دوست  
ادنی صورت دیکھ کے جن کو کیا امتیاز ہو

ہوش بھرا دسکو کہاں جانا ہو جسکو سو دوست  
نہیں مجھکو آگے جب مل گیا پہلو کو دوست  
میں بیان کر سکیوں کچھ داستان غم کو دوست  
دل کی مشکین بازہ کر لیا کین کر گیسو کو دوست  
جس جگہ تکلیف پائی یاد آیا کو کو دوست  
نزع میں جسکو سنگھائے جاتی ہیں گیسو کو دوست  
ہو خدا کی شان میرا ہاتھ اور بازو کو دوست  
دشمنوں سے پونچھتا ہو وہ نشان کو کو دوست  
اب عدم کی راہ بتلانے لگے گیسو کو دوست  
قبر کی آغوش میں ہو طالب پہلو کو دوست  
دھوکے جاتے ہیں پھوڑی جائیں گے گیسو کو دوست

دل جگہ کس جا پہ چھوڑو خود گر کس کس جگہ  
ہجر میں جا کا بہت تھا وصل کی شب یہ ہوا  
تھام لین سب اپنی دل جاہل دروہین  
دشمنوں کو خوف سے وہ میرے پہلو میں چھپا  
باد یہ پیائیوں میں لطف ملتا ہے مجھے  
چارہ گر کہتا ہو خود بیمار وہ تراہنین  
میں سنبھالوں لڑکھڑائی وہ نراکت کو سب  
دیکھئے دیوانہ کا اب آج بچا ہے محال  
دل کی خواہش میں کہیں حد سے زیادہ بڑھ گئے  
دل میں اب یاد آتا ہو بہت یادش بخیر  
خضر سے کہہ دو کہ اگر دیکھ لین آج حیات

رہ رو دیکھ کر میں بعد مر دل کو شفیق

اب کہاں ہو سہارا اور کہاں زانو کو دوست

مرے پاس ادھو بلائے محبت  
جہاں دیکھ لین نقش پائے محبت  
اویں بھائی ایسی ادا کے محبت  
سزا پائیگا مستلانے محبت  
سناؤں تمہیں ماجرا کے محبت  
زبان پر نہیں کچھ سوائے محبت  
اوڑا لیگی دل ہوائے محبت  
لگا ہوں سے پائی سزا کے محبت

کشش اپنی اتنی دکھائے محبت  
حسینوں کو عاشق وہیں مرثین گے  
وئے دیوہین جان عشاق اپنی  
ادا اونکی کہتی ہو تیوری چڑھا کر  
مرے پاس آ کے کسی روز بیٹھو  
عجب تیرے مجذوب کو بڑ لگی ہو  
کہا تیرے وحشی نے صحرا میں سہنکر  
نہ میں ہوں مقید نہ میں زخم تن پر

شفیق اب ہوئی ہر حسینو کی الفت  
ہمیں ہر طرح آزمائے محبت

### اردیف تائی ہندی

عشاق کے دل لیتی ہو بشار کی بنوٹ  
اب روز قیامت ہوئی زنتار کی بنوٹ  
لقویر میں کھنچ جانی جو تلوار کی بنوٹ  
میخوار سمجھ جاتے ہیں میخوار کی بنوٹ  
سمجھو ہیں اطباء تریے ہمسار کی بنوٹ  
ہاتھوں سے چھپا لینا ہے رخسار کی بنوٹ  
دیکھے تو کوئی میرے مددگار کی بنوٹ  
ہیں غیر تو کچھ اور ہے اقرار کی بنوٹ  
جو وصل کی شب تھی تری تکرار کی بنوٹ  
ہوتی ہو غضب اور طحدار کی بنوٹ  
ہوتی ہو بری عشق کو آزار کی بنوٹ  
چلنے نہیں دیتی ہو جفا کار کی بنوٹ  
جلاد کچھ ایسی ہو تریے دار کی بنوٹ  
کچھ قدر بڑھاتی ہو حزیار کی بنوٹ

بیوجہ نہیں گیسوئے خزار کی بنوٹ  
عشاق کے دل یوں ہی کیا کرتی ہر پال  
جان باز و نکر عالم میں کہیں جان نہ بچتی  
اک جام میں ساقی تو بسکے لگا فوراً  
اب راز بھی کھلنے کو ہو الفت کا میجا  
خلوت میں بھی ادس شوخی صورت کو نہ کھا  
رومال سو مسخ ڈھانک کر ترہین امارا  
پہلے کہا مجھ سے کہ میں آؤنگا تریے گھر  
فرقتیں بھی یاد آئی تو میں پسند یا فوراً  
پوچھے تو کوئی سادگی عشاق کو دل سے  
صورت نہیں پہچانتے ہیں دیکھو دالے  
کیا جور و جفا کم ہیں یوہن اوسکر جہا نہیں  
زخمی نہیں مرے دل کی گئی ہوئی ہو تجھ  
مشتو تو نکی کچھ اور بھی بازار جہا نہیں

یہ سچ ہو شفیق آپکا ہر کھربہ اس میں  
زیبا ہے جو ہو جاتی ہو زردار کی بنوٹ

کچھ اور غضب ڈھائیگی چتون کی لگاؤٹ  
دکھن تھی عجب طفل برہمن کی لگاؤٹ

کافی تھی مجھے ادس بت پرن کی لگاؤٹ  
بے سمجھے ہوئے جان بھی بیان بھی کھو یا

<p>دل کہتا ہے خیر دہنی تو تہ بھی بری ہے کچھ ناصح نادان تجھ کو قتل بہنیں ہے اوچھا سا کیا وار کہ لہتمہ رہا باقی وہ کیسی نظر تھی کہ کلیجہ ہوا چھپائی</p>	<p>سے بائیں خواہاں تری دشمن کی نگاہ عاشق سے کہیں چلتی ہو چہن کی نگاہ قاتل بہنیں سمجھا مری گردن کی نگاہ یہ کیسا اثر کر گئی چپ بسن کی نگاہ</p>
<p>جلاد کے کوچہ میں شفق اتنا بھگنا پیغام قضا لائی ہے مدفن کی نگاہ</p>	
<p>تو ورق عصیا نکا مبرے داؤد محشر اولٹ آگ بھڑکی ہو جگر میں ہجر کی مٹیاب ہوں رکھ دیا قاتل نے گردن پر مری اولٹا بھجی</p>	<p>میں بہت نا دم ہوں سیر نام کا دفتر اولٹ تجہ کر سینہ کا طبقہ اسے دل مضطر اولٹ موت اپنی ہاتھ سے تو انکر منجر اولٹ</p>
<p>دیکھ کر اسکی عبارت مجھ کو غش آیا شفیق گرا اثر یہ ہے تو دہکی قبر کا پتھر اولٹ</p>	
<p>لڑتے ہی آنکھ لگ گئی تر چھی نظر کی چوٹ اب زندگی رہی نہ رہی عتبار کیا اک زخم ولیہ اسنے لگائے ہزار زخم اب تاحیات سر کا ادھانا محال ہو دل بیچ میں ہو جا رہا دون طرف علی فرج ہو تکلیف جو گزرتی ہو کیا آپ جا ہے گل کو قریب جاؤ ہی بیہوش ہو گئی لینے سے سانس چھلکتی ہیں سب دلچ آئے طفلی میں ہم تو ٹھوکر میں کھا کر سنبھل گئے ایسا قفس میں تڑپتی کہ رگ رگین دروہ</p>	<p>خالق بجائے ہوتی ہو نازک ہلکری چوٹ ناو اتنی میں کھا گئے قلب و ہلکری چوٹ خالی کبھی گئی انہیں سہید و گری چوٹ پیری میں جہنم کھائی ہو ایسی مکر کی چوٹ کوئی بتائے اب وہ بجائے کہ ہری چوٹ پونچھیں ذرا حور جڑے جا کر کی چوٹ بلبل نے دلہہ کن کی لہجہ تہر کی چوٹ یہ جان لیکے بیا بیکلی آٹھوں ہری چوٹ اب شام تہا ہو چکے ہم اس ہلکری چوٹ بلبل کا دل دکھاتی ہو ایک ایک کی چوٹ</p>

تیر نظر لگائے دونوں ہی ایک ہیں  
وحشی تمھارا تنگی زندان سبست ہی  
دل اپنا تمھارے چھریہ گیسو پڑی ہوئی  
خود اپنا نقشہ اوسمیں تھا کیا ہوشیار ہی  
فرہاد اوسمیں راز تھے مخفی نہ وہ کھلے  
جب مر گیا تو ہاتھوں نے سینہ دبا کر ہے

جیسی کہ دل کی چوٹ ہی ویسی جل کر کی چوٹ  
جب سہرا دھٹا یا لگ گئی زنجیر کی چوٹ  
یوں دیکھنے کو آتے ہیں میری جل کر کی چوٹ  
دل کو بچا کے اوسو لگائی جل کر کی چوٹ  
دلوں کو بچا کے اپنے کھائی ہو کر کی چوٹ  
سنگم کے دل پہ آج لگو پھال مر کر کی چوٹ

ظالم نے آنکھ پھیر لی کہکر شفیق سے  
نازک تمھارا دل ہی لگی نظر کی چوٹ

### ردیف تارے مثلثہ

ہوئے سب میں رسوا محبت کے باعث  
بہت چارہ گر پوچھنے حال آئے  
چلے گھر سے ہم راہ میں موت آئی  
یہ سمجھتے تھے عشق اچھٹی کوئی شے  
کچھ آسان نہیں پاس قاتل کے جانا  
مرے دفن کی وقت وہ ہنس کر بولے  
ترقی کی اپنی تو پھر کوششیں کر

سے آپ اپنی طبیعت کے باعث  
نہ کچھ منہ سے نکلا حمیت کے باعث  
دہان تک نہ پہنچ نفاہت کے باعث  
بہت اس میں نکلے نصیبت کے باعث  
ہوئے قتل ہم اپنی ہمت کے باعث  
زمین رک گئی اسکی تربت کے باعث  
نخل آئینگے اوسمیں راحت کے باعث

شفیق ہاتھ ہاتھ اور حسنیو کو چھوڑ  
ہوئے سب میں رسوا محبت کے باعث

وہ قید ہوا زلف گرہ گیر کے باعث  
میں جو کہا آپ کے آنے میں ہوئی دیر  
جلاد اشار میں گلا کٹ گیا سیرا

دل اور بھی جل کر اگیا زنجیر کے باعث  
ہنس ہنس کر سنانے لگے تاخیر کے باعث  
کیا نام ہوا ہے ترا شمشیر کے باعث



تسکین تہی ہو جا سکی تحریر کے باعث  
خاموش ہوئے ہم تری تقریر کے باعث  
شہرت ہوئی ایسی تری تصور کے باعث  
جب کام بگڑ جاتے ہیں تقدیر کے باعث  
وہ آگ لگی آہ کی تاثیر کے باعث  
ناسور ہوا دلمین ترے تیر کے باعث

وہ آئین نہیں دو سٹو خط تو مجھ کو بھیجیں  
باتو نہیں تری شوخ ہیں دلچسپیاں الہی  
یوسف کی حریدار تجھے دیکھنے آئے  
سب کوششیں بیکار ہوئی جاتی ہیں ی  
اب نالوں صحرا کو جلانے لگے وحشی  
ارمان نہ نکلا ترا پس کان تو نکلا

گر قبر میں یاد آئیں تو چونکیں گے شفیق آپ  
جو سختیاں جھیلیں فلک پر کے باعث

دل خانہ خراب کے باعث  
ہوا رسوا شباب کے باعث  
یچھ ہوا سب شراب کے باعث  
گئی عزت شراب کے باعث  
میری چشم پر آب کے باعث  
ہوئی تسکین خواب کے باعث  
کیا چھو گے نقاب کے باعث  
جو ہوئے ہیں عتاب کے باعث  
تیرے ہی اضطراب کے باعث

سب برے ہیں شباب کے باعث  
حضرت عشق کی اعلانت سے  
کیسا بیباک ہو گیا میکش  
میکشون کو اٹھا یا محفل سے  
آج دنیا میں آئیگا طوفان  
ہجر میں مینے اونکو دیکھ لیا  
نگہ شوق تم کو دیکھ گی  
زندگی ہے تو اونسے پوچھیں گے  
میرے پہلو سے اٹھے وہ اسے دل

قد رہوتی ہی شاعرون کی شفیق  
سخن لاجواب کے باعث

اردیف جمیم عربی

سب گنہگارِ خباں ہوں گے ذلیل و خوار آج

حشر ہو گا خالق عادل کا ہی دربار آج

گھر سے شوق دید میں نکلا ہو گھبرا یا ہوا  
حشر میں دامانِ قاتل اور میرا ہاتھ ہے  
زندگی بھر خوب پی اب حشر میں پیش خدا  
واہ اسے صیاد بعد مرگ جہنم آیا سنت  
اپنے سینے سے نکالا اور سچا ہے ابا  
پھر زمانہ میں زلیخا کو حسد اسیدا رہے  
غیر نے پھر میری جانب سے کچھ اوس سے کوہٹا  
سُن لیا ہو آپکے وحشی نے پھر آئی بہار  
میکشونین عید ہے دیتا ہو ساتی سکوا جام  
آئنے او کے تصور کا لگا کر سامنے  
وصل کی امید تھی اندری بد قسمتی  
کہتا ہو دیوانہ دن دھلتی ہی کو جہنم تری  
کروٹین مروں فی زمین گور غریبان ہل گیا

عُش کہین کھا کر گریگا طالب دیدار آج  
میرا اوسکا نصیب ہو گا سہ دربار آج  
سہر جھکا ہے بیٹھا ہو ایسا با با و خوار آج  
اتو نہ لکھا ہو اپنا بیباک گناہ آج  
ترے ہی قدموں پہ ترا اثر لب بار آج  
پتھر وہی پوسٹ ہو وہ ہی صمد نماز آج  
پھر قیامت آگئی پھر بگڑا مزاج یاد آج  
ساختہ نکلے لیکے باتا ہو سو کھسا آج  
سبکہ میں مست ہو ایک ایک با و خوار آج  
ابو ظہر میں سبھی کو دیکھیں فی ہم دیدار آج  
باتوں ہی باتوں میں اوس کی ہر گئی تکرار آج  
مجھے اب سٹو لگا ہے سایہ دیوار آج  
حشر کرتی ہو بیباک بازیب کی جھنکار آج

دوست دشمن ہو گئے کس سے شکایت شوق  
ضبط کرنے سے ہوئے قلب و جگر سکار آج

لوگ سنکر آ رہے ہیں سیکڑن منزل آج  
کل یہ قوت تھی کہ صحرائیں کہانٹک ہم گئے  
بعد مدت کو شریک بزم تھی موت آگئی  
دلو آ رہیں کئے بیٹھے ہیں آئینہ لئے  
بعد میرے اور کوئی قتل ہو گا یا نہیں  
وہ بھی آئی کو میں موت آئی قیامت ہو گئی

برق سے بھی سامنا ہو گا ہمارے دل آج  
تھک کر بھیج رہے ہیں خیال دور کی منزل آج  
اسے اوشوایا ہمیں آکر پھر ہی محفل آج  
سامنا ہو نیکی ہو اور نگاہ کامل آج  
پونچھ لینا چاہتے اسے باکو قاتل آج  
سیکڑن ارمان لپٹی ہیں ہماری دل آج

ادنی صحبت سو چلے ہم وہ بہت چلا کیا  
مرگ لیلیٰ کی خبر بائی ہو بچا ہو محال  
جوش و خروش ہو اوسو نامح رہو اتنا خیال

دلو گھر تک لائے ہیں اپنی بڑی شکل سو آج  
غش ہوا مجنون لپٹ کر پردہ محل سو آج  
ہوش کی باتیں ذرا کرنا کسی غافل سو آج

کل جہاز عمر کا بچنا ہو شکل اے شفیق  
ہم لپٹ کر رو رہی ہیں دہن ساحل

کتبتے ہو وحشیان دھر دیکھیں گے لالہ زار آج  
کیسی ہوئی ہو آبرور کھا ہو ساغر و سبو  
بیٹھے ہیں رہ گزیرہ آپ ہاتھ رکھی ہیں پر آپ  
چہرہ ہو اپنا زور بھی بھرتے ہیں آہ سر د بھی  
کوئی نہیں ہو ساتھ میں تنہا فقط ہو ہاتھ میں  
رند و نکلی ہو یہ آنجن کرنا سمجھ کر یاں سخن  
آئسہ آگے ہو رکھا مجھ کو دکھائی ہر ادا  
کل تو یہ اشک مابھو کل تو یہ بقیار تھے  
دشت میں ہو کاسم بڑھتا گیا ہو رنج و غم  
بڑ گیا ہجر کا تعب اس سو ہو کر ہیں جان بلب  
جمع ہوا ہے جا بجا ایک تراشہ ہو گیا

سر کو خود اپنے پھوڑ کر دیکھیں گے ہم ہمار آج  
کوئی ہمارو رو برود کیے تو بادہ خوار آج  
بیٹھے ہیں اپنے در پہ آپ کسا ہو نظار آج  
دل میں ہمارے در د بھی ہوتا ہو بار بار آج  
وحشی ڈرائی رات میں جاتا ہو کو ہمار آج  
شیخ تمھارا پر سن ہو نیگا تار تار آج  
ہم ہیں ہمارا میسکہ ہم ہیں ہمارا یار آج  
کل تو یہ سو گوار تھے ہونے لگا سنگار آج  
جتنے نہیں ہیں اب قدم چھالو نگاہو ادب آج  
ہمے ملین غریب سب تہی ہیں بے دیار آج  
پڑھنے کو میرا فاسخ آتا ہے سو گوار آج

عشق کی ہو یہ ابتدا اسکا ہو ماجرا برا  
سوچو شفیق تم ذرا دل پہ ہے اختیار آج

روایف جیم فارسی

اب جان سو ہے قلب مضطر کو چ  
پائین کئے دین میں تکلیفین کو

ایک دن ہو مرا مقدر کو چ  
آخر الامر ہے مقبرہ کو چ

دیکھی جب آخِ سزاں بستے ہیں نڈر کیا مسافراں عدم ختم ہے دور تیرا شیخ آیا فکر دنیا سے جان بچتی بت مرنے والے سے سنکے کہتے ہیں	کر گئے باغ سے گل تر کو چ کرتے ہیں ات کو برابر کو چ بزم سے اب ہے تیرا ساغر کو چ زندگی سے کہیں ہو بہتر کو چ ہو رہا ہے جہان سے کیونکر کو چ
---	---

اے شفیق اس جہان فانی سے  
کر گئے سیکڑوں سخنور کو چ

ہاتھ اپنا تو نہ مجھے یار کھینچ دو جہان کو خاک کر دے دل جلے دیکھنے والے ادا نہیں دیکھ لیں پاؤں میں لغزش ترے ہونے لگی ہر نفس مجھ کو خلش کا ہے مزا جس سے راحت کا مزا ملتا رہی چارہ گر میں دشت کو بھر جاؤں جا دیکھتے ہی جکے صحت ہو تجھے بھر دکھا فاسق وہی مانگی ادا	جلد میرے قتل پر تلوار کھینچ ایک ایسی آہ آتشبار کھینچ تنج مجھ پر تو سر دربار کھینچ ہاتھ اب ساغر سے اوسخوار کھینچ چارہ گردل سے نہ تیرا یار کھینچ اسطرح دل گیسوئے خمدار کھینچ پہلے تو تلوار لے میرے خاک کھینچ نقل ایسا مردم ببار کھینچ بھر ہمارے قتل پر تلوار کھینچ
---	--

اپنی جا پر جل کے رہ جاؤ شفیق  
بھرمین یوں آہ آتشبار کھینچ

کہتا تھا مجھے یہ دل خانہ خراب سچ ہو راز عشق یا کہ کوئی بات اور ہو ناصح جناب شیخ ہیں کیا دونوں انہیں جواب	تجھ کو مٹا لیگا ترا جوش شباب سچ کہنا پڑے گا سب مجھ پر و حساب سچ ہر بات پر میں کہتا ہوں مان باجناب سچ
--	--

پوچھے کوئی وہ بات تو دنیا جواب سچ  
 یہ مجھے کہہ رہا ہی مرا اضطراب سچ  
 یہ کہہ رہی ہے مجھے حیات جواب سچ  
 مدت ہی سن رہا تھا کہ ہوتا ہی خواب سچ  
 ہوتا ہے سب ہی آج سوال جواب سچ  
 اونے کیا ہے کیا ہے دلو کو کباب سچ  
 دریا بہا ہے گی مری چشم پر آب سچ  
 حجاب باز کا دیا او سے ادنیٰ خطاب سچ  
 دیوانے تجھ پر آج ہوا ہی عتاب سچ

دل مجھے کہہ رہا ہی کہ جاتے تو ہو دُٹن  
 وہ آج بھی نہ اُٹے تو بچنا محال ہی  
 آنا نہ آنا سب کا زمانہ میں ایک ہی  
 دیکھا تھا میں نے رات کو اب انتظار ہی  
 دیوانہ منتشر ہے کہ روز حساب ہے  
 اتنا بتا مجھے تپ سوزان نے ای طیب  
 اب ابتدا کی عشق میں رکتا نہیں ہوا شک  
 شکریہ اوس کا آج تو عاشق ادا کر دی  
 وہ ظلم پہلے سب بھڑکے ڈرانے کی واسطے

احباب کہہ رہے ہیں کہ شاہنشاہ عشق  
 ہی واقعات عشق کی تیرے کتاب سچ

### اروین حائے مجھ

پھر دل بیتاب ہونا سبقت را چھٹی طرح  
 سنکے کہتا ہوں مرے اسیدوار چھٹی طرح  
 پھر مجھے رو میں گمیری سو گوار چھٹی طرح  
 سو میں گے راحت ہی اتو جان رہ چھٹی طرح  
 اب تڑپ تو او دل بے اختیار چھٹی طرح  
 پوچھتے ہیں مجھے ادسینہ نگار چھٹی طرح  
 میکدہ سے آج نکلا بادہ خوار چھٹی طرح  
 دشت میں آنیکو فیضل بہار چھٹی طرح  
 ابکی سودا کی سٹلے دیکھا لالہ زار چھٹی طرح

ضبط پر ہو جائے میرا اختیار چھٹی طرح  
 حشر میں دیکھا جو میں نے اوس غافل کیش کو  
 جب نہیں گمیری تربت کا نشان بھی سٹیا  
 جان لیکے سبکی او کو دفن کر کے یہ کہا  
 موت میری آگئی آنا نہ وہ متاقل مرا  
 زندگی میں تیرا راتھا قیامت میں لے  
 اک بغل میں دست ساقی ہاتھ میں ساغر لڑ  
 جس طرف کو دیکھے دیوانخان عشق میں  
 سر کو اپنی پھوڑ کر کپڑے رنگے میں خوشن

دیکھ کر مجھ کو ترپتا سننے وہ کہنے لگے  
 خوب بچا نیکو ساقی نے کیا آراستہ  
 بعد مرنگے بھی حشر میں کھانا ہو مجھے  
 یہ سمجھ لینا کہ ہم بھی مل گئے بس خاکین  
 خواب میں آیا یہ وہ یار بنے میں بیارہوں  
 بعد مر جائیے بھی آنکھیں میری بند ہوں

جان دیتا ہے ہمارا جان نثار اچھی طرح  
 مے پین آکر ہمارے بادہ خوار اچھی طرح  
 گھر سے تلو و نمین کر لے لو خوار اچھی طرح  
 جب کفن میں بھر گیا گرد و غبار اچھی طرح  
 اوس سی ہو جائے ذرا قول قرار اچھی طرح  
 حشر تک ہو جائے اوسکا انتظار اچھی طرح

بٹھکر گوشہ میں کر یاد خدا کچھ دن شوق  
 زندگی کے دن جو باقی ہیں گزاریں اچھی

نڑ پاہوں شب کو رک گئی فریاد وقت صبح  
 اوتھے ہیں سو کو آنکھوں میں کیسا خار ہو  
 زندان سے قیدیوں کی نظر اوسکی سمت ہو  
 اس وقت ہر مریض کو ہوتا سکون ہو  
 دشنام مجھ کو دیتا ہو غصہ کو روک لو  
 کی شبکو چارہ سازوں نے تیار داربان  
 دیوانہ سوکے اوتھا ہو برہم مزاج ہے  
 کلمہ بھی بھول جاتے ہیں مرینگے شوقین  
 صتیاد قید خانہ میں آیا ہو بے حواس  
 اوتھے ہیں سوکے یہ ہی نصیق کا نظام  
 سب سونے والے جا کے ہیں قید کی شور

دم تو بھی لے لے اے دل ناشاد وقت صبح  
 حاضر ہوئے ہیں مانی و بہر اد وقت صبح  
 آیا جو اتفاق سے حداد وقت صبح  
 تو بھی ذرا سنبھل دل ناشاد وقت صبح  
 خالق کا نام لے ستم ایجاد وقت صبح  
 محنت تمام ہو گئی برباد وقت صبح  
 لینے کو فصد آیا ہے فساد وقت صبح  
 قاتل کہا کبھی کبھی جلا د وقت صبح  
 کچھ قیدیوں پر پڑ گئی افتاد وقت صبح  
 قیدی بھی آج ہوتے ہیں آزاد وقت صبح  
 کرتا ہے ایسے درد سے فریاد وقت صبح

اوتھتی ہی سوکے دل کھی بکھوچ کیا  
 کسنی شفیق تجھ کو کیا یاد وقت صبح

## اردیف خائے سچہ

جانبِ قبلہ ہوا ہے تری سبیا کا رخ  
آج بیٹھ صاحب ہو بہت طالب دیدار کا رخ  
سکھاتا ہا دیکھا کیسا منھوار کا رخ  
غیر دیکھا ہی کئے تیرے وفادار کا رخ  
آج تو بھیر گیا ظالم تری تلوار کا رخ  
مرے دم پیش نظر تھا کسی دلدار کا رخ  
بادہ کش دیکھ رہی تھے ترے سرشار کا رخ  
دلکی جانب ہو مرے کیسوئے خمدار کا رخ

کچھ سیجے برا صاحب آزار کا رخ  
دائیں کچھ سوچکے پر دیکے قرین آیا ہو  
وہ جو سننے لگا ساقی نے بہت ضبط کیا  
استی رگاہ میں اب بھی نہ زبانی لکھی  
سخت جانی نے مری کیسا پریشان کیا  
جسم سے جان چلی شعلِ تبسم ہی رہا  
بزمِ مین دیکھتے ہی اوٹھنے لگے سب کو سب  
مویہو حال ہو جاتے ہیں دو فوہا پسنا

دل کو ٹہراؤ شفیق اعلو غنیمت سمجھو  
خواب میں دیکھ لیا اپنے دلدار کا رخ

توڑ کر سینہ کیا آج لکھ تیر سرخ  
عکس زحمنی کا پڑا اب ہو گئی تصویرِ سرخ  
اس سب ہو خون سے لکھی مجھے تحریرِ سرخ  
آج تیرا پیر سن ہو گات بے پیرِ سرخ  
یہ اثر باقی ہو اتک ہو تری شمشیرِ سرخ  
دل کیسا خون ہو گا یا کیسا تیرِ سرخ  
ہو گیا جس سے لباسِ عاشق و لگیرِ سرخ  
دیکھ تو جلا دے دہی ہو تری شمشیرِ سرخ  
تھی خوشی اونکی کہ ہو جاؤ ملو ا تیرِ سرخ  
روشنائی لیکے بیٹھا کاتبِ تقدیرِ سرخ

صیدِ افکن خون سے ہو جاؤ کوئی نچیرِ سرخ  
یہ کہا بہر ادنے قاتل سو میری کیا خطا  
یہ غرض ہو اوکی عاشق مجھ کو قاتل جان لو  
قتل کہہ میں حکم میرے قتل کا تو نے دیا  
خون میرا کر کے تو مجھ کو قیامت میں ملا  
استحانگہ کا مجھ پر معلوم ہو سارا ہی حال  
واہ اے قاتل لگائے زخمِ کاری جا کر  
ہاتھ اک پورا لگا مجھ پر کہ میری جان جاؤ  
پچھو میں کیسی مشاقی جگر دل چپ کر کیا  
جانتا تھا قتل ہو گا یہ کسی کے ہاتھ سے



دل جلا ایسا ہون میری آہ سوز شوق  
اُف زبان سے میری لکلی ہو گئی زنجیر سنج

### روایف دال مہملہ

کہ تو ہی ہے مراد دنیا میں راز دانی قاصد  
ترے دہن میں جو ہوتی مری زبان قاصد  
اندھیری رات میں جائیگا تو کہاں قاصد  
بتاؤں درد تجھے ہو کہاں کہاں قاصد  
خدا ہی جانے گیا ہو مرا کہاں قاصد  
جو اونکے کان میں پھونچ مری فغان قاصد  
کہ میرے اونکے تو ہو تو ہی درمیان قاصد  
ترے نایق میں جائیگی میری جان قاصد  
اوڑائیں کس طرح نامہ کی دھجیاں قاصد  
سنا تو ہے کہ کچھ آتا ہو شادمان قاصد  
ہر ایک شخص سے ہوتا ہو بگمان قاصد  
کہ گھنچ کے آئی ہو آنکھوں میں میری جان قاصد  
جو کچھ کہاتری کٹ جائیگی زبان قاصد

تجھی سے کرتا ہوں میں حال دل بیان قاصد  
سنا تا حوب مری اذ کو داستان قاصد  
چراغ عمر مرا گل ہو بیٹھے میرے پاس  
نہ پونچھ حال مرا بھگور سنج ہوتا ہے  
پتہ نہ اوسکا ملا اور نہ کوئی حظ آیا  
یقین ہو سنکے مجھے وہ بھی دیکھنے آئیں  
جو اوئے سننا وہی مجھے تو بیان کرنا  
چاہا جا کے نہ تو ذکر غیب مجھ سے کر  
کچھ اونکے غصہ کا انداز تو بیان تو کر  
الہی آتے ہوں وہ یا مجھے بلا یا مو  
وہ ہوشیار ہو پونچا جو اوسکے کوچہ میں  
تمام عمر ترا ایسا انتظار کیا  
یہ غیر کہنے لگے اوس سے اذ کی صحبت میں

جو اوس سے پونچھا مجھے اوس کو خوب وقت ملا

شفیق کہنے لگا تیری داستان قاصد

نہ کر بہار میں مجھ کو روان دوان صیاد  
کہ اب تو خشک ہوئی جاتی ہو زبان صیاد  
سناؤ نکات مجھے پھر اپنی داستان صیاد

خدا کی واسطے کچھ دن ہو مہربان صیاد  
پڑھی ہو حد سے سوا اگر مٹی فغان صیاد  
گذشتہ حال مجھ کو اپنا یاد کرنے دی

قفس میں دیکھ کے افسردہ مہربانی کی  
 غرض یہ ہے کہ رہوں حشر تک اسیر ترا  
 اسیر کہتے ہیں سب میری بد زبانی سے  
 پر و نگو کھول کو اوسکو دعائیں دیتا ہوں  
 زمانہ قید میں گذرا تو کی ہے دلجوئی  
 اسیر تو نے کیا ہے تجھی سے کہنا ہے  
 کیا ہے قید مگر یہ تباہ خدا کے لئے  
 قفس میں مر گئی بلبل تو یہ ہے نادانی  
 قفس کے پاس اگر آ کے بیٹھ دم بھر کو  
 جس شہ دشت میں جانا ہے بلبلو نکال حال  
 اوسی شجر کو گرایا ہے باغین تو نے  
 نہ آشیان ہے نہ میں ہوں نہ ہے قفس باقی  
 یقین ہے کہ کسی روز دل کو تھامے گا  
 جواف زبانی سے کروں جل کو خاک ہو جائے  
 کرے اسیر و پنہ جو ظلم تجھ کو زیبا ہے  
 ہوئی ہے قید میں مدت کہ کچھ بھی یاد نہیں  
 اثر تو دیکھ میں ذکر ہمارا کرتا ہوں

سنار باہر مجھے اپنی داستان صیاد  
 مرے پہ کاٹتا میری نہ بیڑیاں صیاد  
 عجب نہیں کہ ابھی کاٹ کر زبان صیاد  
 جو کچھ اسیر پہ ہوتا ہے مہربان صیاد  
 کہ رفتہ رفتہ ہوا ہے مزاحجان صیاد  
 برا بھلا مجھے کہتا ہے باغبان صیاد  
 جن سے لیکے مجھے جائیگا کہان صیاد  
 کہ اوسکے آگے بجاتا ہے چٹکیان صیاد  
 مزی کی تجھ کو سناؤ گاد داستان صیاد  
 سنار راہ میں لوٹیکا کاروان صیاد  
 کہ جسکی شاخ پہ تھا میرا آشیان صیاد  
 سمجھ سمجھ کے مٹایا مرا شان صیاد  
 سنی اسیر دنگی چھپ چھپ کوستان صیاد  
 براؤ نام قفس کی ہیں تسلیان صیاد  
 زمین تیری ہے تیرا ہے آسمان صیاد  
 کہ بھئی ہمارا گلستا نہیں یا خزان صیاد  
 کہ سبز موہنگی قفس کی بھی تسلیان صیاد

شفیق ضبط کیا ایسا آہ سوزان کو  
 حاکم سے اب مرے اوٹھنے لگا دیوانہ

دیکھتے ہی اوند کو اچھو ہو گئے ہمار خود  
 در پہ آ بیٹھیں تو دیکھیں گے حال یار خود

شوق سے اپنے بے تھے صاحب آزار خود  
 و حشیو نے کوئی کہہ دی دشت میں کٹا ہوا

اب مراد یانہ ہوتا ہی ذلیل و خوار خود  
جانب قبلہ سپر ہے صبا پہ آواز خود  
ساتھ میرے دل کے لیے ہوں دور و یوار خود  
یوں ازل گردن و سستی میں لب و خار خود  
شغل سے اوسکو سکھا دیو نیکی باہ و خوار خود  
لطف سوا و تکیہ سخی میں ہوں اور خوار خود  
سر جھکائے سب کھڑے بن طالب دیدار خود  
اپنی حد سے بڑھ گئے ہیں گھسیٹو خوار خود  
ظلم کا آخر کہ اپنے کر لیا استرار خود  
اس دلیری سے کیا قیدی قریب ار خود  
بے سبب ہر با تھا اور خود انکار خود

کہتا ہے ظالم در زمان کو نکلا توڑ کر  
چارہ گر کہتے ہیں اب امید جینی کی نہیں  
بعد مدت کے ہوا اتنا تعلق قید میں  
جانتے ہیں خون عاشق ہمہ پہنچ شوق میں  
بچنا ساقی کا ہی آیا ہر پہلے نریم میں  
جسے بگڑی ہیں وہی جا میں خدا اپنی کین  
وہ تو آیا بام پر تپلا دیا اوسکی خطا  
کہتے ہیں عشاق اب بچنا دل و نگاہ حال  
وقت آخر آئے ہیں دیکھا ہمارا غیر حال  
دیکھنے والوں کے دست و پا میں عیشہ پڑ گیا  
کوئی پوچھے یا نہ پوچھے کہتا ہی دیوانہ حال

ہی مقدسے مزاج بایا لیا او شفیق

بے سبب ہر بات پر ہو جاتی ہی تکرار خود

ساتھ بجلی کے چمک اٹھتی ہی اوٹھا دل میں  
اک جوانی کے سبب تھا ہمیشہ دل میں درد  
تیرا وس جا پر گنا جس جگہ ہو دل میں درد  
ہمتو کچھ سمجھے نہ تھے ہوتا ہی کوئی نگر دل میں  
چارہ گر کہتے ہیں جا نیگا بڑی شکل میں درد  
موت آئیگی اگر اوٹھا کسی منزل میں درد  
ایک بیک ہونے کا ایسا دل غافل میں درد  
حشر بھر ہونے لگا پیدا ہوا بھر دل میں درد

دے گیا ابر بہاری پہلو کی سبیل میں درد  
آئی پیری کم ہوا جس سے دل سبیل میں درد  
او قدر انداز میں دیکھو نگا مشائی تری  
کہتا ہی نا وقت الفت کہ شب کو بچ گئے  
ایک مدت ہو گئی گھر کر لیا دل میں مرے  
اے دل قیاب جانا ہی دیار یار تک  
چونک اٹھا اک چمک ہوئی وہ کیف تھی  
بعد مدت کی قیامت میں وہ آئے سامنے

<p>ہے یقین ہونے لگا ہو گا کف سایل میں درد پھر چپک پیدا ہوئی ہوئی لگا پھر دلین درد</p>	<p>ہا تو پھیلائے ہے کب سے جام دی ساقی آؤ وہ سنا کہنا میا سے کہ آکر دیکھ لین</p>
<p>ذکر الفت کر کے تنے مار ڈالا اے شفیق نام دلبر کا لیا ہونے لگا پھر دلین درد</p>	
<p><b>رو لیف دل سندی</b> یار سے شکوہ بہنیں ہو تجھے ہی شکوہ گھمنڈ جائے اس بات پر تجھ کو دل شد گھمنڈ یا درکھ انسان کو کر دیتا ہی رسوا گھمنڈ بادشاہ سن کو ہوتا ہی نازیب گھمنڈ حب قدر جی جا ہی کر لے تیرا نقش با گھمنڈ جب شباب آیا تو صاحب بڑ بکھا گھمنڈ جائے بس بیٹھے بھی آپکا دیکھا گھمنڈ جائے والوں سے اپنے ادرخ زبیا گھمنڈ</p>	<p>زندگی بھر تو نے ترپا کیا اچھا گھمنڈ وہ بھی کیتا ہے جہان میں مرزا تو بھی ایک اچھی صورت ہو مگر اخلاق بھی اک حسن ہو ثانی یوسف سی تم جان لو اتنا مسگر اپنی جا پر بیٹھ کے اوٹھنا ہی اسکی کسران بچپنا اچھا تھا جسے بات تو کرتے تھے تم اے میت پر مرے آنسو بہائے اپنے آنسو بحیس ہی وہ تو شکل دیکھے رات دن</p>
<p>تم سے ان پر بھی بہت دنیا میں گریز شوقی ایک دیوان کر لیا مودوں تو اوپر گھمنڈ</p>	
<p><b>رو لیف ذال معجم</b> تجھی پہ گھمنی ہے الفت کی دستان کاغذ تو ہی ہو ساری زمانیکار از دان کاغذ جلانہ دے تجھی یہ گرمی بیان کاغذ تو ہی تو لیتا ہے عالم کا امتحان کاغذ تو ہی زمانہ کی ہو دوسری زبان کاغذ</p>	<p>سمجھ رہا ہوں تجھے اپنا راز دان کاغذ تجھی سے ہوتا ہی احوال سب بیان کاغذ لکھو نگا سوز محبت مگر یہ خوف بھی ہے خدا کی شان نے قابل تھو بنایا ہے تو ہی ہر ایک کا غیبت میں حال کہتا ہی</p>

ہمارے قتل کا محضر بنا لگا قاتل تجھے اودھٹایا ہر مہندی لگا رہا تھا خفیف سوز تپ غم کا حال لکھا ہے لکھا ہے سوز تپ غم اثر بھی اتنا ہو	تلاشیں ہو کہ مل جائے خونچکان کا غز بنی ہوئی ہیں حسینیوں کی اونگھیاں کا غز اثر ہو ایسا کہ دینو لگا دیوان کا غز چھوٹیں جو غیر تو جل جائیں اونگھیاں کا غز
--	---

شفیق کہہ چکا دیوان شکر خالق کر  
ہر ایک وقت میں لیتا تھا امتحان کا غز

اپنے ہی ہاتھ سے لکھا تعویذ جو کرے کارِ سیما تعویذ تجھ کو سینوں سے لگائے رکھا تیرے دیوانہ پر آتی ہے سنسبی آخر الامر مری جان گئی جب جوان ہو گئی وہ نام خدا کیسی دلکش ہو حسبتہ ان کی ادا خوف ہو ایسا نظر کا اونکو	بازوئے یار پہ باز صفا تعویذ ایسا مل جائے خدا یا تعویذ تو ہے میرا دل شیدا تعویذ پینے کے دھوکہ میں کھایا تعویذ نلا رو بلا کا تعویذ اجا کے مسجد میں بڑھایا تعویذ کچھ عیب حسن سے باز صفا تعویذ کوششیں کر کے منگایا تعویذ
---	---

جھگڑے آسان ہوں ولیف کو شفیق  
یہ کسی نے نہیں پایا تعویذ

اردیف رائے مہملہ

صحبت میں تری شور ہو جانا نہ سمجھکر مے نوش تری بزم میں مردہوش میں سانی ہے قتل کا ہنگام مرے غیر کھڑے ہیں بتیا بئی دل دیکھ چکی شمع جبا و سکی	میخوار چلے آئیں نہ میخانہ سمجھکر شیشے پہ گرے پڑتے ہیں پیمانہ سمجھکر کر کام بیان بہت مردانہ سمجھکر خود روئے لگی مطلب پر روانہ سمجھکر
--	--

کیا کام ہیں اس سو کہ کیا کہتا ہو و غلط  
عشاق یہ کہتے ہیں کہ اچھے ہیں یہ سودا  
سنان ہیں دل او کو تو خود اپنی ہی میں  
بے ہوش ہیں ہم ایسے کہ خود اپنی ہی دپر  
کیا چیز بری ہوتی ہو ناخبر بہ کاری  
کفار سے کہہ دو کہ وہاں اور ہی حالت  
محفل میں وہ آئیں تو یہ حکم دیا ہو

ہم سنے گئے قصہ جانانہ سمجھکر  
وہ بات تو کر لیتے ہیں دیوانہ سمجھکر  
وحشی ترے بیٹھے رہیں دیرانہ سمجھکر  
سجدہ کو جھکے ہیں تراکاشانہ سمجھکر  
میں دلو برا کہتا ہوں بیگانہ سمجھکر  
اب کعبہ نہ جائیں کہیں بتجانہ سمجھکر  
اب بات کرے شمع سے پروانہ سمجھکر

تبتلائے کچھ کام شفیق آج کا نکلا

لاکھوں نے کیا آپے بارانہ سمجھکر

وہ لگائیں گے اگر تیر نظر آنکھوں پر  
بعد مدت کے اگر آئے تو احسان کیا  
سرمہ کیوں آپ لگاتے ہیں مجھ خوف یہ جو  
میرے مرجانے سے کچھ آپ نہ تکلیف کریں  
رہتا پیر میں نہیں قلب و جگر پر قابو  
دیکھتے ہیں جو برا حال مرا فرقت میں  
سرمہ آنکھوں میں لگا کر نہیں چار آنکھیں کیں  
قتل کر کے مرے قاتل کو وفا یاد آئی  
ناوک ناز جو آئے تو بڑی خاطر ہو  
عدم آباد کے رستے میں نہ پھر نہ کھو لا  
کہا صیاد نے بلبل سے تجھے چھوڑ دیں اب  
شاعر میں یہی اگر حال رہا تیرا شفیق

مردم چشم کی رو کو لگا سیر آنکھوں پر  
آئے بیٹھے اسے رشک قمر آنکھوں پر  
کہیں ہو جائے کسی کی نہ نظر آنکھوں پر  
آپ کے رونے سے پڑتا ہو اثر آنکھوں پر  
ہاتھ پاؤں نہ کچھ زور نہ سر آنکھوں پر  
ہاتھ رکھ لیتے ہیں عبرت سے لب آنکھوں پر  
سمجھا ہو جائیگی آنکھوں کی نظر آنکھوں پر  
پیار کرنے لگا اور رکھ لیا سر آنکھوں پر  
اوسکو بھٹلائیں مرے قلب جگر آنکھوں پر  
پہلے ایسی ہی پڑی گرد سفر آنکھوں پر  
ایسا نہ پئی کہ جے میں ترے پر آنکھوں پر  
سب بھٹائیں گے مجھے اہل نظر آنکھوں پر

دل مرا کہتا ہے مجھے بزمِ خوابان کھیکر  
 دائے ناکامی بھجورنے کی حسرت رہ گئی  
 فاتحہ کو کیوں وہ آئے کون لایا بھون  
 یہ بہنیں معلوم اوسین کو لسنی شہرِ دل کی بختی  
 فاتحہ کو ایک مدت تک یہ جب آیا کوئی  
 آئینہ میں دیکھ کر دیوانہ کو بخش آگیا  
 رند و غلط کو پلا دیتی زبردستی مگر  
 دشتِ پمائی میں بھرتلیف پہنچی ہو مجھے  
 کس طرح جلا دے گا کوئی گسانِ اذیر کر  
 خون ہلکا ہو تھارا غشِ تھین آجائیکا  
 آج زندان میں مجھ کو جی بھر کے سب تکلف دین  
 قیس اس کوشش میں آخر چلتے چلتے مر گیا  
 اتفاقاً آج خلوت میں مرا جانا ہوا  
 سیرگرمین اتفاقاً آج دیوانے گئے  
 سیرگل سی اور دیوانوں کی دشتِ بڑ گئی  
 مانی و ہزاروں کیا ہوش کھو ڈھونڈے یہ

یاد آتی ہے جوانی ایسے سامان دیکھ کر  
 رک گیا جلا دے کا خنجرِ رگ جان دیکھ کر  
 اونکا دل ڈر جائیگا گور خربان دیکھ کر  
 ہو گیا خاموش ظالم اپنا پڑ جان دیکھ کر  
 آسمان رو یا کیا گور غیبیان دیکھ کر  
 اپنی صورت دیکھ کر اپنا گریبان دیکھ کر  
 رحم اونکو آگیا مردِ مسلمان دیکھ کر  
 پاؤں تھرانے لگے خار خیلان دیکھ کر  
 جو ڈرین خود اپنی ہی زلف پریشان دیکھ کر  
 پھیر لیا منہ کو خون آلود و پیکان دیکھ کر  
 کل بھیجی کو روئین گے میرے نگہبان دیکھ کر  
 ہم فرا دم لین کوئی اچھا بیابان دیکھ کر  
 خوش ہوا میں اونکی آرائش کا سامان دیکھ کر  
 اور دشتِ بڑ گئی تصویرِ زندان دیکھ کر  
 ہاتھ رکھا ہی گریبان پر گلستان دیکھ کر  
 مجھ کو سکتا ہو گیا نقدِ حیربان دیکھ کر

جس سے تم کو عشق ہی ایسا حسین ہو شوق  
 اٹھڑ کہتے ہیں سب گریہ مسلمان دیکھ کر

پھر نہ چین آیا کبھی اوتھو وہ سامان دیکھ کر  
 دائے ناکامی کہ منگوئی تھی کیسی شوق سی  
 ڈھلتے ہی دن ایک گوشہ میں چھپا دے تھو

دل نہ قابو نہ با خواب پریشان دیکھ کر  
 ہو گیا دیوانہ میں تصویرِ جانان دیکھ کر  
 دل مرے پہلو سے لپٹا نامِ حیران دیکھ کر



<p>رو دیا حبیب بھی گو غم بیان دیکھ کر  آشیاں یاد آئیں انکو گلستان دیکھ کر  ہم بھی جا بھٹیں کوئی خالی بیان دیکھ کر  نہ زمین پہ ہو گئے سب مجھ کو حیران دیکھ کر  قیس کچھ سنئے لگا میرا اگر بیان دیکھ کر  سب پریشان ہو گئے مجھ کو پریشان دیکھ کر  اپنی قوت دیکھ کر میرا اگر بیان دیکھ کر</p>	<p>ناستخ کو جب وہ یاد دل نہ قابو میں رہا  کیوں اس پر دیکھ کر اوہ سے لگیا صحتیا تو  جائے ہے وہ دینوں میں کچھ ہو جائے ام  روتے روتے سکھانا یاد آ گیا  یہ نہیں معلوم اس کے بلین کیا آینا  محفل! یہ بیان آئے پتانا نہیں  بڑھتا تھا میری طرف دست جنوں پرگ گیا</p>
--	--

ہرگز کو چھین کھڑی تھی ہو سکی اسے تحقیق  
اشوق نظارہ بڑھا تصور جان دیکھ کر

<p>کیا تر سے دل میں ہے ہمارا تیر  باتوں باتوں میں دل پہ مارا تیر  دلوں پہ تیرا ہی سہارا تیر  یار نے جس ادا سے مارا تیر  اوسے جا پر بڑا قصار تیر  تیرا ہر وقت ہوں نثار تیر  کیسا میرا ہی پیارا پیارا تیر  اس پر آواز سے پکارا تیر  اونکی آنکھوں کا تھا اشار تیر  توڑ کر دل مرا سدا ہارا تیر  تیرا ہر ظلم ہے گوارا تیر  یار نے اس ادا سے ملا تیر</p>	<p>یہ کیا مسئلے مجھ پہ مارا تیر  دیکھو قاتل کی میرے شہ قاتی  تو جو نکلا تو جان بھی نکلی  دل ہی کچھ جانتا ہی اوس کا مزا  دلین جس کا تھا وصل ارمان  اس لئے مجھ کو دلین رکھا ہے  خون آلودہ دیکھ کر بولے  میں کمانے چلا ہوں دلوں کا ڈ  اوسے دیکھ کر تو دلین زخم بڑا  حسرت دید رہ گئی باقی  دل بھی چھیدے تو یا جگر چھیدی  دلین تصویر رہ گئی اوسکی</p>
--	--

<p>اُف ری جلا د تیری سید دی وصل کا اوس سو پوچھنا ہی مزہ اُف ری جلا د فطرتن تیری</p>	<p>دل بچا یا سبک پر مارا تیر بے دلیمن رہا تھارا تیر دلوں کا بسک پر مارا تیر</p>
<p>دل مضطر شفیق پوچھتا ہو یار نے کس خطا مارا تیر</p>	
<p>وائے ہو میخار تشنہ کام پر پہلو ایدل عشق میں دی امتحان ساقیا واعظ بھی اب پیڑی کو ہی اب درجائان پہ جانا ہو محال ایدل نامادہن سینو نہیں نہ جلا سوتا ہو منہ ڈھانپ کر رشکِ مہر یہ ہر اک فن سحر میں ظاہر ہوا مرنے والے حشر تک سویا کئے جاتے ہی ساقی کے در پر مر گیا وصل کیا دیکھنا کیا چہرے کوششیں سب اوسکی ضایع ہوئیں</p>	<p>گر پڑا بیہوش ہو کر جام پر پھر بھی مرجانا اوسکے نام پر آج حسرت کی نظر ہو بام پر غش مجھے آنے لگا ہر گام پر کچھ نظر سے عشق کے انجام پر چاندنی چھٹکی ہوئی ہو بام پر آدمی مرتا ہے اپنے نام پر رشک آیا مجھ کو اس آرام پر کیا پڑی افتاد تشنہ کام پر زندگی ہو نامہ و سینا م پر وائے ہو ایسے دل نا کام پر</p>
<p>جام کو شر حشر میں پیاش شفیق دان لٹو گی مے خدا کے نام پر</p>	
<p>دعا یہ ہو کہ وزا لطف اوٹھائیں آؤ بہار اوٹھا جو ابر نظر آئی ابتداءے بہار کہا قفس میں جو طبل زباں ہاؤ بہار</p>	<p>اور اب تو دلوں کے لے جاتی ہو ہوائے بہار عجیب ناز سے چلنے لگی ہو اے بہار جگر کو توڑ کے پیدا ہوئی ہو اے بہار</p>

چمن میں خوب ہی تپنے دو زگیان کھلین  
 نفس کی سمت سے طائر جو اڑ کر جاتی ہیں  
 سنبھالے رہنا دلوں کو ذرا نفس والو  
 جو ابتدا ہی میں دیوانہ ہوش سے گزریں  
 ہم اب تمام ہیں اور دن خزانہ کی آہو پتے  
 جو اس زمانہ میں دیوانے قید سے چھوٹے  
 نزار ظلم خزان ہو پڑاتی ہے ہر سال  
 یہ کہے باغین سحرارہ و ٹھکر بٹھے  
 چمن سے کام نہیں تیرے عشق باز و نکو  
 حسین باغین ہر برگ گل کے آئینہ میں

کہیں ہو سرخ کہیں سبز ہر قبائے بہار  
 اسیر پوچھتے ہیں اوسے ماجراے بہار  
 سنائیگا تمہیں صیاد ماجراے بہار  
 وہ کس طریق سے دیکھیں گواہ تہائے بہار  
 خدا ہی خیر سے ابکی برس دکھائے بہار  
 زبانہ او کی نہیں اور کچھ سواے بہار  
 تمام اہل چمن دیکھ لین وفاے بہار  
 اب آ کے ہاتھ سے اپنی ہمیں بلاے بہار  
 نہ اشنائے خزان میں نہ اشنائے بہار  
 ادائیں دیکھتے ہیں اپنی اور ادائے بہار

شفیق باغ جوانی یہ کہے مرجھایا  
 عجب نہیں کہ تجھے عمر بھر روکے بہار

زور کھائے ترسے یہ ہے تاخیر بہار  
 کہتے ہیں دلوانے صحرا سے قدم آویزا  
 دشت میں دیوانوں کو کپڑے رنگہ میں بچوں  
 سبزی پر افشان کر دے گر بڑی ہیں جا بجا  
 ابتدا بلبیل نے دیکھی تھی کہ سچان موگئی  
 ابر کے ہمراہ چلی برق بلبیل نے کہا  
 عہد کیا ہوتا ہے او میں تخیلیہ ہے باغین  
 حکم ہے محشو تو نکا عشاق آئین باغین  
 یہ خزان کہتی ہے گلشن میں مجھ آنے تو دو

یاد کی تصویر سے ملتی ہے تصویر بہار  
 کیا ہماری پاؤں میں لپٹی ہے زنجیر بہار  
 ہو گیا دونا جنوں ایسی ہے تاثیر بہار  
 ان حسینوں کو سب چکی ہے تقدیر بہار  
 آنکھ جب گلشن کھولی پڑ گیا تیر بہار  
 اک نہ اک دن قتل کر ڈالیں گے شمشیر بہار  
 آج سب غمخیز ہیں کرتے ہیں تقریر بہار  
 عاشقوں کی ہر شہادت ہوگی تحریر بہار  
 چار دکنے بعد مٹ جائیگی تاثیر بہار

کہتی ہو بلبل کہ میں سب سے بہتر ہوں  
لطف ملتا ہی جو پڑتا ہے کوئی نہ پہچانے

<p>وہ سے راہ عشق میں گزراں ناصحا تو نقرہ پر وارن کون مجھے یہ جنوین کہ گیا موت میری مجھے یہ کہاں ہجر نے اس درجہ لاغر کر دیا اتفاقاً میں شریک بزم ہوں کون یہ شانہ ملا کہ گیا دشمنوں میت پہ دیکھو تو مری حشر کے دان دوست بھی شہن ہیں دل تری کہنے میں ہون کیا کروں ایک مدت کر چکا اپنی خوشی اک نظر ہم اور تجھ کو دیکھ لین ہو مھلا سانی تڑا اور سے کی خیر</p>	<p>پھر مسافر ہیں سے آہم کو مجھ کو عجبتا بہت اپنا کام قدر ہوگی اوتنی بتنا نام کو جب تو مرا ہی اور کا نام کو سانس لیتا ہوں کلیجہ تھا کر ساقیا لبریز راہ ہوا مرنے والے شریک آرام کو کون آیا یہ کلیجہ تھا نام کو میرا یارب اب بجز احباب کو جتنا جی چاہے مجھے بیا نام کو اب مرا کہنا دل نا کام کو ایک لمحہ اور سیر بام کو ہم فقیر وں کو شریک جام کو</p>
--	--

عاشق کو جس سوچت ہو فوق

واقعات عشق طشت از بام کو

رویف رائے مندی

دیکھنے آتے ہیں وہ بل بل بل  
جان و زمین تفرقہ کر دینا قاتل کا  
وہ مقابل تو سے لچھ ماہ کا

تڑپے ہی جاتے ہیں دو نہ ہو جگر دکا  
یاور کہ اے دل جو غصہ میں پڑا کیا بھی  
حال اسفندی ہی آیا مجھے غصہ بہت

دل جگر کے زخم سے دریا بہنیکر خون کے  
کی مری جابر دریاب قید میں بھی بے خبر  
آنسو میں دیکھ تو تیرا ہر دم پلہ کو لئے  
ایک دلو دو حسین مانگین تو ہوتا یقین  
مجھ سے وہ کہتے ہیں غصہ میں کچھ کچھ پیش ہو

آج قاتل دیکھے گا گھیل سو گھیل کا بگاڑ  
اے مرے دست جنوں اب کچھ سلاسل کا بگاڑ  
جب تجھے جانوں کہ کچھ ایسے مقابل کا بگاڑ  
دیکھئے آئے ہیں پھر سال سو سال کا بگاڑ  
میری رسوائی کا باعث ہو تری دل کا بگاڑ

فکر میں قطع کی کیوں خوش بیجا شوق  
نظم کر تجھ کو کچھ کیوں دل کا بگاڑ

دل کہتا ہو دیکھو نگا ترا تیرا نظر توڑ  
قاتل تجھ کو جب حال مرے دکھا کھلیگا  
وہ آئے ہیں جی بھر کے اونچین کھلا تو بھی  
سر سبز تو مونے دے ذرا نخل تنہا  
بیکار مجھ کو دیکھتا ہو تر چھی نظر سے  
پہلے سے اذان دینو یہ توڑی گئی منتظر

جس طرح مجھے توڑا ہو اس طرح جگر توڑ  
اک تیر سے پہلے مرے سینے کی سپر توڑ  
اشکو نکا ذرا تار تولے دیدہ تر توڑ  
نادان ابھی خام نہ الفت کا شہ توڑ  
تیر نگہ یار مرا قلب جب گر توڑ  
دم وصل کی شب آج تو ہی مرغ سحر توڑ

سمجھو کجا شفیق اپنا میں تیر نگہ یار  
گر ایک اشار میں مرا قلب جگر توڑ

اچھا ہو آج مجھ سے ہوا غیار سے بگاڑ  
ایدل اونچین میں رہتا ہو اتنا سمجھ تو  
جی بھر کے تجھ کو دیکھے گا مریکے جا بگاڑ  
جلاؤ تجھ کو ظلم کا بانی میں جب کہوں  
کل تخلیہ میں میرے ہی ادنیٰ بگاڑ تھا  
ادنا شب فراق میں رکنا محال ہے

ادنیٰ سبب سے روز ہوا یار سے بگاڑ  
اچھا نہیں ہو کیسے دُخدار سے بگاڑ  
ساتی نہ اتنی دیر تو سنجار سے بگاڑ  
سب کار زندگی مری تلواری سے بگاڑ  
ہستے ہی ہستے ہو گیا دلدار سے بگاڑ  
ناٹوں سے ہو گا دیدہ خونبار سے بگاڑ

دیوانہ تجھیہ رجم او نھین آج آیا تھا	اسوت ہو گیا تری گفتار سے بگاڑ
جلاد جسکے ات نہین نکلی زبان سے	اچھا نہین ہو ایسے دواوار سے بگاڑ
ہٹتا ہے وہ تو پاؤں سے ہر وکتا اوست	دیوانہ سے ہو سایہ دیوار سے بگاڑ

تجھ کو برا جو کہتے ہیں جانے بھی دشمن  
اتنی سی بات کہ لئے کیوں جاہو تھکاڑ

رولف زائے مجھ

صحت میں ہو مرض کی ناچار چارہ سنا بیار جو اخیر ہے دمکا شمار ہے کن خوبیوں سے دی ہو تسلی مرض کو جو چاہی اوسکے حق میں کروی اختیار ہے غم میرا بھگوا اٹھ بھر چھوڑ تا نہیں کہنا کسی سے کچھ نہین یہ راز ہے بڑا یار باسے جہان کی راحت نصیب ہو مجھ کو وہ عارضہ ہو کہ جینا محال ہے ایسی ہماری آج تو حالت خراب ہو کچھ مصلحت ہو امین جولاؤ اھنین عزیز چارہ گری کو اٹے ہوا تار ہو خیال صحت بھی دو ستوری ہو جا نیگی دست بیار غم کی آج تو حالت خراب ہے یہ ہی یقین تجھ کو نہ اکدم چرا کرے مرنے کے بعد یاد کر لگا بے شفیق	صدہ سے آپ ہو گیا بیار چارہ ساز ہوتا ہے تھوڑی دیر میں ناچار چارہ ساز سہنس سہنس کو بات کرتا ہی ہر بار چارہ ساز بیار کا ہو مالک و مختار چارہ ساز قسمت سے مل گیا ہو وفادار چارہ ساز دکے جو پاس ہو لب سو فار چارہ ساز کسو قہقین ہی میرا مددگار چارہ ساز بیکار کا علاج ہو بیکار چارہ ساز جس سے تجھے غش آیا ہو سو بار چارہ ساز نادان ہیں وہ جانتے ہشیار چارہ ساز ہوتا نہین جہان میں بھاگنا چارہ ساز گر ایک رات کو ہو مرا بیچارہ ساز مادوس ہو کے رویا کئی باچارہ ساز دیکھے جو تجھ کو نرس بیار چارہ ساز جب قید غم میں ہو گا گرفتار چارہ ساز
---	--

کہتے ہیں دیوانہ گوہن دو تین اشجار سبز  
 کہتے ہیں دیوانہ کیوں دھین گویں گزیر  
 کہتا ہے میخوار ساتی جب ہو لطف ریکہ  
 پتیاں مرغوب بختیں بلبل کو جو اتنی کہیں  
 او سکی تصویر سنائی رہتی ہے پیش نظر  
 مرنے والا جانتا ہے اسکو عالم کی بہا  
 سنتے ہیں برسات بھر وہ گل رہ گیا  
 حکم ساتی نے دیا ہے پٹین سب غن  
 شوقی سے قاتل نے تو سم من کھجیا تھا  
 چارہ گر کے بھیس میں آیا تھا کوئی غیر بھی  
 زہر چھٹکا ہے بدین کیسا نادان ہے سچ  
 دیکھ کر لعنہ مجھے کہنے لگے سب طبیب

یاں بھی ہوتے ہیں ہمارے زخم داسندار سبز  
 گر بہا آئی تو ہو گا رشتہ بیکار سبز  
 ہا پریشی سر نہ رکھو سو کہیں پرچار سبز  
 آشیانہ میں نظر آئے لگا انبار سبز  
 کھسپ گیا آنکھوں میں ماشق کہ باس سبز  
 لطف دیا ہے غلافِ خیرِ خوشوار سبز  
 اب نظر آئے گئیں گوہر در دیوار سبز  
 شیشی ہاتھوں میں لئے آئے ہیں بنیوار سبز  
 یہ اثر تھار ہر کا ب ہو گئی تلوار سبز  
 وہ دوا دی ہے سراپا ہو گیا ہمار سبز  
 پونچھتا ہے سب اسکو کوئی آزار سبز  
 جو شجر ہو خشک اسکا ہونا ہے دشوار سبز

جوش گر بہ اسقدر ہے حد نہیں جسکی شفیق  
 چشم وحشی کے سب سے ہو گیا ہمار سبز

رو لیف سین مہملہ

خدم آباد کو جاتے ہیں اسیران قفس  
 میرے مرنے سے اسیر دین سو آشرپا  
 قید سے چھوٹ بھی جائیں تو کہاں جائیں گے  
 اُن ری صبا و نگہیا نو نے پونچھا اگر  
 جب سنا پہلے بہا آئی تر تپتے تھے بہت  
 میں وہ ہمدرد ہوں روزی ہوؤں دن کشا

آج تو چین سے سوئیں گے گنجیان قفس  
 روکے سب گہنوں لگے آج کی جان قفس  
 اپنا طفلی سے رہا دست و گریبان قفس  
 کتنے گھٹ گھٹ کمری ہو گئی اسیران قفس  
 اب جو گلشن میں خزان ہیں اسیران قفس  
 صبح یاد آتی ہے جب شام غریبان قفس



سینکے صیاد و لتلی اوحنین ویدتیا ہر  
کوئی صحرا سے بگولہ جواد دھرا آتا ہے  
قید یونکا کبھی صیاد نے پونچھا جو مزاج  
جنگو ہر شوق اسیر کیا وہ کب ڈرتے ہیں  
چھوٹ کر قسوس سب بلبلین کہتی ہیں بچی  
سنے والوں کے کلیجوں پہ چھری چلتی ہے  
کٹکٹش وہ ہر ٹرپ بھی نہیں سکتی قیدی  
سینے سر شیکا تو صیاد نے عصہ سے کہا

سب اسی بات پہ مرتے ہیں اسیران قفس  
باتیں کرتے ہیں یریشان سیریشان قفس  
وہ کہی بات کہ جو بھولی ہر شایان قفس  
ایک مرتا ہی تو سو آئے ہیں خواہاں قفس  
مدتوں یاد رہیں گریہیں یاران قفس  
باتیں جب یاس کر کے ہیں اسیران قفس  
مار ڈالے گی اوحنین تنگی میدان قفس  
تیرے مرجانے سے گھٹ جائیگی کیا نشان قفس

اسین کیا خوف ہو صیاد سوسو پھوٹو شفیق  
کونسی بات یہ رخصت ہو کر مہمان قفس

برق تڑپی کر کے میرے دل کے پاس  
وانع سوزان ہیں ہمارے دل کو پاس  
زخم و دزی کر کے تھوڑی دیر تک  
یہ سنہسی آتی ہے وہ سمجھے گا کیا  
زخم و دزی آپ ہی کرتا ہوں میں  
یہ خوشی ہے موت مہم کو آگئی  
حسرتیں آئیں جگر میں زخم میں  
عمر بھراو سکا شریک حال ہے  
راز بھتے اپنا کہنا ہے اوستی  
قیس کے باعث سوسو پھوٹو دشت میں  
ہاتھ پھیلا یا کشش اتنی بڑی ہی

آیا تھا بسمل کوئی بسمل کے پاس  
کیا ستارے ہیں مہ کا مل کے پاس  
بجیہ گر بیٹھا رہا کھسایل کے پاس  
ناصر آ یا ترے غافل کے پاس  
آئینہ رکھا ہوا ہے دل کے پاس  
ورنہ پہونچے تھے تری محفل کے پاس  
ایک محفل اور ہے محفل کے پاس  
ہو جگر موجود ہر دم دل کے پاس  
بیٹھ جاؤ تم ہمارے دل کے پاس  
مل گیا رستہ ہیں منزل کے پاس  
کلچے کے دل بھونچا کھسایل کے پاس

کہتا ہے قاتل کہ کس سو بچیں حال  
بھر غم سے تھا نکلنے کا خیال  
ہے عدم کی راہ کا حافظ خدا  
قیس بولا جس سو وحشت ہو فزون  
آتش غم کی تھیں جب تدرہو  
ایک خنجر ایک رکھی ہے چھری  
سب تماشا ئی کھڑے ہیں دُور دُور  
قیس کا پیغام لے کر نامہ ہر

موتے دم کوئی نہ تھا بسمل کے پاس  
موت آئی دامن ساحل کے پاس  
اقربا پہنچا گئے منزل کے پاس  
یہ عمل بھی ہے کسی عامل کے پاس  
دل تھا راہو ہمارے دل کے پاس  
ہے یہ سرمایہ ترے گھاٹ کے پاس  
کوئی بھی آتا نہیں بسمل کے پاس  
چار ہا ہے صاحب محل کے پاس

کہتے ہیں دیوانے ہیں اے شفیق

پڑھنے بیٹھیں گے کسی جاہل کے پاس

موت دیوانہ کو آئی ہو بیا بانی پاس  
عشق رکھتا ہو حسینو نے مجھے فکر یہ ہو  
اپنے جتنے ہیں وہ بیگانہ ہو دُست میں  
لاغری سو مری مرنیکا او سے خوف ہوا  
نزل عشق میں دیوانہ ترا بیٹھا ہے  
میری بھی شوق اسیری کی نہیں حد کوئی  
دلنے زلفوں نے کہا اتنا مناسب خیال  
او کی خلوت میں گیا میں تو عنایت یوئی  
اپنے زانو پر شب وصل رکھا سر میرا  
قدر انداز و صر دیکھ کشش اتنی ہے  
دل حسینوں نے لیا جان بھی لے لی میری

ہاتھ رکھتے ہوئے ہوا پنا گریبان کے پاس  
نام کو عقل نہیں ہو دل نادان کے پاس  
کوئی ملنے نہیں آتا ہے پریشان کے پاس  
رک گیا دست جنوں میری گریبان کے پاس  
پاؤں پھیلائے ہوئے خاموشان کے پاس  
قید سے چھوٹ کر بیٹھا دُر زدا کے پاس  
آتا ہو کوئی پریشان بھی پریشان کے پاس  
وہ بھی شرمائے ہوئے بیٹھی ہیں مہان کے پاس  
دل بھی غوش ہو کہ میں ہوں گسٹو جان کے پاس  
خود ہی دل آئیگا کھنچ کر ترے پکان کے پاس  
اب تو کچھ بھی نہ رہا دُسر و سامان کے پاس

پنجتن مل گئے جنت میں جیو تم بھی شفیق  
باتون، باتونین چوچ جاؤ گے روناؤ کی پاس

### رویف نشین معجزہ

ابھی تو ہی زمین پر ہو آسمانی کوشش  
کیا چارہ گر کر گئے درد نہا کی کوشش  
سب نامکین بڑگی پیر معان کی کوشش  
کرتے ہیں مرنے والے سب تھانگی کوشش  
جلاد کر رہے ہیں نام و نشان کی کوشش  
فرقت نصیب کو ہی آہ و فغا کی کوشش  
مر مر کے مینے کی ہو اپنی مکانی کوشش  
پہونچے ہیں ہم کہا پیر کی مٹی کہا کی کوشش  
جسے بہا ر آئی ہو آشیانہ کی کوشش  
اغیار کو عبت ہو اب داستان کی کوشش  
اک عمر مینے کی ہو ضبط فغان کی کوشش  
یا ننگ تو مہک لائی اس مہربانی کوشش  
کیا نا تو ان کی قوت کیا نا تو ان کی کوشش  
کیا را نگان ہوئی ہو راز نہا کی کوشش

زاہر عبت ہی کرنی و نو جوان کی کوشش  
بولامریں سنسکر لاکھوں ٹلیب آؤ  
وہ جام بھر رہا ہی آتے ہیں شیخ صاحب  
ڈالے ہیں زخم دلمین مشاق ہو پیرین  
عثاق قتل ہو کر ملک عدم کو پہونچے  
جنکے ہیں پاس لبر وہ ہو رہی ہیں شاد  
یار ب مری لحد کو ماحشر تو بچا نا  
جاتے تھے کوئے دلبر رستہ میں تائی  
ہی فکر بلبو نکو تا زہی لائین تنکے  
مجھے ہو اونسے وعدہ کیا نیند او کوٹے  
جب تیر دل پہ مارا ف بھی نہ منہ سونگی  
دل در پہ اونکے لایا ہو جائیگی رسانی  
پہونچا نہ اوسکے در تک موت کی رستہ میں  
چہرے میرے ظاہر سب حال ہو رہا ہی

حضرت رشید صاحب فرما رہی ہیں مجھے  
تو بھی شفیق کرنا اردو زبان کی کوشش

خون میرا دیکھ کے خود آگیا قاتل کوشش  
ہو سکون کیا کہ ہے آیا مرے سبمل کوشش

زخم سینہ پہ لگا آگیا گھائل کوشش  
کیسے نادان ہیں وہ مر گیا جب میں تو کہا

میں تو اچھا ہوں مگر بوٹ اور سی جاتی ہیں  
کسی بھی ہو عجب چیز کہ مانگا تو سہی  
زخم پر زخم پڑے جاتے ہیں اشنا تو سمجھ  
تیرا ہی مجھ کو سہارا ہو تو ہی ہو حامی  
یار کے در پر صدا دی جتی کہ آیا کوئی عزیز  
باغبان کہتا ہو صیا دی تو صبر تو کر

درد ایسا ہو کہ آیا ہو مرے دل کو غمش  
دلکی دیکھی جو تڑپ آگیا سایل کو غمش  
بجیہ گر سبر تو کر آگیا گھائل کو غمش  
المدد شق کہ آیا ترے عامل کو غمش  
یہ حیت تھی کہ آنے لگا سائل کو غمش  
گل اور صبر بھولو ادھر یا عنادل کو غمش

دیکھتے ہی ادھر کیا حال ہو اتیر شفیق  
اس طرح آیا نہ ہوگا کسی عاقل کو غمش

جان بچ جائے مری آنے دل لعل کو غمش  
خون زخموں نے نکلنے کا اثر اشنا تو ہو  
یہ حیت کہہ رہی ہو مجھ کو اتنا خوف ہو  
اتفاقا قیس کی تکلیف کا وہیاں آگیا  
ہو ابھی جلا دنا دان قتل کرنا ہی محال  
سچ تو یہ ہو ہجر کی تکلیف ہوتی ہو بری  
زخم کھائے سیکڑوں لیکن بالشرافہ کی  
نامہ براوس ہو مصیبت بے یکنو کو تھا  
ناصحا بھی حال میرا دیکھ کر گھبرا گیا  
ہو گئی سکتے میں سب دلکی ادھن دیکھ کر  
امتحان کہہ سے اوٹھو یہ کہے گھبرائے ہو  
بجیہ کرتے ایسی بید روی زخم او سکے لے  
ادھر کی رحمت نے سنبھالا مجھ کو یہ کہ شفیق

ہو یقین آسان کر دی درد کی شکل کو غمش  
ڈر گیا گھائل جو فوراً آگیا قاتل کو غمش  
ہاتھ پھیلاتے ہی آگیا ابھی سایل کو غمش  
یہ اثر اولٹا تھا آیا صاحب محل کو غمش  
لطف ہو گر ساتھ آئے قاتل لعل کو غمش  
سہنے تو روکا بہت سو بار آیا دل کو غمش  
خون اس درجہ بہا آنے لگا گھائل کو غمش  
کچھ نہ نکلا تھا زبانی آگیا قاتل کو غمش  
میں تو دیوانہ تھا لیکن آگیا قاتل کو غمش  
میرے غمش کو بعد آساری ہی محل کو غمش  
سانے میرے آجائے کسی لعل کو غمش  
ضبط کرنے کرتے آخر آگیا گھائل کو غمش  
نظم کے میدان میں آئے کیوں مری جا بل کو غمش

بٹھو کرین کھاتی ہی سر ہر وکی اک بل کی کاش  
 ہجر کے صدمہ اوٹھا کر گیا مجھ پر یون  
 دیکھنے والوں کو عبرت ہو یہ قاتل کی کہا  
 مر گیا وہ عشق میں او کو اوسے لازم ہو یہ  
 زخم اس درجہ گہرین تن ہو سار پاش پاش  
 شب کو جبکہ مر گیا غسل و کفن کئے دیا  
 ساتھ میرے قبر تک آئی مری مردہ دلی  
 مانگنے آیا تھا دل تجھے اوسے موت آگئی  
 سر پٹکتی ہیں بہت ارمان محشر تو بسا  
 کسی بھی چیز پر کیا زخم کاری دیکھ کر

آج کے در پر پڑی ہو آپ کے گھائل کی لاش  
 ہو گی بگور و گفن سپاہین بکیر دلی لاش  
 اپنے کو چہیز پیری تہو ہو اک بیل کی لاش  
 آ کے اوٹھائے خیال بایر میری دلی لاش  
 اوٹھ نہاں سکتی کسی صورت تری گھائل کی لاش  
 جدا کی جیتی تھی پرواہ مجھفل کی لاش  
 حشر تک لپٹی رہو گی مجھ سے میری دلی لاش  
 ہو تری در پر پڑی عرصہ واک تل کی لاش  
 حشر میں رونی ہن اوٹھتی ہو ماری دلی لاش  
 ڈر گیا تا تل اوٹھانے آیا تھا گھائل کی لاش

خوف بدنامی تھا اور سکو شفیق اچھا سا  
شکوہ اس نے آگے اٹھوائی جو مجھ کی لا

عمر بھر اپنے میسجے رہا بیمار خوش  
 میرے مٹ جانے سے جو کوڑ میں یا خوش  
 آئے تھے ہر عیادت کا میں کچھ کہہ دیا  
 عمر بھر تو بٹھو کرین کھا تار ہا سو دشت میں  
 سمجھے ہیں سب اتفاقاً آتے دیکھو گا ضرور  
 جب دریں غم کے دلیں آگیا اونکا خیال  
 آئے ہیں ہر عیادت وہ دل بیتاب بھم  
 یہ کسی سے سن لیا اوسو کہ آئی ہو بیمار  
 عشق میں اوس شوخ کے بیخود ہوا سا اجا

وہ مرض اچھا ہو جس کا صاحب اپنے رنجش  
جان میری بی تو اب ہر رنج کج رفتار خوش  
بات وہ ایسی ہے جس سے رنج و زار خوش  
وہ کسی صورت نہیں ہوگا ذلیل و خوار خوش  
طالبان دیدہ بٹھے ہیں پس دیوار خوش  
چارہ ساز و تاجوہ دیکھا ہو گیا بیمار خوش  
حال کہنے دی کہ بس یہ ہو مزاج یا خوش  
جار باہر آج دیوانہ سو گھلزار خوش  
ایکجا بیٹھے ہوئے ہیں کافرو دیندار خوش

زندگی بھرا اپنی دنیا میں ریوڑ دا خوش  
ساتھیو نکو لیکے جانا ہو سو کہار خوش  
مرنے والا آکے بیٹھا ہو قریب دا خوش

بعد مر جانے کے اپنے حال پہ روایا کئے  
دیکھتے ہی ابرو دیا نہ کی وحشت ٹر گئی  
دیکھتے والوں کو دست دیا میں رشتہ کیا

تم بھی آئے ابھی جاؤ گے سوخو تو شفیق  
دو گھنٹی کی واسطے دنیا میں ہو جا خوش

### اردیف صا دہم

مر کے اپنا نام کر جاتے ہیں غیر کے حرص  
عمر بھر دھوکا دھاتے ہیں مر کے حرص  
ہمسے گر بچھو تو ہم ہیں اچھی صورت کے حرص  
مال و زر کیا ساتھ لیا نیکے دو لنگے حرص  
دور بدر کی ٹھوکرین کھا دی ہیں الفت کے حرص  
عاشقوں میں نام کر لیتے ہیں شہر کے حرص  
دور پہ قاتل کو چلے آئے شہاد کے حرص  
جھوٹی قسمیں کھا رہی ہیں انی جھگے حرص  
گھر سے بھی باہر نہیں نکلی قناع کے حرص

جان دینے سے نہیں ڈرتی ہیں تلخی  
اس قدر اسحاق تو کچھ بھی سمجھتے ہی نہیں  
دیکھنے کی ہمارے دوت ہو کسی عالم میں  
بہاں دیا یا خدا کی راہ میں دتہ نہیں  
از بسٹینو لنگا کر دل ترقی تو ب کی  
اس لو کچھ امین تصویرین کہ سب طعین  
قتل کہ بھولی ہیں یہی جان دینے کی خوشی  
دل اوڑھ کر با حسبت نہ گیا اراں بھی  
صدا پر وشا کر رہی سب مرضی مسجود

کہہ چکا دیوان اس میں فخر کیا تجھ کو شفیق  
اور بھی دنیا میں ہیں تیری طبیعت کے حرص

دو لہن اپنی لٹانے ہیں سخاوت کے حرص  
یہ کہہ کو شاہ کر دیتی ہیں ہمت کے حرص  
گھر میں بیٹھو نام کرتے ہیں قناع کے حرص  
الکھنویں جان دیتی ہیں نصائح کے حرص

ہیں زمانہ میں بہت ایسی محبت کے حرص  
انکو در پر سائلو بخار و زربا ہی ہجوم  
آتوت ذاتی حمایت کی نہیں خانا بھی  
دو دہرین لوگ آکر بن گئے اہل زبان

مجھ سے کیونکر ہو بہلا علم کی پوری تعریف  
 فطرہ ہو بحر کا مدح بہ ممکن ہی نہیں  
 منعقد جلسہ احسن یہ المصنوع کا  
 اس کے مالک ہیں اڈب بین جناب۔ بیخود  
 آئینہ سے ہے عیان صاف کندر کا کمال  
 کسی توصیف کا محتاج نہیں المصنوع  
 ہمو احساس اگر اس کی ضرورت کا نہ ہو  
 این مراتب کہ کون و بدۃ لائیک جزوی است  
 کوڑیوں کے ہیں عوض گویا جو اہر پارے  
 اس سے اجماع جو ہونے میں ہیں بنیادین  
 دوستو شوق سے تم اس کے حشریدار بنو  
 روز افزون ہو عطا اس کو ترقی یا رب

ہمسد کہا ہے راہبرتی لبانت کہا ہے  
 وسف، نور تبد ہذا۔ سے بھافت کہا ہے  
 اس۔ ہے بڑھ کر کوئی اس کے لئے شہت کیا ہے  
 نہ ہے اباسم ہے کہا، نکلی لیا قت کہا ہے  
 یہ راہ ہو جو مہنوا، تو حیث شری کیا ہے  
 رونے محبوب کو مشاطہ کی حاجت کیا ہے  
 صفحہ دہر میں پھر لفظ ضرورت کہا ہے  
 کار کلی بقدر ہے ابھی عجلت کیا ہے  
 دیکھئے کبے مضامین میں قیمت کہا ہے  
 وقت علم ہے کیا قومی حمایت کیا ہے  
 کام جب تک ہے اس کے لئے مہلت کیا ہے  
 نیز فضائل میں الطاف میں قلت کیا ہے

بادشاہ نظم سناتا ہے جو اپنی بے خوف  
 علم والوں کے مقابل میں بہ جرأت لیا ہے

یہ شہنشاہی مجلس انجمن شرقی اطباء تھے جنوبی ہند میں اس منعقدہ ۱۳ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی۔

منعقد جلسہ ہوا یہ کس غرض سے دوستو  
 نظم کی نسبت اگرچہ نثر ہے واضح ترین  
 انداز میں تخریک تازہ پیش ہے سرکار میں  
 ڈاکٹر تار محمد بن جو اس تخریک کے  
 پس لگی وہ اگر تخریک قانونی لباس  
 لکے سے مٹ جائیگا دسی طبابت کا وثوق

نثر تو سب چکے اب نظم بھی میری سنو  
 لطف ہے جو نظم میں وہ نثر میں ہرگز نہیں  
 گویا پہولا ہے شگوفہ بک نیا گلزار میں  
 جانتے ہیں قدر وہ دسی طبابت کی گھنٹے  
 قدر کیا دسی طبابت کی رے ہر یک کے پاس  
 تلف ہو جائینگے سب دسی طبیبوں کے حقوق



سننے ہیں روزِ مجھے وہ دہستانِ عارض  
تکئے ہوں اونکی یارِ رحلتِ سانِ عارض  
وہ لاجوابِ عارض تم قدر دانِ عارض  
کیا لطفِ پارہ ہو بہن لذتِ کشانِ عارض  
آیا ہو وقتِ زینت کہہ دہستانِ عارض  
دل ہی ہمارا اسے بت تیرا مکانِ عارض  
دیکھی ہو میری آنکھوں کو جب ہو شانِ عارض  
آباد ہو رہی ہیں گیا دوہبانِ عارض

دیکھ رہی الہی کیسا بیانِ عارض  
ہم ہاتھ بھی لگائیں تو ہاتھ کاڑ جائیں  
احباب کہہ رہی ہیں دونو بہنِ حوبِ اچھے  
آئینہ رکھو اپنے عذولے رہی بہنِ بوسے  
آئینہ سامنے ہی وہ کہہ رہی ہیں مجھ سے  
جسکی صفائی اچھی آئینہ ہے وہ سینہ  
شمس و قمر گرے بہنِ نظر و سنو میری کیسے  
حسرت بھری نگاہیں تہی بہنِ میری اوپر

تم بھی شفیق جانا جلسہ ہو دیکھنے کا  
ہوتا ہو مہ جبینو مینِ اتحانِ عارض

### اردیف طائے مہملہ

جب کہنے لگا ہر بات کو میو غلط  
روزاک بات کہا کرتے ہیں اعیا غلط  
کیا ترا ہاتھ پڑا آج ستمگار غلط  
کبھی کہنے کا نہیں تیرا وفادار غلط  
تیرے گھرانے سے پڑ جاتی ہو تلوار غلط  
حال کہنو کا نہیں ہو ترابا غلط  
اپنی ہم بات کو کہہ دیتے ہیں ناچار غلط  
میرے کہنو کو وہ کہہ دیتے ہیں ہر بار غلط  
دل نادان ترا سو جانا ہو انکار غلط  
کبھی کہنے کا نہیں میرا مددگار غلط

اتفاقا ہوئی ساتھی تری گفتار غلط  
تکھو ہوتا ہے یقین ہوتی ہے تکرار غلط  
دل مرا تا کا تھا اور زخمِ جگر پر مارا  
سر مرا کاٹ دیا وہ نہ ات بخلو گی  
ہوشین آکے لگا زخمِ دزا او قاتل  
جو وہ کہتا ہے سچا تو یقین لا او سکو  
وہ جو کچھ کہتے ہیں اعیا رو ہی کہتو بہن  
چھٹرنے کو او تحنین میں بات کو جانا بہن  
روز کہتا ہو نہ جاؤ نگاہیں اونِ لغوین  
قبر میں آئے کہا ہو تو شفیق آئیگا

غیر کہتے ہیں یہ ہے درجے رسوائی خط  
وہ جو پڑھتے ہیں تو کچھ حال مرا کہہنا ہی  
میں جو دیوانہ ہوں قاصد بھی ملا دیوانہ  
تیرے آنے سے مرے قلب و جگر رشتہ  
تو جو آیا ہے تو اک روز وہ خود آئینے  
کہا دربان نے لیلے سے کہ لے لوں اسکو  
تھمکو ٹپھتا ہوں تو کچھ میرا ہل جاتا ہوں  
تیری تعظیم کو اوتھا ہوں گھٹا صنف مرا  
اوسے خود ہاتھ سے لکھا ہو ٹری غرت کی  
تو جو آیا دل مردہ میں مرو جان آئی  
کھو کھو اوسے لغافہ سے بڑھا ہو تھمکو

خیز چلا آنا ہے ایسکرترا سودالی سزا  
مجھ سے تو سنبھل نہ بھا، شلبہائی خط  
راہ میں پڑتا ہو اکب، ایک شانی خط  
تھمکو آنکھوں سے لا برکتی بنیائی خط  
رفتہ رفتہ ہو میں سو جا بیلی کیائی خط  
کیلے آیا ہے کوئی مرد ہم مسرائی خط  
تو ہی جہم ہو تو ہی مونس تنہائی خط  
تیرے آنے سے بڑھی میری توانائی خط  
زیب تو ہی جو کرے وحی کیٹائی خط  
اوسے تو سیکھ گیا طرز مسیحائی خط  
ہاتھ میں اوسکے تری بڑھی زیبائی خط

تم تو لکھتے ہو مگر سوچ لو دل میں شیعین  
تھمکو لکھنے کا نہیں وہ کسی ہرجائی خط

سب میں حسین بنا کہ جو ڈانکا ہو قراں قراں  
اپنے مکا نے پکیر آیا اسکی ہر رتقا غلط  
اونکو جو دلیں آتا ہو پتھر میں سنتی ہو نہیں  
ہم جو انو بات کہیں سچ وہ ہو جاتی و حبیبی  
یہ جو پڑتا ہو زانم جاتی ہوں اونکو کچھ میں  
نہم جو اوسے کہتے ہیں کچھ اوسکا نتیجہ یہ غلط  
نہینکو نقلیں آگے اب جان بھی دینا مشکل ہی  
جاکے ہوش بھر کے تم آنکھیں تو اپنی دیکھو ڈانکا

دل نہ تو انکی بات میں آتا کہتے ہیں اغیار غلط  
مے نہیں ساتی اوسکو دینا کہتا ہو پتھر غلط  
اونکا جہانکی بات میں اقرار غلط انکا غلط  
اوسکا یقین اونکا آتا ہو جو کہتے ہیں اغیار غلط  
و کے سبب سو فرقتیں ہو جاتا ہو صبر و قرا غلط  
اونکی سنی ہو مرے میں ہم کہتے ہیں ہر با غلط  
قاتل ایسا کس ہو جاتی ہے تلوار غلط  
باتیں ہماری سچی ہیں تم کہتے ہو بیکا غلط

آئینا انکار کیا کیوں کر نہ ہو میری دلجوئی  
اچھی صورت دیکھا یہ کہ جان کا فیصلہ ہے  
قاتل ہو عاشق کی اینٹیرنگ ناسیخو تو

اپنے قول کو مطلب ہو کہہ تو میں مٹیا اناط  
جیکہ ستر گہرا ہو ہو جاتا ہر کار غلط  
کیونکر دیکھو چید و گریہ کی بین ہو سہ ڈار لو

بھکوان پڑہ سچھے میں اجا پنی کو کس پر  
شہر شہار کی دیوان کے بالکل میں شفیق زار

میں جو ٹر پاوہ ڈرا ہونہ سکا وہ انھیں  
رات کو سیر کو جاتے تھے اوجھن خوف آیا  
رات بھر لاش پہ وہ میری اکیلی بیٹھے  
ہنس کے قاتل نے کہا آف نہ نکالی رہے  
کوئی مر جائے کوئی تڑپے اوسو کیا پروا  
پاس غرت ہو تجھ خوش نہ کہیں آجانی  
قتل عشاق کے آپ مگر کچھ نہ ڈرا  
کچھ بھی مقتول کی حالت ہو نہیں کچھ  
حال دیکھا جو اس ہنس کو کہا قاتل کوئی  
حشر میں اوسو چھڑایا نہ مگر چھوٹ سکا  
زلف سو دل کو کہا میرا تڑپا ہو محال  
بہر ترقی میں تنزل میں نہ تجھے چھوٹا  
جاتے ہیں کہ کوئی بات کریں وہ مجھے  
آفتیں لاکھ زما یسکی ہوں کہہ خوف نہیں

میں نہ بھجا تھا کہ ہو تو مرا قاتل مضبوط  
سینہ سمجھایا ہر نہ ہو نہ سکا دل مضبوط  
سچ یہ کہ ان کو بنادینے کی شکل مضبوط  
زخم نہ نہ رہے ہو مگر اس کا دل مضبوط  
ہو ہی جاتا ہو دل نہ مناسب نہیں ہو  
ہاتھ بھٹکا نہ مگر دل رہی سہل مضبوط  
میری تلذذہ سے ایسا قاتل مضبوط  
رحم آنا ہی نہیں ایسا کیا دل مضبوط  
سیر کر کے بہت نہیں ہو سہل مضبوط  
ہاتھ میں میرے نامہ امن قاتل مضبوط  
اس طرح جیکر مجھے تو نے سہل مضبوط  
ایسا دہتا ہو تڑا سے یہ کہ کامل مضبوط  
شرم آجانی ہو ہو سہ نہیں دل مضبوط  
ظلم افلاک سوایا ہو مراد دل مضبوط

میرے احباب یہ کہتے ہیں محبت شریفین  
شعر گوئی میں ہو تو بھی بڑا جاہل مضبوط

## روایت طے کے محمد

خیر آگاہی سے موہن کے کوٹھا کا امکا غیظ  
کیا پہنچی کہ بات سر آیا بھو نادان غیظ  
جو بھیرا گھر ہوا سو کر دینا زویران غیظ  
یہ مٹا دیگا کیندن سے ہرے امان غیظ  
اب دکھائیگا تجھے کو بھر کے سامان غیظ  
دیکھ لیو بار بار بھنے یہ تیری شان غیظ  
اب دکھائیگا تجھے بھی موت کا میدان غیظ  
اس قدر باتیں سنی ہیں بھر گئی ہیں کان غیظ  
کہتے ہیں عاشق اور ٹھائیگا کوئی طوفان غیظ  
پر زے پر زے آپ کر دینا مردوں غیظ

بے سبب مجھ کو بہنیں آتا ہی مرچاں غیظ  
چھڑے مینے کہا یوسف بھی ہو کئی حسین  
حسرتیں بختیں دلیں میری جاگ کر ڈالا آؤ  
جب نہ بس مرا چلیگا اور نہ میں مر جاؤں گے  
مینے جب چھڑا اور نہیں غصہ سو وہ کہی گے  
کام سب ہوتا ہوئے تجھے بگڑتی ہیں ضرور  
کہتا ہے جلاؤ مجھے تو بڑا ہی ہوشیار  
تجھے کرتا ہوں سفارش تو ہی او کو منہ کر  
غصہ آیا ہی اور نہیں ہو سکی جانوں پر بی  
دیکھتے ہیں وہ زبان بگڑی جا پڑا ورکھ

بگڑا ہے جلاؤ بس چکے رہو تم بھی تحقیق  
اب وہ آیا تو لایا مونکا فرمان غیظ

گر کبھی آیا تو آتا ہوں خزاہی دل پہ غیظ  
کیسا دیوانہ کو آتا ہی ہر اک منزلیہ غیظ  
پا ہے ہر گز نہیں نکلو کسی سائل پہ غیظ  
آپ کو بیفائدہ آیا مٹے کامل پہ غیظ  
رحم کو بدلے ارے ظالم کیا گھائل پہ غیظ  
زور کچھ اور بہنیں آتا ہی اپنی دل پہ غیظ  
ہی تجھے بیفائدہ جلاؤ اس سبیل پہ غیظ  
جو خود مین ہو بہنیں بیکار او غافل پہ غیظ

ہجر کا شکوہ نہ آتا ہے کسی شکل پہ غیظ  
روز چلتا ہو نہ راو عشق طو اس سو موئی  
ایسا دل مانگا تھا میں آپ کیوں برہم ہوئی  
سا سنا وہ کیا کر گیا آپ اور ترین بام سے  
اٹ جی مینے زبان سے زخم ڈالے ہتھار  
کیوں کیا تھا عشق اور نہ کیا کہیں استوار  
جو ٹپتا ہوسدا او سکوں سکوں ہونا محال  
ہوشیں اپنی بہنیں دیوانہ ہو جانے بھی دی

سچ صاحب کو براکتا ہی جازو دیکھو  
بھر رہا ہے آئے جو عالم کو اک جاں غلط

سب سے جتنے ہی دنیا میں داستان لکھا  
یہ رفر سمجھ تو کچھ ہونگے صاحبان لکھا  
ہوا زمانہ نہ گویا ہوئی زبان لکھا  
مجال کیا جس کوئی بھی فغان لکھا  
غرض یہ کہ بڑے اور کچھ بھی شان لکھا  
عجب لطف سے ہوتا ہی آستان لکھا

یہ آرزو ہو سنیں اول سے ہم بیان لکھا  
جو ظلم کرتے ہیں ہم اول سے کچھ نہیں لکھا  
موتوں کی قدر کے لائق ہو شرم دنیا میں  
وہ میری لاش پہ بیچ رہیں اپنا منہ دیکھا  
جو میرے پاس بھی بیٹھے تو اپنا منہ دیکھا  
حسین حج ہیں آئے ہیں چھڑنے والے

شفیق تم بھی خاموش وہ بھی بین شاموش  
جو روزیں چپ ہیں تو ہر شے پر اور شان لکھا

اب نہ جانا کبھی ادھر و ادھر  
وان نہ ہو گا ترا گدڑ و اعظ  
آپ اپنی نہیں خبر و اعظ  
ہل رہا ہے مرا جگر و اعظ  
تجھ کو اپنی بھی خبر و اعظ  
کرنا تقصیر مختصر و اعظ  
ویکھتا ہے ادھر ادھر و اعظ  
سکو درپیش ہو سفر و اعظ  
خوب ہے آپ کی نظر و اعظ  
پہنچا جدم قریب و اعظ  
کیا اور عطا یا ہی تو نے سر و اعظ

رند لین گے تری خبر و اعظ  
جس جگہ رند چپکے بیٹھے ہیں  
رند کہتی ہیں ہم یہ شدت  
اللہ اللہ شونے سے تقریر  
اد کو دیکھا تو موش جاتے ہیں  
یاد رکھ جا کے بزم رندان میں  
جا رہا ہی شراب خانہ میں  
رند ہوں یا کہ اس میں زاہد ہوں  
سیکڑوں میں حدیثیں درد زبان  
رند بنانے سے چلے لینے  
بزم رندوں کی ہو گئی بزم

اب بھلا جا رہا تھا کہ	ان شبنون کی نرم سے
جلد اب تو بھی نو بہار	سیکدہ میں حسد اکا نام لیا
اوشک خندان	رند مذہب کو جانتے رہا نہ
آپ بھی ایسے طے نہ	رشتہ خن اکیلے جاتے ہیں
یاں بستنا ہے ماں زر دا	اوس کوراء خدا میں کرتے
جانتا ہے اپنے لعل دروازے	سب میں نیخار تہیست بہت
آج ایسے رہا جس کے	میں ملوں اولے وہ طین مجھ

سننے ہی کی شوق سے  
ہے بیان تیرا پر اثر و عطا

### اردو لیلیٰ عین مہول

روٹی ہو میری قبر پر بے اختیار شمع  
جل جہل کے دیکھتی رہی انکی بہار شمع  
خست ہو مجھ کو غروب ہو جان شمع  
ہوتی تھی سیکھی ہو میری اشکبار شمع  
ڈر ڈر کے جب بھی رطبی ہو نزد مزار شمع  
خرمقین میری جگے ہوئی جان زار شمع  
تربت ہو میری شب کو جلا گیا بلر شمع  
جلنے نہ جلنے کا ہو تجھے خست یار شمع  
پر دانے جل رہے ہیں تو ہو بقرار شمع  
پر دانے شکوہ ہوتے ہیں تجھ پر زار شمع  
باطن میں ہو یہ عابد شب زندہ دار شمع

مرنے کے بعد میری ہوئی دوستدار شمع  
غل میں رہ جینوں کی حاصل ہو ہی ہوا  
شب بھر مرے مزار پر جل جل کر جا رہی  
اگر کیا شب فراق مرا حال دلیہ - کر  
کیا کسنی بھی چیز نہ کچھ لوگ ساہز باں  
کیا سوز غم نہ ہو نکا ہو اللہ کی سپناہ  
سج ہے دن سو گور غریبان میں بیشمار  
روشن وہ کر کے گھر گئے اب کوئی بھی نہیں  
رور و کے اتنے سر کو شکستی ہے بار بار  
جلنے پنخوش نصیب ہو تو ایسی واہ وا  
ظاہر میں روشنی کے لئے جلتی ہو شفیق

مری خوب ہر آزمائی شمع یقین ہو کہ جلنا وہ خود بھول جاویں شب ہجر اونکا خیال آگیا یہ سامان مہندی لگانیکا ہے یقین ہو جلے گی ہر اک بزم میں ہوا ٹھہر جاوہ بھی آنس کوہین	ہنہین تجھ میں کچھ کج ادا کی شمع اگر دیکھے سوزِ حیرانی شمع مرے داغ دینے دکھائی شمع جلانی ہے تنے حسائی شمع تجھے مول لیگی خدائی شمع تجھے گی جواب مجھ لائی شمع
--	---

شفیق ایسا فرقت میں اندھیر تھا  
بجھی وہ جو سینے حسائی شمع

روایف عین معجزہ

گھٹ گیا شرم کے کیسا اوس کا دل کا داغ چارہ گرا چھا مہو گا ہی یہ زخم دل کا داغ پردہ پوشی ہو بھی حفظ مراتب ہو بھی چڑھ کر دیوانہ بندی پر ہی کہنے لگا زخم سب سینوں کے اچھے ہوں یہ ہوتا یقین گرمی خون سے مری چھالے پڑی ہن جاتا وصل بھی کر مولا اونکو فائدہ ممکن نہیں ہاتھ جب پھیلانے عزت میں تو دھبہ آگیا بحر غم میں موت آئی ہو گیا بیڑا تباہ زندگین تھا عدم آباد کا جانا محال وہ خانی یا تھا اپنی میرے سینوں پر رکھیں اگر میان وہ آوے دن بھول جائیگا شفیق	کیا شب فرقت میں روشن ہو ماری دکان داغ حشر تک باقی رہیگا ناوک قاتل کا داغ قیس کے دلمین رہیگا صاحب محل کا داغ جس طرح ہوگا چھڑاؤں گا مہ کامل کا داغ چارہ گر کیونکر مٹائیں گہ ماری دکان داغ ایک بھی شکل ہو مٹنا خنجر قاتل کا داغ دل پہ پڑ جاتا ہو فرقت میں ہر اک شکل کا داغ چھپ نہیں سکتا چھپائے کبھی مکان داغ دل پر اپنے لیچے ہم دامن ساحل کا داغ بعد مرنیکے مشاہد دوری منزل کا داغ پھر یقین ہوتا ہے مٹ جاوے گا یہی دکان داغ آفتاب حشر جب کہیں گامیری دکان داغ
---	--



دیکھتا ہی ہر کے گورستان کا ویرانہ چرائے  
 واہ ری بستی روشن کسی کی گر گیا  
 روشنی گھر بھرن ہوئی ہو مگر فوس ہو  
 بوہنیں ملتی ہو تا ہی تصدق بار بار  
 خوف ہو ساقی کرے گرنیکا سیکش ہو شیار  
 محبت کا ہی اثر بوجھو مٹی ہے بار بار  
 شام کو جلوسی سب آتے ہیں ملنے کے لئے  
 شام کے ہوتے ہی تاریکی مٹی اوسین کی  
 ہے لٹی سب جام ٹوٹے کسی بل جل ہو گئی

قبر پر جس دم جلا دیتا ہی جانا نہ چراغ  
 کیا جل جل کر بھجا دیتا ہی پرانہ چراغ  
 رکھتا ہی تاہیک پنا لطف کا تا چراغ  
 کس خوشی سی ہوتا ہی گھر بھر پر چراغ  
 تو اوٹھا کر ہاتھ میں رکھ کر دوسرا نہ چراغ  
 رات بھر سنتا ہی ساز و گھر کا افسانہ چراغ  
 کیسا بے دانو لے کر نیتا ہے بارانہ چراغ  
 تجھ سی روشن ہو گیا ہی میرا کاشا چراغ  
 تیرے بچھو ہی مٹی ہے نیم زندانہ چراغ

دروادو تھے سحر کی شباف نہ کرنا انکو فتن  
 سمجھ گیا اگر یہ تو گھر ہو گا سیہ خانہ چراغ

قدیر ہوا تنہا جس اکرا ہی ہو گھر گھر چراغ  
 ایسی روشن ہو ہوا گل کرنی ہو ہر شام کو  
 نام روشن ہوزمانہ میں ترار شک قمر  
 جاوے گی دستن زینت ہو ساری مال کی  
 گل اگر یہ ہو تو کسی رات ہوتی ہو سپاڑ  
 روشنی وہ ہو کہ جو وقت ضرورت کام آتی  
 راہ دکھلائے شب تاریک میں یہ وصف ہو  
 میرے گھر وہ چھپ کر آتے ہیں عدو کو دیکھے  
 روشنی گر ہو تو دشمن دیکھ تین کرات کو  
 خد میں ہو دم بخود دیوانہ شکو یہ سنا

گر نہ روشن ہوزمانہ بھر سی بدتر چراغ  
 قبر پر میری جلاتا ہی دراد لبہ چراغ  
 کیا جلا یا ہی ہماری قبر کو اوچر چراغ  
 مفلسی گر ہو تو ہے فانوس سی تہر چراغ  
 ہونہ گر روغن تو بن جاتا ہی پتھر چراغ  
 یوں جلا نیکو جلا لیتی ہیں سب اکثر چراغ  
 کیا خدا کی شان سی بنجاتا ہی ہر چراغ  
 دیکھ لے اونکو جلاؤ بیچتا ہی در چراغ  
 راستہ میں لیکے گر جائیگا نامہ ہر چراغ  
 سانس کی رفتار سی گل ہوتا ہی اکثر چراغ

دہری قنوت کینو گر کاروشن تیفیق  
قبر پر جو خاکے گل کر دیتی ہو صرصر چراغ

اونکے حاتمے ہی نظر آتا ہے ویرانہ باغ  
میرے مرنیکے اثر سے ہو عزا خانہ باغ  
جب بہار آئی بنا صورت دیوانہ باغ  
جب حسین آئیں گو ہو جائیگا شانہ باغ  
گل و بلبل کا سنا کر تا ہی افسانہ باغ  
تیرے بہار تجھتے ہیں شفا خانہ باغ  
بادہ کش رہنے لگے ہو گیا سیخانہ باغ  
اوپر ہوتا ہو فضا صورت پر وانہ باغ  
میکشون خوب ہوا صورت میخانہ باغ  
گل و بلبل کا ہمیشہ سے ہو کا شانہ باغ  
یہ سمجھتی ہے کہ ہو سبزہ بیگانہ باغ

تھا حسین کے سبب حوبہ پر ہی خانہ باغ  
گر یہ ہر وقت جو اناجین کرتے ہیں  
بلبلین دست میں خنجر نئے گریبان بھڑکا  
حکم سے رات کو شبنم کرے گوہر باری  
رات بھر دوسکی رہا کرتی ہو کیا دوسپی  
تیری تصویر میں نظر آتی ہیں ہرست یسج  
تھک ساقی کا ہو میخوار دوسنے آباد رہی  
رنگ روشن سو جو وہ شوخ اوتھا زنیو بکا  
احام لٹکا ئے ہیں شاخو مین نی زینت ہوا  
کہا سون نے کہ سر سبز رکھے اسکو خدا  
کیا حسن زمان آنکے تاراج کئے دیتی ہو

گھر میں بس بیٹھے رہو دل نہیں بھیجیگا غنچ  
وہ نہ ہونگے تو نظر آئیگا ویرانہ باغ

آج زندا مین لگائی جاتی ہو تصویر باغ  
جاہلین سکئی کہن ایسی سوئی کتھر باغ  
ہے کہن تصویر پر زان ایں وہیں تصویر باغ  
آج اس بہار پر وہیں کہ ہم تاثیر باغ  
میری آٹھ تصویریں نظر آئی گئی تصویر باغ  
ہر گل پر آج تصویر لکھواتے ہیں ہر عمر باغ

و حشیون کے واسطے ہوتی ہے یہ تیر باغ  
کہتی ہو بلبل بڑی ہو پاؤ مین زخیر باغ  
و حشیون کی اونکے کوچھ مین کوئی زندگی  
بچلا مجھ کو سچا لکھے وقت واپسین  
زور لگائی تر سے اوسکا یہ نقشا ہوا  
عہد معشوقین ہو چلکر رہیں گے باغین

کہتی ہو بلبل کسی کی سلطنت سو کم نہیں  
سر کے بھل جاتے ہیں گلشن بہار آئینہ تو  
سنے والوں نے بھی سر بھڑی ہیں اپنی چین  
کہتے ہیں دیوانہ صحر اکو چلین گو قید تے  
جب منو کی فصل آئی ہو تو گلچین نے کہا  
رات کو جب برق چکی سنے کے بلبل نے کہا  
پھول جب معشوق کو توڑی تو بلبل نے کہا

بھکو خالق نے غایت کی ہو وہ جاگیر باغ  
بادہ خوار دلتی بڑھی ہو کس قدر تو قیر باغ  
پراثر دیوانہ نے کی آج وہ نقشہ ریاغ  
رات کو دیکھی ہو بننے خواہن تصویر باغ  
بلبلوں کے دل بڑ جاتے ہیں اکثر تیر باغ  
آج بھکو قتل کر ڈالے گی تیشہ شیر باغ  
چسپن دیکھو لٹا دیتے ہیں جاگیر باغ

سب حسین کہتے ہیں یہ دیوانہ ہو کیسا شفیق  
اپنے سینے سے لگائے رہتا ہو تصویر باغ

### اروین فاء

صدمہ جان گداز ہو ایسے دیار کی طرف  
باغین عمر بھر رہی ایسا رہا او داس دل  
لاکھ زمانہ ہو برا بھلو نہیں ہے انتشار  
اوس کے مکانہ ہم گئے یار کے شوق دین  
اوس کی گلین میری خاک سہی تھی اوٹھتی  
پر دیکا انتظام ہو کوئی نہ آئے اس طرف  
گھر میں تو ہیں پڑی ہو کیا کہیں تیر سو  
اوس کو بلا کے نرم میں باتیں بھلی دس کچھ کر  
آئندہ رکھو کسانے بہروں ہی دیکھتے ہیں وہ  
ایسا جنون کا جوش ہے کچھ نہیں بھلو ہوش  
یاں بھی جنون کا خوف ہے ہوش نہیں شجاعت

سر سے کفن لپیٹ لین جانا ہو یار کی طرف  
دیکھا نہ بنے ایک دن اوسکی بہار کی طرف  
دیکھا ہو بنے گردش لیل و ناز کی طرف  
دیکھا نہ بنے اک نظر نقش و نگار کی طرف  
اوس پہ بھی آئین اندھیاں شست غبار کی طرف  
آتے ہیں بھر فاختہ میرے مزار کی طرف  
دل تو گیا ہے رات سو محفل یار کی طرف  
دیکھیں تو مسکرا کے وہ عاشق زار کی طرف  
اپنے نکہار کی طرف اپنے سنگھار کی طرف  
پاؤں ہمارے خود بخود اٹھتی ہیں خار کی طرف  
یار نے دیکھا حشر میں سینہ نکار کی طرف

میخوار بولے دیکھ کے دیوانے کی طرف  
 ساغر جنین ملا نہیں کیا دیکھتے ہیں وہ  
 نام بہار سنتی ہی ایسا اثر ہوا  
 میخوار کو جاہلیان آتی ہیں دیکھ کر  
 کیا جانے شکوہ اور کوئی حادثہ ہوا  
 عاشق جناب شیخ ہوئے انکو کیا ہوا  
 کچھ روشنی ہو شکوہ حسین ساتھ ساتھ ہیں  
 اندری کشش تری اندری جوش عشق  
 انسان رات دیکھ کے آنے لگیں ادھر  
 ایدل تجھ کو عقل ہو گیسو کے عشق میں  
 پہلے تو شمع حسن سے اوس کو جلا دیا  
 جس نے منے چھوڑ دیا شغل میکشی  
 ساقی نظر بچا کے جو دیتا ہو جام سے

جی چاہا آج آ گیا میخانے کی طرف  
 حسرت بھری نگاہ سے بیانے کی طرف  
 خود پاؤں میرے اٹھکے دیرانے کی طرف  
 کالی گھٹا اوٹھی ہوئی میخانے کی طرف  
 کچھ روشنی ہوئی تھی یہ خانے کی طرف  
 گسو اسٹے گئے تھے یہ تجانے کی طرف  
 یوں آرہی ہیں میری عز خانے کی طرف  
 جاتے ہیں ہوش اوڑھ کر صنم خانے کی طرف  
 لاکھوں بلائیں میری یہ خانے کی طرف  
 اپنے کو چھوڑے جاتا ہو بیکانہ کی طرف  
 اب دیکھتے ہیں غور سے پروانہ کی طرف  
 کیا کیا گھٹائیں اوٹھی ہیں میخانے کی طرف  
 میخوار دیکھے جاتے ہیں بیانے کی طرف

الفت میں کیا شفیق کا ایمان بھی گیا  
 کعبہ اوڑھ کیے آیا ہے بتخانے کی طرف

ماتوں نے دیکھتا تھا جو مرے دل کی طرف  
 جنے دیکھا ہو ترے رخسار کے تل کی طرف  
 اس ادا سے تنے دیکھا اپنی گھائل کی طرف  
 مرنے والا جا رہا ہو کوئی قاتل کی طرف  
 خیر سو ساقی بڑھانا جام سائل کی طرف  
 ماتوں سے ہے نظر و اماں سائل کی طرف

باتوں ہی باتوں میں پہونچا ایلو قاتل کی طرف  
 وہ نہ دیکھو گا کبھی پھر ماہ کا مل کی طرف  
 اوسے بھی انگڑائیاں لین زخم تن کا کھل گویا  
 اس قدر شوق شہادت ہو کہ ہیں رکتا ہنیر  
 ہم فقرست تیری زیم میں آج آگئے  
 دیکھئے کب بحر غم سے میرا بیڑا بار ہو

نہم میں جب وہ گویہ روئے نہ تھی سر کی  
 ضد ہو یہ جلاؤ کی کوئی نہ منہ سوا کر یہ  
 واہ سے بہنا دابر اخلاق کی حد ہو گئی  
 مرتے والا اس طرح پوچھا یہ مہم آباد کو  
 سچ بتاؤ آئندہ کیا ادا آئی لیکن  
 بے طبع سب سے اتش الفیہ کا بیڑی اثر  
 سب لہجی ملتے ہیں اسکو اتفاقاً رہ میں  
 ہاں نہ پھیلا یا تھا اویسیہ کشتن پیدا ہوئی  
 بعد میرے قتل کے الفت کا اتنا جو سن ہی  
 مشق ہو پوری مری ہر وقت دیتا ہو خدا

بچہ نہ ہر اذن نے دیکھا شمع محفل کی طرف  
 تازیانہ اوٹھتا ہو ایک ایک سہل کی طرف  
 آئے غفل میں نہ دیکھا ایک سہل کی طرف  
 مڑ کے بھی دیکھا نہ اسنے ایک نزل کی طرف  
 دیکھتے سو ہر جا اپنے مقابل کی طرف  
 بچہ مریے دلی طرف پہلے ایک دل کی طرف  
 مسکرا دیکھتے ہیں اپنی مائل کی طرف  
 حوہ کچھ دیر بنے لگا دل سے میل کی طرف  
 خدائی دھماکے بن پھینکے راں کی طرف  
 کیون نہ ہو اسطرح طبع سے پہنچ سکل کی طرف

احشر میں تل گئے بھر رنگ بڑھ بھونچ  
 بچہ قیامت آئی بچہ دیکھا مری دل کی طرف

دل گیا ہے کوچہ گیسو کے جاناں کی طرف  
 فاتحہ ہو بھی رہے محروم مدت ہو گئی  
 غمزدہ ہم وہ ہیں دیوانہ بہار کی تو آئے  
 مر گئے لاکھوں اونچین اسکی خبر ہی پائین  
 شغل تھوڑی دیر کا ہو دل سہل جانے کچھ  
 حشر میں کچھ کر رہی ہے میری درد دید نظر  
 ہے گر پوچھو اونچین کو دل بھین کو وصل  
 اوس ہی یا بلبلوں کی آہ کا پھیلا اثر  
 میدانہ ناکاؤں جو دیکھا تو حیرت آگیا

ایک مدت سو پریشان ہو پریشاں کی طرف  
 آج تک آنے سے وہ دُور غریبان کی طرف  
 آنکھ بھر کر بھی نہ دیکھیں گے گدگداتا کی طرف  
 جارہے ہیں آج جو دیوانہ زندان کی طرف  
 ہاتھ بھر دھنی نے دوڑایا گریبان کی طرف  
 ہیں خدائی بھر کی آنکھیں روتی جاناں کی طرف  
 پیار سے جو دیکھتے ہیں دشمن جان کی طرف  
 کچھ دھواں دکھلائی دیتا ہو گلستان کی طرف  
 وہ نہ دیکھیں گے کبھی دیوار زندان کی طرف

مرنے والو کی بھی تو تہذیب دنیا سوا کس  
پوری زینت کر کے آیا ہو خدا او سدا بچا ہے  
ہر گرج مجنون کی خبر سنکر سر و کلو پہنچے  
زلزلے اور آندھیلوں سے جان بچاؤ نہال  
ہیں کچھ فاطمہ بیٹاے و تہذیب تو انگریز  
دل چاہے دیوانہ کا تیرا اثر دیکھے گا کون  
تیرے دین دیوانے سمجھے ہیں کہ آئی ہو بہار

چمکے چمکے سب کے این شہر خوشان کی طرف  
پڑھ ہی ہیں سبکی نظر میں رویہ جان کی طرف  
نہا رہے ہیں آج دیوانہ بیابان کی طرف  
ہو گئیں اتنی بدایوں شام ہجران کی طرف  
ہٹاک کے و لکھ مرے دیکھ اپنی بیابان کی طرف  
اگ لگ جاؤ جو ہر سو مہلستان کی طرف  
نوندنی میں سببان کل ہو بیابان کی طرف

نہم میں تیری نہ کوئی بات ہو کچھ کہ شہنشاہ  
دیکھتا ہے کون سمجھتا ہے پرانیان کی طرف

### اروینہ

سبب کہ چہ نہیں رہا زنگر ناحق  
کہا دلے اب تک نہیں زلف دیکھی  
مراد دل ہی میں بیچن یا میں بیچن  
کسی در پہ میں مر گیا ہوں پڑا ہوں  
گہرے میں وہ دوستو تم نہ بولو  
یقین ہو کہ صحر میں جاہ درمی ہو  
مرا قتل کرنا بھی مشکل ہوا ہے  
سیحاسے سینے کہا جان بلب ہوں  
نظر پڑ گئی جسکی عاشق ہوا وہ  
کسی نے سیحاس کی صورت نہ دیکھی  
خزیدار دل سو ہے سارا زمانہ

یو میں چھب چھب ہی ملو ارناسحق  
بلاؤ نہیں ہم ہاں گر غمار ناحق  
گہرے میں مجھے خریدار ناحق  
اوٹھاتے ہیں وان سو بھر چاہا ناحق  
یو میں اولیٰ ہوتی ہو کمرار ناحق  
پشتے ہیں دامن سو غبار ناحق  
ہے آپ صاحب ستم کار ناحق  
بٹھے آپ دیتی ہیں زار ناحق  
ہے اب ایسے طرح دار ناحق  
زمانہ ہوا دسکا بیار ناحق  
گئے مصر کی آپ بازار ناحق

مقدر میں جو کچھ لکھا ہو وہ ہوگا  
اوٹھاتے ہیں غم میرا غمخوار ہا حق

شفیق ان حسینوں کی باتیں تو دیکھو  
اوٹھاتے ہیں محفل سے تلو باز ہا حق

مہیوں اونکو سناؤ نگاہِ ستارِ افاق  
جو مجھ سے پوچھو تو بیشک جنوں ہو جانِ افاق  
اسی مہینے میں دینا ہو امتحانِ فراق  
میں کہہ رہا ہوں وہ سنتی ہیں استارِ افاق  
وہ سب سن جھین دینا ہو امتحانِ فراق  
میں ایسے لطف سے کہتا ہوں استارِ افاق  
خدا کرے نہ سو وہ مری فغانِ فراق  
جورات بڑھتی ہو بڑھتی ہو دستانِ فراق  
ہمیں تو آپ نے خوب قدردانِ فراق  
مجھے بتائے کچھ حالِ امتحانِ فراق  
ہمیشہ رہتے ہیں شاداب بوستانِ فراق  
مرے مکانِ رخسار کا نام آشیانِ فراق  
ہمارے پاس اگر آئیں ہر بانِ فراق  
مجھے کچھ اچھا سمجھتے ہیں دوستانِ فراق

جو غمزدہ ہیں سین وہ مرلیاں افاق  
کہا یہ قیس نے مجھ سے کہ یہ ہو شانِ فراق  
ستم رسیدہ کی ہوتی ہو شوقِ راتوں کو  
جو اہل دل میں مری پاس آکر بیٹھے ہیں  
سوائے ضبطِ کچھ اور اس میں کام نہیں  
حسین آتے ہیں راتوں کو سنے کو اکثر  
اثر ہے ایسا کہ سن سکے غیر روتے ہیں  
جو مختصر بھی کہوں دل سے کم نہیں ہوتی  
برای کہتے ہیں فرقت کو حضرتِ ناصح  
کہا یہ قیس نے مجھ سے مری مدد کیجئے  
یہ مہینے کے کہتے ہیں بڑے تیرے روزے  
یہ انتخاب ہو عشاق کا حسینوں کا  
جو ہمہ گدزی ہے وہ سب اوصافِ تباہی  
عیانیت اونکی ہو جو حال سن آتے ہیں

شفیق آکے حسین میری گفتگو سنئے  
دکھا ہی دینا اوصافِ نہیں بنانِ فراق

انہو سروونکو پھوڑ کے دیکھ گئے بہارِ عشق  
آنکھیں نشی دیکھ کر اونکو رہا خارِ عشق

دشت میں قید خانہ میں رہو تو جو جانِ نثارِ عشق  
سایہِ غم سے کام کیا رکھتے تھے بادِ غمِ نثارِ عشق



راہ خدا میں مر گئے مر گئے کہاں پہونچ گئے  
کسے ریل و خواہ میں کسے تحیف و زارین  
تیس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ تھوڑے عرصہ کے بعد  
تیس نے سب کو یہ کہا تھا کہ اب میں نام ہے

جان جنوں تو اپنی دین اپنے کھلاؤ عشق  
اُنکھو میں سبکی خواہ میں ایسا بڑھا کر عشق  
میں بھی ہوں جان تار عشق تم بھی تار عشق  
کی ہیں بہت ترقیاں ایسا ہی کار و بار عشق

اس میں تخیق نہ کیا جا کہ اسے ضرر فقط  
مرنے لگے تو خوف کیا پہلے تھا انسا عشق

سچ پیری گئی اب خواب سوچو نیکو شفیق  
بھریاں عارض بہ آئیں خط نکل یا سپید  
زندگی بھر کو چہ گردی کی تھیں عادت ہی  
زندگیاں ایک دم خاموش رہنا تھا محال  
ہم میں جب آئے یاروں کی تو یہ کہنے لگے  
تھک گئی ہم راہ الفت میں قدم اٹھتی ہیں  
چھڑ نیکو مجھ سے خلوت میں وہ فرمانے لگے  
غیر یہ فرقت میں کتنی میں ہماری رائے ہی  
کچھ کہانی تھی تو وہ غصہ میں فرمانے لگے  
دوستوں میں لطف ملتا ہی جو ان کا بہت  
گھر میں کیوں بیکار بیٹھو جیسو میں جلو  
کتے ہیں احباب اونکو دیکھ کر موش لگیا  
خواب میں یہ کہنے لگے مجھ کو اور دیوانہ کیا  
مر گئے جب تم تو اونکا کون دیکھو گا حال  
مجھ سے کہتی ہو قناعت صابر و شاکر نہ

ختم ہے شام جوانی آنکھ تو کھولو شفیق  
اب کہاں اس منہ کو لجاؤ گسوچو تو شفیق  
قبر میں اب پاؤں پھیلاؤ ہو لیتو شفیق  
شہر خاموشاں کو اب چکر چلے جاؤ شفیق  
بعد مدت کے ملے آؤ یہاں بیٹھو شفیق  
بہت دل کہہ رہی ہو پھر دسی جاؤ شفیق  
رات آئی ہو بہت اب اپنی گھر جاؤ شفیق  
ایسے جیسے سے تو بھرتے کہہ جاؤ شفیق  
بس ہو خاموش اپنی ہوش میں آؤ شفیق  
ذکر ہوتا ہی جیسو نکا جہاں جاؤ شفیق  
عاشقو میں تم بھی اپنا نام لکھو آؤ شفیق  
پوچھتے ہیں وہ تم اپنا حال بتلاؤ شفیق  
بس لڑائی سوچکی اب آؤ مل جاؤ شفیق  
وہ بھی اکدن آئیں گے تم دکھو ہلاؤ شفیق  
مشکلین آسان ہونگی تم نہ گھبراؤ شفیق

## رولیف کا تہ عمری

<p>یہ اثر ہے بس مری تھریز تک اب مجھ کو اسید مرنے کی ہوئی کوششیں اس درجہ سب انجی ٹھہرن تجھ پہ ہم مرنے میں قاتل بنے دفا آج دیوانہ کو پورا جوش ہے دل کی خواہش بھی کمان ابرو یہی خواب تو دیکھا ہے اچھا دوستو خوش مزاج کیا تری عالم ہے یہ پڑکے میرا خط کہا اوس شوخ کی جانے ولے جائیں کہتا ہو یہ وہ اون کی ناراضی کا سو اتنا اثر ضعف کے ہاتھوں سے چلنا محال</p>	<p>بر لئے کو ہے تری تصور تک ہاتھ تو پہونچا تری تمشیر تک مجھ سے بدستنی ہے مری تقدیر تک مجھے کھنچتی ہے تری شمشیر تک ہاتھ پہونچا پاؤں کی زنجیر تک کس طرح پہونچوں تمہارے تیر تک جی نہیں سکتا ہونین تبصیر تک سکراتی ہے تری تصویر تک خیریت سو ہو دم تحریر تک بیٹھین گے عاشق مری تھریز تک بگڑی ہو مجھ سے مری تقدیر تک کون پھونچاے بت بڑیر تک</p>
---	---

قدر دان جسدن ملیگا اسے شفیق  
مال و زر کے ساتھ لے جاگیر تک

<p>ایسا ثانی ہو تو ہی تیری خود آرائی ایک ہر نفس ساتھ مرے تو ہی نظر آتا ہے تو اگر چاہے تو پھر سوش بجا ہوں اوسکے سارے عالم کو خبر ہو گئی سبحان اللہ بادشاہ ہو کہ گدا عدل اسے کہتے ہیں حشر میں ڈرتے ہیں سب غصہ تیری بندتے</p>	<p>دو جہانین ہو ترا دعویٰ کیتائی ایک ایو خدا تو ہو انیس شب تنہائی ایک ٹھو کرین کھاتا ہو ایسا تاج اسودائی ایک طور پر گریز اغش کہا کے تاشائی ایک آنے جانے کی زمانے میں ہر زیبائی ایک دو جہانین ہو خدا تیری توانائی ایک</p>
--	--

توبہ کی اپنے گناہوں سے کیا خوب شفیق  
عمر بھر میں یہ ہوئی آپ سے دانائی ایک

آنکھ لڑتے ہی پڑا دل پہ قصا کا ناوک  
موت کا کام کرے تیری جفا کا ناوک  
دل پہ بلبل کو پڑا باد صبا کا ناوک  
چارہ گرد لین ہی پورست ادا کا ناوک  
نہیں پھرتا ہی کبھی آنکے قصا کا ناوک  
دل جگر چھیدا ہی ایسی ادا کا ناوک  
ان حسینوں کا بھی ہوتا ہی بلا کا ناوک

جان لیتا ہے حسنون کی ادا کا ناوک  
دل مستاق مرا کیوں نہ جفا کار کے  
سودہ کی گلشنیں اوٹھی تھی کہ گئی ہوش و حواس  
لاکھ تو فکر کرے اس کا نکلنا ہے محال  
اُس نے جب ناک لیا پھر وہ نشانہ نہ بچا  
سر پہ گین چشم کے دُنیالہ سے اللہ بچا  
جب پڑا تیرے نظر سچ نہیں سکتا عاشق

امتحان گاہ میں اب دل نہیں کچھو کا شفیق  
تیرا فگن نے لگایا ہے بلا کا ناوک

آپ ہوا میں ذرا بیمار تک  
جاؤ نگا خود گرتا پڑتا یار تک  
تو مجھے پہونچا بیگا دلدار تک  
جس سے اوٹھ سکتی نہیں تلوار تک  
سبز ہو جائیں گے سو کھو خار تک  
تو نہ آنا انتظار یار تک  
خاک ہو کے رہ گئے کہسار تک  
بوئے سے آتی ہو بادہ خوار تک  
ہم گئے ہیں مصر کی بازار تک  
زندگی کا لطف ہو تکرار تک

اے صبا کہنا جو جانا یار تک  
وہ نہ آئے مجھ خیف و زار تک  
اضطراب دل مجھو اسید ہے  
ایسے قاتل نے کیا زخمی مجھ  
میں اثر سے لون اگر نام بہار  
موت تیری مہربانی سے یہی  
کنے اپنے حسن کی چمکائی برق  
جب پہونچتا ہے قریب میکدہ  
دوسرا متا حسین کوئی نہیں  
وہ لڑے مجھے کہا احباب نے

خود وہ آئین طالب دیا تھا  
آپ جائیں صابر اور رابر  
بائیں اس ماز میں ہمارے  
کھنچو خود سے آئینگی میں ہمارے  
گرم ہے سب سے تر ہمارے تک

یہ اثر دکھلا مجھے ایو صاب دل  
چارہ سازوں نے میا سے کہا  
سر قدم پر دیکھنے والے مرین  
دیکھ لینا دانہ ڈانگور سے  
اسے تب غم ایسی حدت ٹہر گئی

شعر سننے کا اولین بی شوق ہو  
خود وہ آئین گر شفیق زارتک

رہے گی زندگی درونہ ان تک  
یہ مجمع ہے تیری آہ و فغان تک  
جگر کے ساتھ بیتی ہو زبان تک  
جلے جاتے ہیں میر و استوان تک  
لحد کا سٹ گیا نام و نشان تک  
ابھی جانا ہو سکو آسمان تک  
کہے دیتا ہے سب راز ہنات تک  
حذا پہونچائے سکو آشیان تک  
نہ لکھے اُف زبانی امتحان تک  
ذرا ٹھہرے رہو میرے بیان تک  
مرنا ناقص رہا سب امتحان تک  
نفس کے ساتھ پیدا ہو دھواں تک  
وہ بچھین گہاری داستان تک  
اوڑا سکا کفن کی دہچھان تک

یہ کیا پوچھا جبین گرم کہا تک  
تاشائی سدھار نیگو گھر اپنے  
تعلق ایسا ہے کچھ آتش غم  
میا آتش غم کم نہ ہو سگی  
کچھ ایسے رہو دلی ٹھو کر دینے  
یہ نامے کہتے ہیں سکو نہ رو کو  
غضب ہو غیر سے وحشی کیا  
لگا لا ہو نفس سو نوچکے پر  
حمیت کہتی ہو عقلین میں غیر  
خدا کے رد و دے اہل محشر  
غضب تو نے کیا اسے موت آکر  
طیبو دل جگر سب جل رہی ہیں  
سدھارین آپ جتنو اہل دل میں  
تمھارا ایک وحشی بعد مردن

اندھیری رات میں دگی ٹرپ ہو  
 مجھے چارہ گروا تا بہت او  
 نہ سیکش کو رہیگا ہوش باقی  
 حکر کو تو ذکر دل میں در آیا  
 دکھا لا تیر دل سو سنبھلے رہے  
 تھل نہ ہمارے ہم کوروکا  
 کہ ابلبل نے گل سیاہ کھنسا  
 الہی مسکندہ کی خیر کرنا

چمک جاتی ہیں اکثر بجلیاں تک  
 جگر کا زخم بھونچا ہو کہاں تک  
 رسائی ہوگی جب پیرمغان تک  
 کیسا تیر ہو بچا ہے کہاں تک  
 ہو میں گلنار میری اونگھیاں تک  
 شکایت آگئی تھی گوزبان تک  
 یہ رونق ہو چمن کی باغبان تک  
 گیا سودا میں اب پیرمغان تک

شفیق ایسا بھی دیکھا کوئی لاغر  
 دکھائی دیتی ہیں سب پڑیاں تک

### ردیف کاف فارسی

سہ قلنارا ایسا حسینو نگارنگ  
 وہ دریا میں اوڑی ٹرپا نکس جب  
 جڑا زکڑے کھپ گئی آنکھ میں  
 وہ بانہ نکا منظر نہ بھولو نگاہیں  
 شلو کے نے اونکے غضب کر دیا  
 اوڑین ہوش عاشق کو ہر باتیں  
 اوٹھاتے ہیں منعم سمجھتے نہیں  
 بہن ہجر میں یاد آئے بہت  
 ارے دل تجھ عشق کیونکر ہوا  
 کوئی سمجھو کیا مختلف ہو مزاج

کہ بھیکا ہے جس سو گھینو نگارنگ  
 گلابی بہ آ بگ سینو نگارنگ  
 سنہرا وہ دعائی گھینو نگارنگ  
 وہ ہلکا گلابی حسینو نگارنگ  
 کھپا آنکھ میں استینو نگارنگ  
 جما ہے کچھ ایسا حسینو نگارنگ  
 کہ کم ہو رہا ہو غریب نگارنگ  
 حسینو نگارنگی باتیں سینو نگارنگ  
 نہ دیکھا نہ بجا حسینو نگارنگ  
 نرالا ہوا نہ جب سینو نگارنگ

کہا تھے دیوان تو مجھے شفیق  
بہت سخت ہوا زینو نگارنگ

آج بیدھب ہو سکا تیرے بیمار نگارنگ  
آج ساقی نے جمایا خوب سحر و نگارنگ  
بعد مدت کے جمایا اس بزم میں یار نگارنگ  
کیا سمٹ کر آگیا ان سب میں کلر و نگارنگ  
خون سے گلزار ہو جائیگا تیرا نگارنگ  
ذروں نے افشاں کے پھیکا ہو گیا تار نگارنگ  
حشر میں خالق کو بھایا ہی گنہگار نگارنگ  
خون سے گلزار ہو زندان کی دیوار نگارنگ  
کیا بہار آنیکو دھانی ہو قوار و نگارنگ  
بک گویوسف تو کیا ڈھیلہ ہو بازار نگارنگ  
جب نظر ڈالی اوڑا کیسا خریدار نگارنگ  
غیر کا کیا سہو دیکھے گا ونا دار نگارنگ

چارہ جو یونکے اوڑا جاتا ہوا خسار و نگارنگ  
نہر میں باہو سبھو کو کوئی اوڑھ سکتا نہیں  
ہم سے وہ راضی ہیں کوئی غم آسکتا نہیں  
ہیں حسینو کی آواؤ میں بہت رنگینان  
قتل گہ میں آئیں گے جلا و جسد و گھنا  
کر کے زینت آئے ہیں وہ شب کو اپنی بام پہ  
سرنگون ہیں ہاتھ باندھو مانگی ہو سب سونا  
قیدیوں کو سر بہت ٹکرائے اپنی جان ہی  
باغین تیار یاں ہوتی ہیں آئین گو حسین  
کوڑیوں کے مول ہیں سارے حسینان جان  
دل مہ کیا خیر جو کب کوئی لیتا نہیں  
حکم تیرا ہو تو اپنا خون پہا میں بدیر بیچ

بعد مرنیکے اثر اتا ہوا اوپر شفیق  
دیکھنے آئے ہیں وہ میری عزادار و نگارنگ

### اردیف لام

لگائے رہتی ہو سینے سے آشیان بلبل  
ترے قفس سو نکلنے لگا دیوان بلبل  
پھنسا لگی تجھے اک دن تری زبان بلبل  
بہت دنوں سے تڑپتی ہیں جلیان بلبل

سمجھتی ہو اسو مدت ہو اپنی جان بلبل  
سمجھ لے بڑھ گئی اب گرمی فغان بلبل  
عصب کی کہتی ہو لچپستان بلبل  
کسی طرح نہیں بچنے کا آشیان بلبل

کیا ہے آتش سوزا نکاح ضبط اس درجہ  
 قفس سو چھوٹے تو در پر قفس کو بیٹھے ہیں  
 وہ استو چلتی ہو صیاد کو اشارے پر  
 لگی ہو آگ نشیمن میں ان نہیں کرتی  
 سنا ہو جیسے کہ صیاد ہے تعاقب میں  
 چھری ہاتھ میں صیاد ہنس کر کہتا ہے  
 تمام اہل چمن دل لگا کے سنتے ہیں  
 ترے ترپنے سے جسدن قیامت آئیگی  
 قفس میں مر گیا کوئی اسیر نو شاید  
 بہار آئی ہو گلشنیں آتش گل سے  
 اسیر اپنا او سے در در دل ساتے ہیں  
 یہ وحشیوں نے کہا خوب نصیحت سنی کی

کہ اب زبا سننے نکلے لگا دھوان بلبل  
 غضب کی جا ہو کہ ہو ایسی ناتوان بلبل  
 کہ رفتہ رفتہ ہوئی ہو مزاج دان بلبل  
 عجیب صبر سے دیتی ہو امتحان بلبل  
 چمن میں کوئی بھی آیا تو پھر کہاں بلبل  
 جواں بھی نکلے تو کاٹی تری زبان بلبل  
 سحر کے وقت جو کہتی ہو داستان بلبل  
 نہ پھر زمین ہو نہ اوس روز آسمان بلبل  
 عجیب درو سے ہوتی ہو نوحہ خوان بلبل  
 یقین ہو کہ حلے تیرا اشیان بلبل  
 تمام اہل قفس کی ہو راز دان بلبل  
 ہر اہر ہے اب تیرا بوستان بلبل

شفیق کہتا ہے صیاد اوسکو کھینچنے دو  
 قفس میں آنکے پہنے گی بیڑیاں بلبل

نہ آسان ہوگی مرو دلی مشکل  
 یہ مرنے پہ منزل بہ منزل کی مشکل  
 کٹی اسطرح تیرے سبل کی مشکل  
 جب آسان ہوئی میری قاتل کی مشکل  
 بڑھی روز و شب تیری گھائل کی مشکل  
 سنے کیا کوئی جسے سبل کی مشکل  
 سنو تو سناتے ہیں ہم دلی مشکل

مسافر نے گو کاٹی منزل کی مشکل  
 مکاٹنے لحد تک لحد سو عدم تک  
 ترپے ترپے لحد تک گیا وہ  
 مرے قتل کی قتلین لاکھ ماین  
 ترپتا ہو زخموں سے ہے خون جاری  
 رکھے ہاتھ کا نو نہ اف کی صدا سی  
 عیادت کو آئے ہو دم بھر تو ٹھرو



<p>عمل سوکھی تیرے عاشق کی شکل ہوئی مر کے آسان سب دلی مشکل نہ آسان ہو ایسی سائیل کی شکل</p>	<p>ترا نام لے لیکے پہنچا جان میں تصور میں تیرے میں پہنچا جان میں جو مانگا کیا تجھ سے اک عمر یار ب</p>
<p>شفیق ایسے داوی میں دل جاتا ہو ہوئی کیونکر آسان جاہل کی شکل</p>	
<p>مجھ سے ہوا گرم بازار کا کل گہڑے لگی مجھ سے بیگاں کا کل مرے دلے رہنا خبردار کا کل جو دیکھے تجھے کوئی میخوار کا کل مرے دلے رہنا خبردار کا کل جسے ہو گیا تیرا آزار کا کل نہ انکار کا کل نہ استہار کا کل</p>	<p>مراد دل ہی تیرا خسریا کا کل خطا یہ ہوئی ہاتھ میں لگا یا مجھے بھی محبت ہی یہ وہیاں کھنا وہ خود اپنی رفتار ستانہ بھولے اکیلا ہے وہ اوسے انکار لاکھوں رہا جا کے صحرا میں یا قید میں وہ کوئی کچھ کہے عمر بھر چپ ہی رہنا</p>
<p>شفیق حسین دلو گرفتار کرنا جو دنیا میں ہو سکی سدا کا کل</p>	
<p>عجب حسن سو ہو گرفتار کا کل ہنہیں ہنسی رخ سے وفادار کا کل جو دیکھے تجھے تیرا بیاں کا کل ذرا کھولے تھوڑا رخسار کا کل ہمارے لئے ہے دل آزار کا کل جو پھیلی ہے رخ پر دھواں دھار کا کل اوتھا اپنے رخ سے شکار کا کل</p>	<p>بند ہی ایسی چوٹ میں خسریا کا کل نظر کا اوسے خوف ہو وقت نیت اوتھے اپنے بتر سے انگڑائی لیکر اشارے میں اوسکا بوسہ تولیوں کہا عاشق رخ نے منہ پر جو کبھی یہ ظاہر ہوا جامد بدلی میں آیا مجھے قتل کی وقت جلوہ تو دکھلا</p>

شفیق اس قدر دلکی اور لجن ہے بیجا  
کہ وہ خود سے اسکی طرفدار کا کل

سب سے پہلے مجھے مقتلین کا قاتل  
کم ہے تلوار سے کیا تیرا اشار قاتل  
ساری عالم میں ہو مشہور ہمارا قاتل  
سنہکے کر رہے کہیں ایک اشار قاتل  
اوسی انداز سے بھرا ایک اشار قاتل  
مینے جی بھر کے کیا خوب نظر قاتل  
آکے تربت میں بھیجے تو نے اوتارا قاتل  
جان دیدیکے تجھے مینے سنوارا قاتل

آج چمکا مری قسمت کا ستارا قاتل  
اسلحہ باندھنا بیکار ہو بالکل ظالم  
اور جان باز کوئی اوسپنہیں مسکتا  
اسی امید پر جیتی ہیں کرگیا تو قاتل  
آنکھ لڑتے ہی مرے دل کو کیا تھا بچا  
غیر کے سمت مخاطب ہوا تو قاتل  
اپنے مرنے سے بھی زائد ہو مجھ کو اسکی بیتی  
مہندی ہاتھوں میں مری خونے گلزار ہوئی

کیسی دلکش یہ صدا آئی ہو قاتل  
کسکے دھوکے میں مجھے آج بکا قاتل

مچھورو مینے مرے حسرت دار مان قاتل  
سر مرا کاٹ کے کیسا ہو پریشان قاتل  
پاؤنیں تیری اولجھ جائے نہ دامان قاتل  
تیرے ساتھ نکلتی ہو مرغبان قاتل  
آئی یہ خیر کی آواز کہ مان مان قاتل  
تیرے ناوک نے تو چھیدی ہو گرجا قاتل  
میری گردن پہ ہوا یہ ترا حسان قاتل  
اب جو دم اولجھا تو بھارٹنگی گریبان قاتل  
آگئی یاد مجھ مرگ سلیمان قاتل

مر گیا میں ترا اللہ نگہ بان قاتل  
بیٹھا ہے تیغ بکف کیا سر عریان قاتل  
قتل کرنا ہو تو گھبرا کے نہ چل مقتلین  
دکے ٹکڑے ہوئے اتنی بھی نہ کر سیر دی  
اوسنے جب ہاتھ اٹھا یا مرا سر کاٹنے کو  
اے مرے تیر فگن تیری صفائی کے نثار  
سر مرا کاٹ لیا میں بھی سکبد و سن ہوا  
قتل کے شوق کو اب تک تو چھپایا ہنسنے  
بیٹھنے کا نہ دیا اذن یوں قتل کیا

میرے دلین ہی تری تیر کا پیکان قاتل  
کیون مرے قتلین ہوتا ہو پریشان قاتل  
وٹھوڑتا پھرتا ہو خنجر مر نادان قاتل  
تیرے ہی ہاتھ رہا قتل کا میدان قاتل  
دڑہ دڑہ ہوا ایک ایک سیا بان قاتل  
اب تو خود بن گیا ہو میرا گر سیا بان قاتل

وٹھوڑتا پھرتا ہے قتلین کہاں پائیکا  
جانتا ہی نہیں سیدھی ہو کہ اولیٰ ہو چھری  
رکھ کے قتلین کہیں بھول گیا یا وہیں  
اور دنیا کے حسین جان مری لیتو تھے  
تیرے وحشی نے قدم دشمن رکھا جبے  
تنگی دست جنوں ہو مرے لپٹا ہو گلے

سر مرا کاٹ کے خالق کا کیا سجدہ شفیق  
میری تقدیر سے میرا ہے مسلمان قاتل

### اردیف میم

جھومتے نخلین کو ساقی تیرے میخانے سے ہم  
تو گڑتا ہے تو باز آئے قسم کھانے سے ہم  
خوب رسوا ہو گوسا تیرو بہکانے سے ہم  
ہوشین آئے ہیں اپنی سبزو آنے سے ہم  
جب لڑاتے ہیں فطر ساقی کو پیانے سے ہم  
خوب ہی مشاق ہونگوں بر جھپیان کھانے سے ہم  
کس قدر خوش ہو رہی ہیں موت کے آنے سے ہم  
کہتے ہیں ڈرتے ہیں بجلی کو چک جانے سے ہم  
ہجرین ڈرتے ہیں اپنی گھر پر مرجانے سے ہم  
ہو گئے بیتاب دلین آگ لگ جانے سے ہم  
تھوڑی سی دیدیں گے تم کو اپنی پیانے سے ہم  
حشر بھی آیا نہ اٹھے تیرے میخانے سے ہم

ہو گئے نچور ایسے ایک پیمانے سے ہم  
سر پہ تیرے ہاتھ رکھا تھا صداقت کو لئے  
ایدل نادان تو نے عشقین مارا اہمین  
اے خیال یار بہوشی میں یہ احسان ہو  
شوق اسکا نام ہو آنکھوں میں آتا ہو سرور  
لوک مڑگان دلین جلتی زخم ڈالی ہیں دم  
ہو تبسم لب پہ اپنا دسکے کوچہ میں تو میں  
دیکھا جب برسات میں جھکے تو آنکھیں بند کر  
چاہتے ہیں موت بھی آئے تو اس کے دیر پہ  
الند داسے ضبط اب سوز نہاں کھلنے کو ہی  
شج سے کہتا ہے ساقی نکو پیانا ہو اگر  
دو جہانین تھا تزلزل ہم یو میں پتو رہے

سنکے وہ کہتے ہیں کیا عشاء کو عشاء آگے  
 رہ روونکی ٹھوکر بن کھاتے ہوئے مدت ہوئی  
 اس ادا سے آج نکلے آئے خانے سے ہم  
 مر کے اب اوشخیں گر ظالم تیرے کاشاؤں سے

بعد مدت کے در زندان پہ آئے ہیں تفتیق  
 ہو گئے مجبور زائد دل کو گھبرانے سے ہم

پھر جنوں کے جو شمیم جاؤ لگو کہسار تم  
 حضرت یوسف کی حالت دوسری ہو جاگی  
 کہتے ہیں احباب میری سنکے وہ خوب ہیں  
 وصل میں سمجھو نگاہیں آرام سے سو رہو  
 یہ نزاکت کا بہانہ ہو ہمارے قتل میں  
 یاں بہت پازیب کی جھنکار سی مردی اوٹھے  
 آج میخانہ میں تھوڑی دیر کو بے تخلیہ  
 اب مرے سر پر کوئی کیا تازہ آفت آئیگی  
 پھول سب کھلنے لگے بلبل بھی سو نغمہ سرا  
 آج جان بازو نکاح قتل گمہ میں بہت  
 تیرے چھید و انھیں بر بھی سو یا گھائل کرو  
 مجھ کو بھی بھر کا کے اوسکی بزم میں تم کو  
 میں جو بنوٹ سے سہنا ساقی نہ تجھ سے کیا  
 وہ ہی باتو نہیں گزرجا ئیگی میری زندگی  
 ہو یقین عشاق بھی کافر نظر آئے لگین  
 تم جو خوش ہو لطف سے کشتی ہو میری زندگی  
 شکلیں جتنی ہیں وہ آسان کرو گیا شفیق

کیوں زمانے بھر میں ہوتے ہو ذلیل خواہم  
 دیکھ لینا جا کے اکدن مصر کی بازار تم  
 وہ مسیحا لے زمان میں صاحب آزار تم  
 پیار سے رکھ دو مرے رخسار پر خیار تم  
 خود گردا دیتے موابے ہاتھ سے تلوار تم  
 اب قیامت میں دکھانا شوخی رفتار تم  
 کار ساقی ہم کر بن بن جاؤ بادہ خوار تم  
 زخما لے تن مرے ہوتے ہو کیوں خونبار تم  
 مجھے گر پوچھو تو بس ہونیت گلزار تم  
 ہاتھ میں تلوار لو بیٹھے ہو کیوں بیکار تم  
 ہو مرے قلب جگر کے مالک محنت آ رہم  
 جانتا ہوں حضرت دل موٹری مکار تم  
 ایک ہی سا غریب ایسے ہو گویا ستر شاہم  
 میں کروں اصرار تبنا اتنا ہی انکار تم  
 چاروں گرد بھی پہنے رہو زنا رہم  
 موت میری آگئی محسوس ہوئے بیزار تم  
 سرا دٹھاؤ فکر سے بیٹھے ہو کیوں ناچار تم

پھر بھی سینے سے لگائے ہوں کہ ہر دل ہدم  
 قتل کی وقت ہوا خنجر قاتل ہدم  
 مدّتوں بعد ملا مجھے یہ شکل ہدم  
 تیرے کان کو سمجھ لے مرے گھائل ہدم  
 پھر بھی تجھے نہ کئی عشق کی منزل ہدم  
 بیٹھ پہلو میں مرے آ مرے سائل ہدم  
 قید میں جو رہی طوق و سلاسل ہدم  
 تجھے چھوٹیکا پھلکا کوچہ قاتل ہدم  
 میں کی وقت بھی تجھے ہوا غافل ہدم  
 شکر صد شکر رہا میرے مقابل ہدم  
 تجھ کو میں دیکھوں اوٹھا پردہ محل ہدم  
 مجھ کو قسمت سی ملا حور شامل ہدم  
 تجھے کچھ کہنا ہو اگر ور مجھے مل ہدم  
 میرا دم نکلا ہوئی ساری ہی محفل ہدم  
 ہر مجھے اسکی خوشی ہو مرا قابل ہدم  
 حشر تک میرا ربا دامن ساعل ہدم  
 بعد دت کی چھٹا مجھے مراد دل ہدم

خوب میں جانتا ہوں ہی مر اسبل ہدم  
 سینے سے حال کہا اسکو گھے لپٹا یا  
 قید گیسو سے چھٹا آیا ہے گھبرا یا ہوا  
 حال دل اس کو کہو یہ میرے قاتل ہوا  
 رہ افیت میں مری دل تجھ کو گردش ہی  
 و لگو تو مانگتا ہو جان بھی میری لے لے  
 کوئی تکلیف ہوئی مجھے یہ لپٹو ہی رہی  
 مجھ کو سمجھاتا ہے بیکار سمجھ اے ناصح  
 قید زلفوں میں ہوا دل تجھ کو یاد رصا  
 غور جب دلیں کیا آیا خیال جانان  
 قیس لیلے سے یہ کہتا تھا برجان ہو تو  
 نقشہ محبوب کا دلے مرے لپٹا ہی یا  
 زلف کو چھو رہنہن دل جو ترا جی چاہی  
 نبرم میں اسکی سستی غیر تھے اب روتہا ہن  
 کوچہ زلف کی افتادین سمجھتا ہے دل  
 بحر افیت میں مجھ کو قبر کی جا اسوی دی  
 عشق میں اس کو بیٹھا ہوا روتا ہونین

دل بھی کیا مجھ کو ملا ہی مری تم کو شفیق  
 جب حسین دیکھ لیا ہو گیا اسبل ہدم

رویف نون

دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں نے پہان گھوٹ

صور تین اچھی جناب آسانایاں گھوٹ

عاقلوں کی کوششیں اوس حل پہ حیران ہو گئیں  
 باد پہ ہما وہ ہون جب تھک کر مین گرنے لگا  
 جب بہا آئی گلوں پر عشق اسکا نام ہے  
 میرے مرثیہ خیزین یہ اثر سید اہوا  
 عاشق و معشوق کا ہوتا ہی آخر ایک حال  
 اوسکی تصویر تیا لے کے کرشمے دیکھ کر  
 آئینہ دیکھا ہو سینے جب مجھ کو طاہر ہوا  
 اینہن جو نقشار ہا بھر وہ نکلنے کا نہیں  
 دیکھنے والے بھی ظالم روئے سب دیکھ کر  
 ہر بن موسے مرے اُف اف کی آتی ہو صدا  
 ایک میرے دم سے آبادی ہو ساری شہر کی  
 اے حسیناں جہاں تم سے شکایت کچھ نہیں  
 آپکے کوچے سے میت میری پھنکوا ئی گئی  
 وہ سنوارا کرتے تھے جنکو مجھ کو تھا جکا عشق  
 عشق کے دیوانوں کا ہر روز بدلتا ہی مزاج  
 دیکھے اس دیوانگی میں ہنسی کیا کیا انقلاب  
 یہ تر پنے سے ہوا حاصل انھیں غیظ آگیا  
 نا تو اتنی بھی مری کس درجہ مستحکم ہوئی  
 تر چھی نظروں سے اشار کو دل ہو کینا لگے  
 دیکھ ظالم ایسی ہوتی ہو محبت کی نظر  
 مار ڈالا ہی نہیں اوسٹا کو اخلاق نے

کونسی جاہو جہا پزیر و حین بہان ہو گئیں  
 حسرتیں بڑھ کر مری حد بیا بان ہو گئیں  
 حسرتیں تھیل کی قربان گلستان ہو گئیں  
 صحبتیں کی صحبتیں اکدم میں ویران ہو گئیں  
 میرادل اور یار کی زلفیں پریشان ہو گئیں  
 دل بھی حیران حسرتیں بھی لگی حیران ہو گئیں  
 حالیتیں وحشت میں کیا تیری گریبان ہو گئیں  
 پتلیاں آنکھوں میں مہری شکل زندان ہو گئیں  
 جب تری آنکھیں مری میت پہ گریبان ہو گئیں  
 حسرتیں پوری تری آہ سوزان ہو گئیں  
 جان نکلی جسم سے ویران گلیاں ہو گئیں  
 سب ادائیں دلکی برباد کیا سامان ہو گئیں  
 بڑھکے بے سالیان آخر کو سامان ہو گئیں  
 میرے لاشے پر وہی زلفیں پریشان ہو گئیں  
 کین جو باتیں آج وہ کل خواب نسیان ہو گئیں  
 بستیان لاکھوں ہی عالم میں بیابان ہو گئیں  
 کچھ زیادہ سختیاں ای اہل زندان ہو گئیں  
 حسرتیں سب جسم میں تار رک جان ہو گئیں  
 پر چھپان ہو نیکو تھیں گھٹکر مڑکان ہو گئیں  
 اک اشار میں تری آنکھیں شہان ہو گئیں  
 حسرتیں لگی شفیق اب چاک دمان ہو گئیں

صرف آنسو بہ چکے خونبار آنکھیں ہو گئیں  
 قتل پر میرے تری تیار آنکھیں ہو گئیں  
 ہجر میں بیفائدہ رونے سے یہ حاصل ہوا  
 دشمنوں نے بھی شکایت کا نہیں موقع ملا  
 ایک دیکھا تھا حسین پھر دوسرا دیکھا نہیں  
 مثل موسیٰ غش ہیں آجادی پھر جان جائے  
 اد کو صدمہ بخایہ اد کو حال پر روتی رہیں  
 اس قدر مشق تصور کی ہو اؤ کی دید میں  
 ہجر میں اک روز مجھے ملے وہ کہنے لگے  
 دیکھ کر اد کو فقط دل سے کہا اور چپ ہیں  
 ہجر میں یہ کون آکر کہہ گیا بے خواب میں  
 یہ قفس میں حال دیکھا ہے وقت واپس  
 آنسو بہا رہیں جب دیکھا نظر نیچی رہی  
 حال پر میرے یہ روتی ہی رہی ہیں عمر بھر

وہی دن کے رونے سے بکا آنکھیں ہو گئیں  
 تیرے نظریں بن گئیں سرفار آنکھیں ہو گئیں  
 سبکی نظر و عین ذلیل و خوار آنکھیں ہو گئیں  
 کچھ مروت آگئی جب چار آنکھیں ہو گئیں  
 تجربہ کچھ ہو گیا مشیاری آنکھیں ہو گئیں  
 اب ہماری طالب دیدار آنکھیں ہو گئیں  
 دل جگر کے ساتھ میں بہا رہا آنکھیں ہو گئیں  
 اب تو مثل روزن دیوار آنکھیں ہو گئیں  
 اس قدر جاگے ہو تم گلزار آنکھیں ہو گئیں  
 راز امت کی امانت دار آنکھیں ہو گئیں  
 رونے والے کیا تجھے دشوار آنکھیں ہو گئیں  
 بلبلوں کی جانب گلزار آنکھیں ہو گئیں  
 اب ہماری شکل سی میزبان آنکھیں ہو گئیں  
 اوسکی فرقت میں سری غنچہ آنکھیں ہو گئیں

بعد مدت کے ادھر آنا ہوا ہوا سے شفیق  
 میکہ کو دیکھ کر سرشار آنکھیں ہو گئیں

اب تڑپنے کی بھی طاقت تری سبب نہیں  
 جو صفت تجھ میں ہو وہ تیری مقابل نہیں  
 کوئی ہو وہ اد اوج مرے قاتل میں نہیں  
 جو کرے آہ و فغان وہ تری گھائل نہیں  
 اب کسی بات کا ارمان مرے دل میں نہیں

خون بھی نام کو جلا دمرے دل میں نہیں  
 آنسو دیکھ کے خاموش ہوا کیوں ایسا  
 میری نظر دین میں دنیا کو حسیناں جان  
 آ کے مقتلین یہ ظالم نے کہا غصہ سے  
 کہے یہ موت سے کل مر گیا مرے والا



پہلی منزل میں جو ہے دوسری منزل میں نہیں  
ہو سنا اتنا بھی میا ترے غافل میں نہیں  
کو لسی بات ہو جو ہجر کی مشکل میں نہیں  
آپ ہی لکھے کہ وصبا مہ کامل میں نہیں  
مسا جانبا ز کوئی آپ کی محفل میں نہیں  
گو کہ دیوانہ ترا قید سلاسل میں نہیں

راہ الفت میں مصیبت ہو ہوئی دیوانہ  
آخری وقت ہو منہ قبلہ کی جانب کرے  
ناصحا مجھ کو زمانہ کی نہ حالت دکھلا  
آج رخسار کا تل کیوں ہو مٹا یا جاتا  
حکم ہو گر تو چھری اپنے گلے پر پھیریں  
ور زندان کو نہ توڑا نہ گیا زندان کو

جو کہ مصنف ہیں وہ کہتے ہیں کہ کیا شفیق  
جو صفت اس میں ہے وہ دوسری جا میں نہیں

کہتا ہو مجھ سے درد دل اٹھو نگاہ میں ہزار  
مرنے کے بعد قید میں رہا پڑا مزار میں  
مرنے کے بعد یہ ہوا آگ لگی مزار میں  
میں نے جب آہ گرم کی آگ لگی دیار میں  
عمر یوں گزرتی تیرے ہی انتظار میں  
نار مرے لباس کے لپٹے ہیں نوک خار میں  
وہ ہی لہو کی بوند تھی بس مرحوم زار میں  
میں تو ادھر کا نام لون دل بھی اختیار میں  
وہ بھی میں انتظار میں میں بھی انتظار میں  
آتش غم شریک ہو میری لہو کی دہار میں  
اپنی زبان کو دیکھ تو وہ بھی ہو اختیار میں

ضبط مری مدد کر بیٹھا ہوں بزم ناز میں  
زندگی ایسی چیز تھی پھرتے تھے ہر دیار میں  
آتش غم کا کچھ اثر دلیں ماری رہ گیا  
میرا ٹھکانا ہو کہاں میں بھی ہوں ایسا دل جلا  
اپنے ہی گھر میں میں رہا جانب و نظر ہی  
اقربا آگے وشت میں اتنا نشان پائینگے  
جس کو ملا یا خاک میں لفظ اس کا نام تھا  
مجھ کو نہ تم برا کہو یا رو خدا خدا کرو  
سب کو کر گیا قتل وہ غیر بلائے جاتے ہیں  
چھینٹ کسی پر گزرتی ہے اک لاف وہ ہٹ گیا  
میرا یہ دل ہو ناصحا اس کا ٹرپنا کام ہے

قیس کو اس نے خط دیا اتنا تہ تبا دیا  
اوس کا شفیق نام ہو رہا ہو کو ہزار

قیامت ہو کہ وہ ناقص ہمارا دل بھٹی ہو  
یہ تجھے کہنے میری پاؤں کوئی قاتل کو  
غرض یہ تھی کہ وہ مازن ہوں و لکھو چھوڑتے  
وہ مجھ سے لیکے خود اپنی کلچو سے لگا دی ہوں  
عجب دیوانے اونکے ہوں چلو جانے ہوں صحر کو  
نہ اپنی شکل دکھلائی کسی کو ہم ہوئے رسوا  
کہا یہ قس نے مشق تصور بڑی گئی ایسی  
یہ کہنے نزم میں میری طرف سے پھیراں نکھین  
جو وہ تجھے کہیں پھر حدی تو اپنی گزر جا  
ارسی ساقی نہ ساغر کو نہ مری کو پھینکا ہرگز  
کہیں بھی وہ رہیں لیکن مرنے تیری ہی دیر  
بتائیں کیا تھیں ناصح ہم او سکا نام کہہ کر  
ابھی گوشہ نشینی ہی چلو جائیں گے صحر کو  
وہ کہتے ہیں کہ دیوانگی باتیں میں بہت چھٹی  
تھکے وہ راہ الفت میں کہ اب تو اٹھ رہیں کتھو  
ابھی جلاؤ کم سن ہیں بنایا اگر کوئی تو وہ  
سیاہی دیکھنے میں ہو دگر نہ ایسا روشن ہو  
میرا ہوا بھلا ہو دلمیں جو ہو دیکھ لینا تو  
طلب کرتے ہی او سکول دیا اور جان بھی دی

اوسے گھائل نہیں کرتے جسو بسمل بھٹی ہو  
ہم ایسی راہ کو اب آخری منزل سمجھتے ہیں  
تری سبیزان ہم خنجر قاتل سمجھتے ہیں  
خوشی یہ ہو وہ میرے دل کو اپنا دل سمجھتے ہیں  
نہ یہ رحمت سمجھتے ہیں یہ شک سمجھتے ہیں  
جناب دل بہت ہم آپ کو عاقل سمجھتے ہیں  
ہم اپنے غور کو خود صاحب محل سمجھتے ہیں  
نہیں ہم دیکھتے او سکوجسے بدل سمجھتے ہیں  
بتائیں کیا تجھے جو کچھ ترے ماٹل سمجھتے ہیں  
ترے میخوار اسکو اپنی آب و گل سمجھتے ہیں  
ترے پنے کا ٹھکانا سب تری بسمل سمجھتے ہیں  
جو مالک جانکا ہو ہم او سیکا دل سمجھتے ہیں  
ہم اپنی پاؤں کو سردم سر منزل سمجھتے ہیں  
ہمیں الفت ہو او سکوروں مقفل سمجھتے ہیں  
ہماری پاؤں چلی کیا دوری منزل سمجھتے ہیں  
لگائے جاتے ہیں ناوک و سکول سمجھتے ہیں  
ترے رخسار کے تل کو ہم کا مل سمجھتے ہیں  
ہم اپنے دل کو تیری نذر کے قابل سمجھتے ہیں  
اوسے مثل بہت ہو جو اسی شکل سمجھتے ہیں

شفیق ایسا جہاں کی گردشوں تو قدر والا  
جہاں دو دوست مل پھر اوں مقفل سمجھتے ہیں

ہو کے بے بس نا تو انی نور انگزار میں  
 حشر آیا زلزلے پیدا ہوئے کہسار میں  
 جب شباب آیا تو دنیا کے کرشمے آگے  
 دوستوں کو تھوڑا دھیت کا مری تنا خیال  
 جی میں آتا ہی کہ بے سمجھ لگاؤ میں گئے  
 شوق ہو اوسکو دل عاشق پر قبضہ کر دین  
 خوش نصیبی اوس میں کی حشر تک یار بے ہی  
 میکہ یسے شیخ نکلے یہ کہو نگا میں ضرور  
 عشق سے اور حسن و رونق زمانہ بھر کی بھتی  
 پیر تو جلا دے کھینچا مگر غش آگیا  
 دو گھڑی کے واسطے تم آنکر بھیجھو اگر  
 اسکو کہتے ہیں اثر میں لیا نام ہمار  
 دل یہ کہتا ہی رہا ہی حشر تک ممکن نہیں  
 قتل کرتا تھا مجھو جلا و مفتون ہو گیا  
 سامنے عزیزوں کے لڑتا ہی ذرا اتنا سمجھ  
 یاد رکھنا غیر کے کہنے میں تم آئے اگر

سوئے تن ایک ایک دلچھا ہی مرا ہر خا میں  
 طول اتنا چاہتے ہے انتظار یار میں  
 شوخیان پیدا ہوئیں کیا کیا مزاج پائیں  
 پھینک دی سیت ادھاکر کو چہ دلدار میں  
 ایسی دلکش آب ہو قاتل تری تلوار میں  
 زلف کی صورت سے بل ٹپنے لگے تلوار میں  
 ہو ہوئی ہی صرف میرے یار کی رفتار میں  
 آج میں نے فرق دیکھا خوبی رفتار میں  
 لب گلو یوسف تو خاک اڑنے لگی بازار میں  
 خون جب تازہ نظر آیا لب سفار میں  
 مدقون خوش بو رو کی تبر سہار میں  
 جب ہی کچھ پیری نظر آئی تو سوکھے خار میں  
 ایسے کچھ پھنسی پڑی میں گیسو و خمار میں  
 اپنی ہی صورت نظر آئی اوسی تلوار میں  
 راز کھلتا ہی اری نادان یوہن تکرار میں  
 ایک دن یہ بیچ لین گو مصر کی بازار میں

قصہ الفت کا دوسرا پہلے اچھا شیخ

دربیل ہا دھاکا تو پھر رونا پڑیگا چار میں

بکلی تڑپ رہی ہی مرے آشیانے میں  
 تو آج ہی نفس میں تو کل آشیانے میں  
 مجھے چل چل ہی مرے آشیانے میں

دشمن بھی غمگسار بنے ہیں زمانے میں  
 بلبل نہ ایک طور سے گزری زمانے میں  
 بلبل یہ کہہ رہی ہی بھرون کیون زمانے میں

شہرت ہو لطف خندہ گل کی زمانے میں  
ایسا خزانہ دور ہو اپنے زمانے میں  
تاوار میری طرح ہو بلبل زمانے میں  
دل کہہ رہا ہو خوش شہر انگور و کیچک  
جوڑا ہی تیرا اگر تو کمان ایک دم نہ کھینچ  
اک لفظ کن سو دو نو جہان خلق کردو  
سنے کو لوگ آنے لگے ہر مذاق کے  
سجدہ کیا ہو گبر و مسلمان نے بار بار  
دم توڑین کیون نہ رشک سو دیوانہ کی  
ہو تازہ بات بعد مر و خوش ہو سلاخی خلق  
سب رشک مہر حسن چھپایا کرین مگر  
اے دوستو وہاں سے سنا نا او بھینڑ  
عیار تیری بات کو ہم کیا سمجھ سکیں  
اپنے سر و نہک پھوڑ کے دیوانے مر گئے  
یہ تھیں مجھ سے خواب میں کہتا ہے آنکھ

بلبل نے دی ہو برق کر جا آسنا نہ میں  
بلبل کا ایک پہ بھی نہیں آشیانے میں  
خبر خار و خس کچھ اور نہیں آشیانے میں  
مے مثل خم بھری ہو ہر اک دانے دانے میں  
دل تمام لون کہ فرش نہ آئے نشانے میں  
کیا دخل ہو کسیکا ترے کارخانے میں  
دنیا کی ساری باتیں ہیں میری فسانے میں  
کیا طلسم ہو یہ ترے آستانے میں  
حب تاز لطف ٹوٹ کر رہ جائے شانے میں  
مرنگی آج عید ہوئی ہو زمانے میں  
پھیلی ہوئی ہو روشنی انکی زمانے میں  
جس جا وفا کا ذکر ہے میرے فسانے میں  
پوشیدہ تلو فریب ہیں اک اک بہانے میں  
وجہے لہو کے باقی ہو قید خانے میں  
باند ہو کے بیچر ہا قید خانے میں

کوئی رئیس بھی نہ رہا قدردان شفیق

خالق نے ہم کو خلق کیا کس زمانے میں

یہ ہے اعجاز باطلہ نے رکھا تیر چکی میں  
ہمارے دن کی پوری بن گئی قصہ چکی میں  
فلم کیا تھا اوس دم کاتب تقدیر چکی میں  
چسکا کلابی چھٹسا آتش گیر چکی میں

کبھی جاتی ہے جان عاشق دگیر چکی میں  
کلی گل کی جو کھلائی ہوئی طالع نے مل ڈالی  
کھسا جو کچھ ہے تو نے وہ پڑھا جانا نہیں مجھے  
چھڑانا زخم سوزان ہی ہو بجا اوس بجا کو

کہ ہن آفتاب کے دہریا کی چرخ چرخ کی میں  
اوٹھا کر لایا ہی ظالم پر سچ چٹکی میں  
مراد اس دہا کی وہ خوش تدبیر چٹکی میں  
جو تھا کاغذ کا پرزہ اک دم تحریر چٹکی میں  
نزاکت کو سبب تھمتی نہیں ز سحر چٹکی میں  
ہمارے خون کی ہو جائیگی تو قہر چٹکی میں  
وہ اک ناخن دبائے ہی دم تلک سیر چٹکی میں

دکھاؤں تجھ کو گر ترے ستارے جھللائیے  
طرپتا صید افکن لے اوسے چھوڑا ہی صحر اس  
نہ کچھ منہ سے کہا اوٹھوں تو ٹھنڈی بھی نہیں دتا  
اگر اری وصل کی شب پر صحر اس کو واہ رقیقت  
اگر قمار سلاسل کو لے جاتا ہے وہ ظالم  
نکا لاسی تری سینہ سے پیکان صاف بھی کر لے  
ہمارے ذریعہ ہوئے نئے سامان تو ہیں

شفیق اچھا میں سمجھا خط کسی گھر کو لکھتی ہو  
جو اک خامہ گلابی ہی دم تحریر چٹکی میں

کہ کچھ بوٹا سی بھی سیار و نین ہمارے بیٹے ہیں  
کیلئے نرم میں تھامی ہوئے میخاڑ بیٹے ہیں  
اوٹھ اس محفل سیان سطلاب دیر بیٹے ہیں  
عجب صورت سی تری طالب دیر بیٹے ہیں  
غضب ہر آپ کیون کھنچی ہوئی تلوار بیٹے ہیں  
کسی سے سن لیا ہی آج وہ ہزار بیٹے ہیں  
یہاں ہی نزع کا سنگام وہ ہزار بیٹے ہیں  
سنبھل کر جان نیک کے لئے بیمار بیٹے ہیں  
تاشہ دیکھنے والے سردیوار بیٹے ہیں  
وہاں بوجھار جاتی ہی جہاں میخاڑ بیٹے ہیں  
سناہو آج شغل ہو سے وہ شرار بیٹے ہیں  
وہیں برابر برسای جہاں میخاڑ بیٹے ہیں

سیا یہ سمجھ کر بچلے ہی شیار بیٹے ہیں  
سنی ہو آمد ساقی تو کیا سرشار بیٹے ہیں  
حمیت کہتی ہی پاس ہی تصویر خیالی رکھ  
زمانہ ہو گیا در پر ملک جھپکا نہیں سکتے  
ہمارے قتل کو ہی جنبش ابرو فقط کافی  
قدم اوٹھتے نہیں کوچو میں اس کی دل ہلتا ہی  
منائے کون اونکو کیا گردن طرفہ تردد ہی  
سیجا کو جو دیکھا ایسی طاقت آگئی سب میں  
ہماری لاش کے ہمراہ مجمع ہے سینو لگا  
تری رحمت ہی بار ب میکہ کے گوشہ گوشہ میں  
چلو صحبت میں اونکی کچھ اشاریہ کہواوئے  
تری رحمت کو یارب بار ہاتھ بھی دیکھا

نہ میں ہوں اور نہ میرا دل کریں جو رکھو  
پر کھتے ہیں حسین سو دیکو زویدہ کا ہونے  
ہمیں اب بزم میں بھی دیکھنا اوکا مشاغل  
جو میری غلیبتیں کرتے تھے اونسے روز آکر  
کہا نکا سامنا اب جان بچنا سخت مشکل ہے  
تری محفل کا اے ساقی یہ ہو قاعدہ بھایا  
رکائے تیرا دل سیدھے ظالم کیا قیامت ہے

وہ میری قبر پر آئے بھی تو بیکار بیٹھے ہیں  
ولوں کے پیچھے والے سر بازار بیٹھے ہیں  
عدو آگے سپاؤں کی صورت دیوار بیٹھے ہیں  
اب ادنیٰ بزم میں وہ ہی دلیل و خوار بیٹھے ہیں  
وہ میرے نام پر بیٹھے ہرے تلوار بیٹھے ہیں  
کہیں بیہوش بیٹھے ہیں کہیں شہاوت بیٹھے ہیں  
ہمارے دلپاب سو فار پر سو فار بیٹھے ہیں

لحد پر فاتحہ پڑھتے نہیں گوسب نے سمجھایا  
شفیق آگے ہیں لیکن ورپے آزاد بیٹھے ہیں

گئے دریا بہ اپنا عکس ڈالتے پانی میں  
پڑا جب تیر کیا جوش تھا خون کی روانی میں  
اگر زباؤں دیکھیں او کی بھی آنکھیں کھپ جا  
یہ اچھی بات ہے عالم میں دونوں ہوئی شہرت  
عجب ناواقف الفت ہیں ایسی راہ چلتے ہیں  
یہ کیسا جام تھا پیتے ہی جسکے میں ہوا نفل  
کہی گور غریبان تیرے زلمیں ہوئیں قبرین  
ترا جانباڑ صادق یہ سمجھ کر جان دیتا ہے  
عجب انداز سے میرے گلے پر رکھ کر چلتا ہے  
انہ اپنی کہہ سکا زویر کی سن سکا عاشق  
گئے کبھی حسیناں جان کے ساتھ پیتے تھے  
خدا ہی جانتا ہے جو مری دل پر گذرتی ہے

ادائیں ہر طرح کی زیب ہیں نکو جوانی میں  
یہ وہ سمجھو کہ جسے زخم کھایا ہو جوانی میں  
عضب کا رنگ ہے ساقی شراب رغبتی میں  
تمھاری بد زبانی میں ہماری میزبانی میں  
پڑی افتاد کچھ ایسی کہ موت آئی جوانی میں  
دیا ساقی مجھے تو نے ملا کر زہر پانی میں  
قیامت کا اثر آیا مرے عم کی کہانی میں  
رہا جیتا تو فرق آئیگا عمر جاودانی میں  
تری رفتار کا ہے طو خسر کی روانی میں  
نہیں معلوم کیا آفت تھی مرگ ناگہانی میں  
مزہ تھا بادہ خوار کیا ہماری نوجوانی میں  
کہا سینے نہ کچھ منہ سے سر لے امتحانی میں



تصور میں ترے ابرو کے دلیر زخم کاری ہو  
شب غم اپنی آہ نارسا سے خوف ہو مجھ کو  
کہاں یہ کاٹ ہو جلا دینے صفحہ ہانی میں  
کہیں یہ بھی نہ مل جائے بلائے آسانی میں

شفیق احباب سو اپنی تعجب ہی یہ کہتا ہے  
کچھ ایسا حادثہ گذرا کہ مردہ ہیں جونی میں

جو خاص طور گردش چشم بتان کے ہیں  
یہ بلبلونہ ظلم و ستم باغبان کے ہیں  
ہم اپنا حال لکھنے کو دفتر کھانے لائیں  
دنیا و آخرت کو ہیں دعا کو سب خیال  
آئے لحد میں اب کوئی کھٹکا نہیں رہا  
ہو مشق ضبط آہ ابھی سو تو خوب ہے  
جسے سنا وہ تھام کے دلو توڑ پ گیا  
لاشے پہ میرے آکے وہ کہتے ہیں ناز سے  
اسمیں شگون بدیہ نہ ای باغبان جلا  
اعضات نام حشر میں دیگے مجھے جواب  
چارہ گرو یہ دلہہ عنایت سے غیر کی  
جنگو قبور سمجھے ہوئے ہیں جہانکے لوگ  
چارہ گرو نے جانے کیا کو دی خبر  
اک نام غیر جسکے لفافہ پر سے رقم

انداز وہ جفا میں کہاں آسمان کے ہیں  
انبار میں پر و نکلے تو طوہیر استخوان کے ہیں  
کچھ ہیں ورق زمین کو کچھ آسمان کے ہیں  
مختوڑی پہانکے ذکر میں تھوڑی وہاں کے ہیں  
در وازی خوب بند مہار می مکان کے ہیں  
اب دن بہت قریب مری امتحان کے ہیں  
کلرے اثر بھرے وہ مری داستان کے ہیں  
یہ تبتاؤ آج ارادو کہاں کے ہیں  
تنکے گرے ہوئے جو مری آشیان کے ہیں  
کہنے کو سب عزیز مری جسم و جان کے ہیں  
ناسور سب پڑے ہوئے تیغ زبان کے ہیں  
یہ سب زمین پہ نقش قدم رنگان کے ہیں  
حالات سب خراب ترے ناتوان کے ہیں  
اوس خط میں جاچند مرے راز دان کے ہیں

ارو کو لکھنؤ میں کیا صاف سے شفیق  
شہرے جہان بھر میں تمھاری زبان کو ہیں

جسکو دیکھا آج ہنسے کل وہ آزاری نہیں  
عشق سے بدتر کوئی دنیا میں بیماری نہیں



جس پہنے جان دی اوسکو برائے کہہا  
 دلفر و شون نے بتنگ آکر کہ لکھا ہو اویکو خط  
 لیکے انگڑائی ابھی اوٹھے ہیں فرس خواجہ  
 رک کے وہ ملتو ہیں عاشق سوا سائیں کہن ہیں  
 واہ اوی قاتل لگایا باندہ پہچا جان کر  
 سو نکچہ اہل قفس یہ سب کسب بایوس ہیں  
 و لکو چھو نہیں مرے نادان نہ اتنا خوف کھا  
 چارہ گر یہ کہے میرے پاس سو سب اوٹھ گوی  
 ہاتھ میں مھندی لگا کر آئے سوم میں مری  
 مر گیا میں لاش پر میری وہ یہ کہنے گے  
 سر کٹے یا دل ہوز حنی میں لگا دنگا گٹھے  
 جا کے عاشق کو ذرا غسل رکھن دیو آئے  
 چارہ گر کہتے ہیں یہ ناسور کیونکر سو گیا  
 ہاتھ سے اپنے گلے کو کاٹا ہے کیا حال  
 مر گیا قید سلاسل میں گرفتار بلا  
 بچنے والوں نے خبر اپنے پہلو پر رکھے  
 دفن میں ہونے لگا وہ سننے کے یہ کہنے گے  
 حشر میں تربت پر میری آکے چپکے سے کہا  
 اس سے مہلت ہو تو ہم کچھ کام دنیا کا کریں

ناصح مشفق ہماری یہ تو عنواری نہیں  
 ایک مدت ہو گئی دلی جزیریاری نہیں  
 بات وہ سن لین کسی کی بھی یہ سیداری نہیں  
 اور بھی معشوق ہیں او میں یہ خود داری نہیں  
 زخم دل ایسا ہو جس سو خون نگ جاری نہیں  
 چپوٹ جائیں جس سو ہم ایسی گرفتاری نہیں  
 یہ لہو کی بوند ہے آتش کی سنگاری نہیں  
 جس سو صحت ہو کبھی ایسی یہ بیماری نہیں  
 یہ زمانہ میں کہیں دیکھی عزاری نہیں  
 کیا زمانہ ہے کہ عاشق میں وفاداری نہیں  
 تیغ قاتل تجھے میری جان کچھ سیاری نہیں  
 راستے میں لاش ہو اور کوئی تیاری نہیں  
 دیکھنے میں تو جگر کا زخم کچھ بیماری نہیں  
 قصد مرنے کا کیا پھر کوئی دشواری نہیں  
 حشر میں بھی ہو رہا ایسی گرفتاری نہیں  
 سننے کے وہ کہنے گے دلی حسرتیاری نہیں  
 منہ چھپا کے جانا یہ رسم وفاداری نہیں  
 آج سے آرام کر سہنگام بیداری نہیں  
 فکر کے ہاتھوں میں دم بھر کی بیکاری نہیں

جس پہ اپنا ہو بھروسہ کیا گلا افسوس و شقیق  
 دوست نے دھوکا دیا یہ کوئی ہشیاری نہیں

زمانہ میں ہیں ناقدردان سرباد کرتے ہیں  
 برا جب وقت آتا ہی خدا کو یاد کرتے ہیں  
 کبھی اہل قفس جب تشگل یاد کرتے ہیں  
 ہزاروں درد میں مضطرب نہ ناشاد کرتے ہیں  
 مجھے مارا مٹا یا قبر کو اللہ ری حیرت سی  
 مری میت اوٹھا کر وہ عجب انداز سے بولے  
 ہمارے قتل کا جب وقت آیا ہو گیا ظاہر  
 تمنا ہی یہ صیاد و کو بھر چھٹ کر یہ اونگے  
 قدم در سے نہ نکلا اور لاکھوں ہو گئے گھائل  
 تصدق جان کرنی ہی ہیں اس سو ہی بتابی  
 تمھارے مرنیوالے جان ہی دید کو جاتے ہیں  
 بہا راتے ہی سودائی یہ سب سنسکرتے ہیں  
 ترپنے سے تری اچھا پھر اس کچھ میں جلی ہیں  
 زیادہ حسن ہو بونہی محبت صاف آتی ہے  
 اسیران قفس کتنے ہیں کیا صیاد و ظالم ہیں  
 یہ کوشش ہے کہ تصویر خیالی افوی کھج جائے  
 اثر یہ ہے کہ سننے والے سب دل تھام لیتے ہیں  
 سنا ہی روز آرائش ہو اگر تری ہی حبب چھٹکر  
 لیا کرتے ہیں قبل از وقت جان عاشق شیدا  
 گئے ہیں بیت و نیز لاؤ ہیں نزدیک تر نشہ  
 گو ہیں دل جگر دونوں میں ہی بخود دی لسی

کوئی سنسا نہیں گولا لکھ ہم فریاد کرتے ہیں  
 جو ٹہرتے ہیں تونکے ظلم ہم فریاد کرتے ہیں  
 پر و غین آگ لگ جاتی ہے یون فریاد کرتے ہیں  
 چمک جب لہیں ہوتی ہے تو بھر فریاد کرتے ہیں  
 متعین سوچو کسی پر اس طرح بیدار کرتے ہیں  
 ہم ایسے ہیں کہ ایسے وقت میں مژد کرتے ہیں  
 سنا کرتے تہ سیدادی بہت جلا د کرتے ہیں  
 قفس میں جو ترپتا ہو ادوی آزاد کرتے ہیں  
 ستم کی شق گھر میں بیٹھ کر جلا د کرتے ہیں  
 کوئی دیکھ آئے جا کو کیا ستم ایجاد کرتے ہیں  
 نئی دنیا تمھارے نام کی آباد کرتے ہیں  
 اب اس کوچہ سے اوٹھ کر دشت کو آباد کرتے ہیں  
 ترا ہم آخری کہنا دل ناشاد کرتے ہیں  
 کسی پر ظلم جب کرتے ہیں سکو یاد کرتے ہیں  
 کہ جو ہیں ذبح کو قابل دھین ادا کرتے ہیں  
 تصور اپنے دلمین مانی و ہزار کرتے ہیں  
 ترے وحشی کا جسد مذکرہ جلا د کرتے ہیں  
 قیامت ہی ادائیں اور وہ ایجاد کرتے ہیں  
 قصائے کام کیا ہو گا جواب جلا د کرتے ہیں  
 علاج عشق شیریں حضرت فریاد کرتے ہیں  
 کسی کو بھول جاتے ہیں کسی کو یاد کرتے ہیں

<p>کہا اہل نفس نے چھوٹنا اور قید کیا ہے تھکین لے کر دیا جو کہہ میں اسکی شکایت کیا عجب وحشی تھا رہو کہ اونکی پاس ہی ہر دم دیا یہ حکم اسکی قبر بھی پامال کر ڈالو</p>	<p>پر وئے نوچنے کا قصدا صیاد کرتے ہیں جو تم فریاد سنتی ہو تو ہم فریاد کرتے ہیں سنا کرتا ہی جو کچھ مشورے قصدا کرتے ہیں نشان اوسکا نہیں رکھتے جسے برباد کرتے ہیں</p>
--	--

یہ فخر قوم ہیں جاو علیخان صاحب عزت  
شفیق اوسمین ترقی ہو جو کام لیا دیکھتے ہیں

<p>صحت ہوئی مریض کو پھر چارہ گر کہاں جورات بڑھتی جاتی ہی دل تجھ سے کہتا ہے الفت میں گھس رہی میں رخ و گیسوی نکلا ہوں کیا ظلم مجھ پر کرتا ہی غصہ کو اپنے روک میرا عدم کا قصد ہی اور کوئے مار کا رستے میں موت آگئی سب راز کھل گیا الفت کی راہ میں ہی نہیں خوف جانکا غربت میں موت آئی مسافر کو ہی غضب</p>	<p>وہ واقعات ہستی میں پیش نظر کہاں جو ہوش فراق بھراو سکی سہر کہاں اب دیکھی کہ ہوتی ہی شام و سحر کہاں صیاد اب میں جاؤ نگاہے بال پر کہاں لیجا لگا مجھے مراد و جسگر کہاں نامہ ہمارا لیکے گیا نامہ سہر کہاں اوجانے والے جاتا ہی اب تو ادھر کہاں سب دس ہی چھتے ہیں کہ تیرا گھر کہاں</p>
---	--

کیا تفرقہ ہی عشق کے ہاتھوں ہی شفیق  
دل کس جگہ ہی اور ہمارا جگر کہاں

<p>ہے عجب طور کی وحشت تری دیوانے ہیں آئے تربت پہ مری فاتحہ پڑھ کر بولے میری میت کو لئے پھرتے ہیں وحشی ہر سو نہ تو میکش نہ صراحی نہ پلانے والا کوچہ یار میں ایدل نہ مجھے لیجانا</p>	<p>دل بہلتا ہی نہ بستی میں نہ دیرانے میں مرنے والے تجھی کیا مل گیا مر جانے میں کہتے ہیں قبر بنے گی کہیں دیرانے میں اک مری مرنے سے خاک اڑتی ہی تھانے میں جانکا خوف ہی کبخت اودھر جانے میں</p>
--	--

<p>لذت عشق بھرنی ہو مے انساے میں          سیر تو خوب ہوئی قیس کے یار نے میں          سارے حجت کی سند ہو تری پالے میں          آئے ہیں کیسے فرزند تری سچا نے میں          کھل گیا راز مرا اپنے میں بیگانے میں</p>	<p>اس دل مٹی ہی جاتے ہیں مراقصہ علم          کوئی گوشہ نر یا دشت کا۔ ہمسے باقی          سافیا میں تری قربان مجھے بھی دینا          سا قیاس ترے دل تیری کراست دیھی          نامہ بر بھی مر مر کے کہاں بھوکا ہے</p>
--	---

دشمنوں نے تو رہی خوب ہی ہشیار قیس  
 دھوکے ہر روز اوٹھایا کنو یار نے میں

<p>اب دروہور ہاؤ دل تیرا میں          تار نفس ملا ہو گیا سنے تار میں          ہو زور تیر کا نگہ پشیم سار میں          گلزار تازہ بھول ہیں ابکی ہزار میں          میں بھی ہوں دل بھی سب میں وختیا میں          اوتھے ہیں سوئے آنکھ صبر کی خار میں          ناسور پڑ گئے ہیں دل دندار میں          ہوتی ہی عشق ذکر و احساں دیا میں          مدت کو عداک لگی پھر مزار میں</p>	<p>یہ حال ہو سچ ترے انتظار میں          دست جنوں ذرا اسی توجہ کا کام ہے          جسد اوٹھائی آنکھ تو دل کر دیا فکا          دیوانہ سر کو بھڑک رہا ہے بار بار          ہو مجھے بدسلوک کہ ظالم سلوک کر          بہزاد کھینچی ہے تو تصویر کھینچ لے          کہتے ہیں چارہ ساز کہ جتنا محال ہے          سچ ہے کہ مجھے راز محبت نہ چھپ سکا          پڑھنے کو آئے ہیں دل سوز انکا فاسخ</p>
--	--

وہ بھی شفیق لیکے دیکے خیال سے  
 جو بوند تھی لہو کی مے جسم زار میں

<p>وہ میری طرف پس حداد دیکھ رہے ہیں          ہم آپ کو بیکار خفا دیکھ رہے ہیں          ہم اپنی ہی قسمت کا لکھا دیکھ رہے ہیں</p>	<p>آہ تار برے روز جزا دیکھ رہے ہیں          معلوم ہوا موت کو دن آئے ہماری          مطالب نہ شکایت سوزہ شکوہ و غرض ہے</p>
--	--

ہم یار کے نقش کف پاؤں دیکھ رہے ہیں  
وہ آئینہ میں ناز و ادا دیکھ رہے ہیں  
ہم آکھو پاسد وفا دیکھ رہے ہیں  
رحمت کو تری ہمسے گدا دیکھ رہے ہیں  
ہم آئینہ دل کی جلا دیکھ رہے ہیں  
اب دوستوں کو اہل دغا دیکھ رہے ہیں

کہہ دینا بگو لوں نے نہ اب خاک اور نہیں  
عشاق کی اب خیر نہیں دلوں سنبھالیں  
وہ آکے جنازے پر مرے کتے ہیں ہنکار  
سنگم پہ غایت پو تری مالک مختار  
آنکھوں نے جسے دیکھا وہ نقشہ اتر آیا  
گذرا وہ زمانہ جو تھے احباب وفادار

بچنا ہی شفیق آج تمھارا نہیں ممکن  
ہم درو جگر میں بھی سوادیکھ رہے ہیں

سجدہ کا نشان ماتھے پہ قرآن بغل میں  
رند و ننگے رہا کرتا ہے ایمان بغل میں  
بیٹھا ہو کوئی صاحب ارمان بغل میں  
سب اپنا چھپائے ہوئے سامان بغل میں  
بیٹھے گا کوئی کیا کسی دیران بغل میں  
ہر وقت اوٹھا کرتے ہیں طوفان بغل میں  
بیٹھو تو کبھی آکے محبان بغل میں  
بوتل تو رہی ہاتھ میں ایسا بغل میں  
بیٹھے تو کوئی آنکھ نادان بغل میں  
سلم بن دبا ہے ہوئے قرآن بغل میں

نہ اہر کے یوہن رہتا ہی ایمان بغل میں  
اے شیخ کسی بات کو جسے نہیں کہنا  
زینت کا تختین لطف مریجان جب آئے  
یوں دلوں سنبھالے ہوئے اوسں دسویں آٹھ  
دل ہی نہیں پہلو میں کہ امید ہو جس سے  
اغیار سے پہلو کبھی خالی نہیں اونکا  
سب دلوں تختین حال سنائیں گو ہم اپنا  
تعلیم یہ رند و نگو دیا کرتا ہے ساقی  
دل کہتا ہی اوس وقت ہمیں لطف ملیگا  
رمضان میں کیا ہوتی ہی اسلام کی عزت

نے دل ہو نہ معشوق شفیق آج یہ کیا ہی

عشرت کا نہیں کوئی بھی سامان بغل میں

کیا بتائیں تختین کس بات کو ہم دیکھتے ہیں

شب کو تلو مرتبہ تصویر صبر دیکھتے ہیں

لاغر لکامری باور نہ سینوں کو ہوا  
پوچھتا کیا ہے مسیحا کہ احبا او سکے  
سچ تو یہ بات ہی ہوتا ہی بہت شرمندہ  
میرے قاتل کا زمانہ نہیں ہی ایسا شہرہ  
حضرت شیخ تعجب کی نظر کرتے ہیں  
شوق مرزا جنہیں ہی وہ ترے دیوانہ  
زندگی بھر مجھے غیروں کا کیا شہ زندہ  
آنیکو تو نے کہا ہلکے قسین ہوتا ہے  
حضرت شیخ کا کامل ہوا اس درجہ جنال  
پہلی ہی رات ہی فرقت کی بھلا روتے کیا  
شام بھی ہو گئی بس ختم کرو اور ایش

لیکے میت مری ایسا ایک قدم دیکھتے ہیں  
تیرے بیمار کا ادھر ٹھہرا ہوا دم دیکھتے ہیں  
غیر کی سمت کو ہم تم جو ہر دم دیکھتے ہیں  
آکے جلا و بہت مشق ستم دیکھتے ہیں  
جب گنہگار پہ خالق کا کرم دیکھتے ہیں  
ماہ نو میں تری تلوار کا خسم دیکھتے ہیں  
بعد مر نیلے مرا جاہ و شہ دیکھتے ہیں  
ابھی رات بھی ہم تیری تسم دیکھتے ہیں  
اپنے گھر بیچ کے وہ سیرام دیکھتے ہیں  
آزما نیلے تھیں دیدہ نم دیکھتے ہیں  
سننے میں رات کو آئندہ بھی کم دیکھتے ہیں

سپنس کے وہ کہتے ہیں فرقتیں جیتا ہی شفیق  
مہو ہر روز اسے کشیدہ غم دیکھتے ہیں

کبھی فکر معیشت میں کبھی گیسو کی برف میں  
کوئی دنیا میں مجھ کو قتل کر سکتا نہیں قاتل  
خزا کا نام سنتی ہی یہ کھکر مر گئی بلبل  
تیرا دیوانہ وقت دفن چلے چکے کہتا ہی  
مری جلا دے کہنا کہ یہ بیا دگا راو سکی  
وہ آئے ہیں خبر کچھ بھی نہیں فرقت کو مارا  
ترے دیوانے یہ آپس میں باتیں کرتے جا ہیں  
کیا دریافت ظاہر ہو گیا سب باز پوشیدہ

ہماری زندگی کٹ جائیگی الجھن ہی الجھن میں  
تری تلوار کے خطا پر چکے ہیں میری گردن میں  
خدا محفوظ رکھے اب اوڑھی خاک گلشن میں  
یہ کیوں ہے کو ڈھیلے رکھ دی تھوڑا کر زمین  
اوسے رہی دی بھجیہ گر بھری جو خون ہو زمین  
بڑا بہوش ہی مسرور ہی فرمایا شیون میں  
کر نیلے عشق زلفوں کا رہیں گو قید آہن میں  
ولجائی اسید وصل ہی یوسف کے واسن میں



<p>یقین ہو آتش غم سے لگے گی آگ مہن میں وہ جاوین طور پر ہم جباری ہنشت امین نہ گھبراہٹ میں آرام ہو گیسوئے ہر فن میں یہ رنجہ جسدہ میں اوسقد میں از جلیں میں جو گذری ہر میں سو وہ چھوٹی میں خاں میں بب سے اندر ہوتی ہو مہنای و بہت شہن میں مجھے یہ خوف ہو گیسو ادھو جبار میں خوش میں</p>	<p>اثر فرقت کا بعد مرگ بھی آسان بابا قی تجلی دیکھ لیں جیتے رہیں یا جانے گزرتے ہماری خواب میں آیا ہو دل ہنسنے کی کہتا ہے یہ جو آنکھوں کو دیکھا ہو امانت دار میں ملی مرے احباب سب بہتہ مجھ کو غفلت تو ہیں اوجھن رنجت ہو مجھے غریب میں پائے میں وہ سر کو رکھو باز و برتری غفلت سے سو میں</p>
--	---

ہوئی مدت کہ شغل میکشی سے کر چکے تو بہ  
شفیق اب کیا ہمیں اونچو گھسا گھسا روز

<p>کچھ کی ہو در میں ایسا ہمارا دل کہاں اب تڑپ کر جا بیگا میرا دل بسمل کہاں کس کی کاٹ کر جاتا ہو تو قابل کہاں زندہ رہ سکتا ہو میری ہاتھ کا گھلا کہاں ہم کہاں رہ گئے اور دامن ساحل کہاں حضرت دل وہ اوٹھائی آئے مشکل کہاں اجکل اہل عدم کی گرم ہو محفل کہاں تفرقہ ایسا پڑا لیلے کہاں محل کہاں</p>	<p>چارہ گر مشکل جو سمجھ میں وہ مشکل کہاں نامہ ہر کہنا کہ سینے میں حکمہ تھوڑی ہی ہے خونے فواروں کو بڑھ کر کیا جلا دے ناز سے کہتا ہو ظالم چارہ گر سمجھے میں وائے ناکامی کہ ہو بھر غم میں موت آئی پاؤں کہتے ہیں جو ہر دشت میں تکلیف تھی شوق مر گیا ہو جنگو تو چھپی لیتو ہیں وہ موت کیا پر وہ نشینوں کی خلل انداز ہے</p>
---	--

فیض صحبت ہو شفیق زار یہ احباب کا  
شکر کہنے کے سمجھنے کے ہو تم قابل کہاں

<p>کچھ بھول جاوین یا ہر کچھ بھول ہوں جہن میں بلبل کی موت آئی اجڑی ہوے جہن میں</p>	<p>انصاف میرا دیکھا گلچین اس سخن میں جاتے ہوئے عدم کو آئی خزان وطن میں</p>
---	--



تلوار او سکی جگو جانباز جان دیدین  
 ہے یادگار دینی رہنہ دے اسکو ظالم  
 راحت کا اور غم کا افسانہ پورا ہے  
 آتا ہے جو عدم سے میں آؤں سو چھتا ہوں  
 ہوں محروم کا عاشق ہو قبر میں تختی  
 کاٹا گلے کو میرے تسخیر ہو ایک باقی  
 قاتل نے امتحان میں زخمی کیا ہو کشت  
 جو کچھ ہے مجھ کو کہنا شاید نہ کہے تو  
 القدر سے سوز فرقت اسکا کہاں ٹھکانا

ما فرق آنہ جائے ظالم کے بائیں میں  
 جو خون بھر گیا ہے سب غار کے دین میں  
 کچھ او سکی جان میں کچھ میری بھین میں  
 اتنا بتاؤ مجھ کو ہی خبریت وطن میں  
 ہے صبح کی سفیدی گویا میری کفن میں  
 رکنا نہ شیخ قاتل فرق آگیا چلن میں  
 یہ راز کھل نہ جاؤ پوشیدہ ہوں کفن میں  
 رکھ دوں زبان اپنی قاصد تری دہن میں  
 کرتے ہیں آہ جتنی لگتی ہے آگ بن میں

عزت شفیق تیری احباب کر رہے ہیں  
 باقی ہر قدر اتنی جان شاعر کفن میں

تذکرے ہو تم میں یہ روز جفا کار و غنم  
 خود ہی آتے ہی ہنسن اور یہ دیجا دین حکم  
 سب چل جاتے ہیں یہ کہتے ہو سوے ارم  
 کاٹ شیخ نگہ یار کا سب سے ہے جدا  
 بزم ساقی میں ہم اس طرح بسر کرتے ہیں  
 حضرت شیخ سے کہدے کوئی ہشیار بہین  
 آج وہ رشک قمر بام پر آیا ہے ضرور  
 بوسے گل ساتھ صبا کے پتے پھٹنے پائے  
 پہنچیں گرد و نہ پہاوت کی گواہی کیلئے  
 سر مرا کاٹ کر دیکھا کیا قاتل بھی شفیق

جان اب نام کو باقی ہو دل افکار و غنم  
 ملک الموت نہ آؤ مری ہشیار و غنم  
 تیری رحمت سے یہ قوت ہو گنہگار و غنم  
 ایک تلوار ہو یہ سیکڑوں تلوار و غنم  
 ست ستون میں ہن ہشیار ہن ہشیار و غنم  
 تذکرے رات کو کچھ ہوتے ہیں میخوار و غنم  
 روشنی کم نظر آتی ہے مجھے تار و غنم  
 ایسی صورت ہو کوئی باغلی دیوار و غنم  
 حشر کے روز بھی ہل چل ہو گنہگار و غنم  
 سیراپی ہو مرے خون کے فوار و غنم

آج جو رد ظلم مجھ پر میر جان کوئی نہیں  
 قتل گہ میں مجھ کو حسرت میر جان کوئی نہیں  
 نبض میری دیکھ کے وہ حکم دیتے گئے  
 راہ الفت میں لٹا کرتے ہیں اکثر قافلے  
 وقت زینت آئینہ سے منہ دے وہ کہتے گئے  
 سب طبابو چھتے ہیں میری بیماریا حال  
 کر دیا صحرانشین اے عشق تیرا مہو بھلا  
 بات کرتے کرتے کیا معلوم تم کیا کہہ گئے  
 سننے کے وہ کہنے لگے عشاق بھی کیا چیز ہیں  
 اسکی حرکت سو تزلزل میں دو عالم آگئے  
 او سپہم شاگرد میں قسمت سو نہیں کر تو گلا  
 اتنی مدت قید میں گزری کہ سبھے بے ہیں  
 زندگی بھر جو کسی نے کہہ دیا سنو تو سے  
 ناصحا کیا پوچھتا ہو کیا بتاؤ نہیں تجھے  
 اقربا احباب وقت جاگنی سب ادھ گئے  
 او سکی خاموشی سے چارہ گر کو ظاہر ہو گیا

زندگی بیکار ہو جب امتحان کوئی نہیں  
 غیر جب آئے کہ باقی امتحان کوئی نہیں  
 اسکا دل پہلا دلیسا ناتوان کوئی نہیں  
 ہو غضب تک معین کا روان کوئی نہیں  
 جیسا تو ہو ایسا میرا راز دان کوئی نہیں  
 یہ مرض ایسا ہو جسکا راز دان کوئی نہیں  
 اوس جگہ پر موت آئی ہو جان کوئی نہیں  
 ہو گیا ظاہر کہ تمسا بد زبان کوئی نہیں  
 دل جگر گھائل میں سینو پر نشان کوئی نہیں  
 اب جو دل تیرا باز میں و آسمان کوئی نہیں  
 اب شکایت تجھے جو آسمان کوئی نہیں  
 مہربان کا ذکر کیا نامہربان کوئی نہیں  
 دل یہ کہتا ہو کہ ہمسایہ زماں کوئی نہیں  
 راز ہی ایسا ہو جسکا راز دان کوئی نہیں  
 اب خوشی سو آئین وہ اسوقت یاں کوئی نہیں  
 اب سو امر نیکی عرض ناتوان کوئی نہیں

سننے سنتے ایک مدت ہو گئی سبکو شفیق

کیا کہیں فریادیں پر و جان کوئی نہیں

جو اہل دل ہیں اونے قصہ جاتا کہتے ہیں  
 یہاں تم شوق سو بند نصیحت کر لے آنا  
 یقین ہوتا نہیں الفت کا ہرگز سارے عالم  
 جگر تھا سے میں سب ہم عشق کا افسانہ کہتے ہیں  
 مگر دعا عطر سمجھ لیا اسے میخانہ کہتے ہیں  
 ہوا عشق میں کامل سو دیوانہ کہتے ہیں

جو اہل دل ہیں اونے قصہ جاتا کہتے ہیں  
 یہاں تم شوق سو بند نصیحت کر لے آنا  
 یقین ہوتا نہیں الفت کا ہرگز سارے عالم  
 جگر تھا سے میں سب ہم عشق کا افسانہ کہتے ہیں  
 مگر دعا عطر سمجھ لیا اسے میخانہ کہتے ہیں  
 ہوا عشق میں کامل سو دیوانہ کہتے ہیں

فلک کے جوڑے اون لوگوں کو صحرانوردی  
مصدبت یہ ہوا با حباب ہو تکلیف دہنی ہو  
اشکایت ہو فقط دلکی ہنیں ہو اچکا شکوہ  
گل و بلبل سنا کرتے ہیں اکثر کیسی حیرت ہو  
جہان پر بیٹھے تنہا نہیں یہ اکثر اثر دیکھا  
اونٹھائے میرے دل ہی سو ستم برف نہ کی مٹی

جو واقف بھی نہ تھی اُناسے ویرانہ کہتے ہیں  
کہا اگر حال دل اونے تو وہ افسانہ کہتے ہیں  
بلا کر آپ خود سن لیں جو ہم افسانہ کہتے ہیں  
چمن میں جا کے جب ہم عشق کا افسانہ کہتے ہیں  
زمین ملتی ہو جب ہم عشق کا افسانہ کہتے ہیں  
زمانے میں اسی کو بہت مروانہ کہتے ہیں

شفیق ابو مزین خوب ہوتی ہو سر اپنی  
سنا کرتے ہیں وہ ہم عشق کا افسانہ کہتے ہیں

گئے خاک کیا اوس کا دل نہیں میں  
خزان نے کیا آکے پامال ایسا  
مجھے مر کے سب راز کہنا پڑیگا  
جو دنیا میں آکر عدم کو سدھاری  
کہا گل نے کس کا خیال اس کو آیا  
الہی کہاں جائیں گے اور وحشی  
جلاد دل زبان ہو کہا میں نے آتش  
مرے پاؤں جکڑی ہیں ایسے کہ توبہ  
ہزاروں ہی سر تیغ قاتل نے کاٹے  
عدم جائینگے سب ڈرائی میں گلیاں  
وہ کہتے ہیں خلوت میں مجھے بتاؤ  
میں بعد مرنیکے ناسور دل کے  
شفیق آپ پھر لکھو سے نہ جاتے

جو ہر وقت رہتا ہو رنج و محن میں  
بہ گل ہیں چمن میں نہ بلبل چمن میں  
زبان رک رہی ہو بھی سو دہن میں  
مہی ہو اچھے ہیں چال اور چلن میں  
کچھ افسردہ بیٹھی ہو بلبل چمن میں  
مری آہ سے آگ لگتی ہے بن میں  
اثر سے لگی آگ سارے بدن میں  
جو پھوڑی تو جھپکن گویا درسن میں  
مگر فرق آیا نہ کچھ باقی میں  
سہم کر چھپایا ہو منہ کو کفن میں  
لیا نام مئے مرا احسن میں  
لہو کے نشان جا بجا ہیں کفن میں  
فراغت کی صورت جو ہوتی وطن میں

# روایتِ دواؤ

پھر بھی ڈر ہو کہ کوئی گوشش برآواز نہ ہو  
 نوئی ہمراہ نہ ہو یا دُن کی آواز نہ ہو  
 اوسکا انجام ہو کہ ابسکا لچا آواز نہ ہو  
 غیر ممکن ہو کہ وہ صاحبِ اعجاب نہ ہو  
 موت، تجھن بھی کہیں یار کا انداز نہ ہو  
 سچو کچھ تو سہی آ پنا جانباں نہ ہو  
 کیا وہ محفلِ ہر جان سوز نہ ہو ساز نہ ہو  
 دہیان آیا کہ طبیعتِ ہرین ناساز نہ ہو  
 تجسسا و نیامین کوئی تنہا نہ ہو پرہیز نہ ہو  
 کیا کریں وہ کہ جنھیں طاقت پر واز نہ ہو  
 حق بجانب ہو ہر اک بات یہ کیوں ساز نہ ہو  
 سوخ لیجے کہیں اوس باتن کچھ راز نہ ہو  
 موت اوسکی ہو جسے یاد بھی پر واز نہ ہو

بات وہ دل ہو کبھی حسیان کوئی راز نہ ہو  
 آپ تشریف جلا لیں تو عیان راز نہ ہو  
 چارہ گر کہتے ہیں تم حال تو کہتے ہی نہیں  
 سنتا ہوں یار کو دعائی سیجانی ہے  
 تو نے آئی کو کہا وقت نہیں بتلایا  
 ہو گیا تزلزل کوئی اور کسی کوچہ میں  
 مجھ کو خاموش جو دیکھا تو وہ کہہ کر اٹھ کر  
 آ پکو دیر ہوئی آنے میں دل گھبرا  
 ورد دل تو بھی اٹھا وہ بھی اٹھو پہلو سے  
 قہر سے چھوٹ کر مجبور دہن بیٹھ رہے  
 سب حسیان ہر سان کہتے ہیں تجھ کو لچھا  
 کہہ گیا آکا دیوانہ جو چلتے چلتے  
 بعد مدت کے قفسِ ہی ہو نکلنا بیس کار

میں محفل میں جو دیکھا تو وہ گھبرا شفیق  
 سمجھے ظاہر کہیں تو گونہ کوئی راز نہ ہو

ہاتھ میں اپنے ذرا خیر اٹھا کر دیکھ لو  
 میرے دکھ اپنے سینے سے لگا کر دیکھ لو  
 قتل ہم ہو جائیں گے آنکھیں ملا کر دیکھ لو  
 اپنے ہاتھ میں ذرا مہندی لگا کر دیکھ لو  
 قلیں کی تصویر کو مجھے ملا کر دیکھ لو

امتحان کرو ہمارا آزار کر دیکھ لو  
 عمر بھر کار از بشتیہ کہہ دے گا بھی  
 پورا جلا دیکھنا تجھ کو سکھائے گا بھی  
 سب شہیدانِ وفا میں شہر آئیگا بھی  
 وہ تھا لاغر تھکے پیرا لاغری اوس سے

سانے عیسیٰ ہنوں لیکن یہ مجھ کو غریب  
پھر تو تم گھبراؤ گے اپنا اچھا مقام کر  
نامہ برخط دیکے کہنا اونسکی حالت نہ ہوا  
غش نہ آجائے تعین ای جا رہا کہ سبھل ہو

حشر ہو جائیگا تم مردہ جلا کر دیکھ لو  
اپنی محفل سے ذرا بھگاؤ اور دیکھ لو  
گر نہ باور ہو تو کہنا آپ آکر دیکھ لو  
زخم دل میرا ذرا چھاپنا کہ دیکھ لو

شوق جلا دیکھا اوں کو ہے تو کہتا ہے شوق  
میں ابھی مر جاؤں گا تم مسکرا کر دیکھ لو

رفتہ رفتہ عرش پر پہنچے ہو شان لکھنؤ  
یہ دعائیں کر رہی ہیں ساکنان لکھنؤ  
آگے شاعر کہہ چکے ہیں اسکی برباد حال  
اپنے دلوں تمام لین سب جھنڈا مل درہن  
مستحق و آتش و تاسخ کی کیا طرف  
گو میں جاہل ہوں مگر یہ بھی خدا کا فضل ہو  
سنے والوں کے نہ قابو میں رہیں قلوب کبر  
بعد مر نیکی بھی ہونگے اس میں ہن و ن  
عاشق و محشوق کی صورت لپٹ جاتے ہیں  
آپ اپنی حال پر روتا ہوا ایسے دروس  
شہر کی اب دوسری صورت نظر آئے گی  
اس قدر بیباک نے اپنی ظلم و جور سے

ملتی چلتی ہے فرشتوں سے زبان لکھنؤ  
حشر تک یا رب رہی نام و نشان لکھنؤ  
ہمے بھی سن لیجئے ستھوڑا بیان لکھنؤ  
میں بیان کر نیو ہوں کچھ داستان لکھنؤ  
یہ تھے اپنے وقت میں محجر بیان لکھنؤ  
پوری پوری یاد ہو مجھ کو زبان لکھنؤ  
میں کہوں جس دن اثر سے داستان لکھنؤ  
گر دشمن لاکھوں دکھاؤ آسمان لکھنؤ  
جب سفر میں مل گئے کچھ دوستان لکھنؤ  
سنے والے سن نہیں سکتے فغان لکھنؤ  
کیا ترقی کر رہی ہیں ساکنان لکھنؤ  
جس سے سویرہ ہو گئے سب ستخوان لکھنؤ

طبقة یونان کا نقشہ نظر آیا شوق  
چپے ہو بس اب نہ کہنا داستان لکھنؤ

دن سے بھی زائد تر تیا ہو مراد رات کو

حد سے فرقت میں گزر جاتی ہو منزل لاکھو

دیکے دھوکا لینگ دل ناو آفتان عشق سو  
جان لیتا ہی مری مجھ کو دکھانکے لئے  
دوستو غسل و کفن میں ہو گیا دن بھی تمام  
دل جگر زخمی ہیں دونوں خونِ جگر جلا دو  
عاشق کیسویہ کھکھڑا سکا رخ دیکھا کیا  
چارہ گر کیا پوچھتا ہی میری بیماری کا حال  
دوستو قاتل سو کہنا آنا اب بیکار ہے  
اگر مجھ جی یار جو کرنا تھا مجھے نرم میں  
کہتی تھی لیکن کبھی محزون کو نیند آتی نہیں  
صبح چھٹا طوق آرائش ہوئے سب شام کو  
ہے یقین دریا کو غم سے میرا پیرا پار ہو  
اونے کہنا جو اٹھاتا تھا تمھاری ظلمت  
سونے والے سو گئے تجھے حقیقت پوچھو  
برقع کا باقی نشان ہی اس سو ظاہر ہو گیا

جب اثر پڑتا ہی تنہا ٹیکا مجھ پر لئے شفق  
یاد آتا ہی مجھے اکثر مریوں رات کو

اوسے کے ذکر سے بہارِ مہونِ قلب مضطرب کو  
الہی تو پڑھانا زورِ بازو لے کو تڑپ کو  
میں ساغر کو سنبھالوں یا سنبھالوں قلب مضطرب کو  
لگائے رہتا مہونِ سینو سو اپنی قلب مضطرب کو  
ہمارا دل مبارک بھلوائیں نہ کندر کو

کیا اقرار آینا ہوئی ہی دیر دلبر کو  
بہت کچھ فاصلہ ہی مینے خط بھیجا دی کو  
چھلکتا جامِ ساقی نے دیا ہی نرم میں مجھ کو  
تڑپ ہی اوسکی دلچسپی ہی مجھ کو بھر جانا نہیں  
یہاں ہی جلوہ جاناں وہاں کچھ اور ہی نہیں



ہوئی مدت کہ شغل سیکشی سرتہ ہی کر لی  
 تم اوٹھے جب مرے پہلو سے غش آئی لگا مجھ کو  
 ٹپٹے سے سوا اسکے کشن لاری ہوئی جھیر  
 مجھے ای دو ستود مردہ دلی فی اور مارا ہے  
 ترا سحر دیوانہ ہے کیا ساقی تبا مجھ کو  
 یہ اچھی بات ہی میرا تر بنا بھی نہ ظاہر ہو

کنکھو نے تو اب بھی یکہ ہی لیتا ہوں سر کو  
 بتاؤں کیا تھیں گئے نگر سنبھالا قلب مضطرب کو  
 خیال یار نے آکر سنبھالا قلب مضطرب کو  
 کہ بھرون ہو گئی ہیں رور ہا ہوں قلب مضطرب کو  
 لبون تک ہاتھ حب پہونجا اولٹ لیتا ساغر کو  
 جو مر جاؤں اولٹ دینا شکن آلودہ ستر کو

شعیر اس طرح مرنا اونکا کا ندھا میری بیٹھ  
 مرے پر غیر بھی دیکھیں ترے بگڑی مقدر کو

بس اتنے یاد ہیں طوفان بہاری دیدہ تر کو  
 کہیں کس سے شب فرقت جو کسی غیر حالت بھی  
 کیا غصہ میں اوسو قتل مجھ کو کچھ نہ سمجھا  
 ابھی قاتل مرا کم سن ہی میں ناو آف اہفت  
 بہت کچھ اوسکی مینو خاک و ڈرائی مجھ کو لکھی ہے  
 نظر جب اتفاقاً اچھی صورت آگئی مجھ کو  
 لگایا ہاتھ اک ایسا کہ سمتہ تک نہیں باقی  
 خدا وہ وقت لاؤ قتل گہ میں میں پہنچ جاؤ  
 لئے جاتا تھا میرا خط اوسو اغیار ڈر دیکھا  
 میں اوسکے در پہ بیٹھا تھا پری اوسکی نظر فوراً  
 مری فرقت کی راتیں وصل کی راتوں نے پہنچیں  
 ابھی فصا دکن ہی جو دیکھا اوسنے دیوانہ  
 لگا لاچار ہا ہی کوئی قیدی قید خانہ سے

جو دیکھے اتفاقاً شرم آجائے سمندر کو  
 نشانی ہننے دیدی کر سنبھالا قلب مضطرب کو  
 وفا یاد آئی تو سینہ سے لپٹا یا مری سر کو  
 لگائے تیر وہ میں روکتا ہوں قلب مضطرب کو  
 قیامت تک خدا آباد رکھنا کوڈلس کو  
 مراد میں تک دیکھا کیا زلف معبر کو  
 دعائیں دی رہا ہوں زور بازو دستک کو  
 کہو نگا حال میں اپنا گلے لپٹا کی خنجر کو  
 جلا یا میرا نامہ فوج کر ڈالا کبوتر کو  
 مجھے اٹھوا دیا دربان نے پھینکا میری تیر کو  
 میں اپنے دل سے لپٹائے رہا تصویر دلبر کو  
 دراسو مرتبہ سوبا کھولا اوسے نشتر کو  
 نگاہ یاس سے دیکھا کیسا دیوار کو در کو



عبث تھین کوششیں کیا آج جان و سکولیا  
جوانی عشق میں بیٹھو مٹائی کس پر کتھو میں

یہ کوئی بات ہی جو حضرت طحاہین سے سکندر کو  
انہ دکھلا۔ خدا آنکھوں سے مرعبا ڈگل ترکو

شفیق ابتک شرفقت کی راتیں نا آتھیں  
چمک جب ردی اونٹنے جگا دینا جبر و گھر کو

ذرا تم دل جگہ کا حال دم بھر دیکھتے جاؤ  
نہر نامرنے دانہ وہ ابھی گھر سے نکلتے ہیں  
ہوئی نعرش مجھے ساقی ذیہ ہنکر کہا مجھے  
جھکتی ہو مری تم قتل پر کیوں میں بتا ہوں  
کر دم اپنی آرایش بٹھا کر سامنے اپنے  
چلے جاتے ہو میری پاس سے موت گئی میری  
نظر نیچی کر دای جانیا لو ہوش میں آؤ  
یہ کہنا غیر سے اب اولنگا کا مذہامیری سے ہے  
ہر اک رہر و سی ویرانہ زبان حال سے بولا  
موم زینت چٹک کر سر پہ افشان مجھ سے کہتے ہیں  
ابھی نادان ہو تم شوق فضا دہی یوں تھا  
سبارک مرنے والوں ہو تھیں سطور کا مرنے  
سبارک ہو تھیں ای جانیا لون کو ڈجائیں  
کیا قتل مقتلین ہزاروں کو ہمیں چھو  
قدر انداز کو کیا شق ہی بچہ گرو مجھو  
سیحاسی ہمارا دوستو سب حال کہدینا  
مری احباب سب یہ راستے میں آئے کہتے ہیں

اوجھتا ہی بہان مضطر سے مضطر دیکھتے جاؤ  
غلام جاتے ہو تو دنیا میں محشر دیکھتے جاؤ  
نگر جائے کہیں ہاتھوں سے سائے دیکھتے جاؤ  
نظر رکھو گل پر اپنا خنجر دیکھتے جاؤ  
بتاتا جاؤ غین تم اپنے جوہر دیکھتے جاؤ  
ذرا اب تو نقاب رخ اولٹ کر دیکھتے جاؤ  
ورہا ناں یہ سی اب میرا بسر دیکھتے جاؤ  
مرے پر بھی مرا گدرا معتد دیکھتے جاؤ  
ذرا گور غریبا نکا بھی منظر دیکھتے جاؤ  
اندھیری راتیں چمکین گے اختر دیکھتے جاؤ  
رگ سودا کو دیکھو اپنا شتر دیکھتے جاؤ  
کھلے کٹاؤ سب سوئے تگر دیکھتے جاؤ  
چلو لیکن ہمارا کاسہ سر دیکھتے جاؤ  
پکارو نام لیکر سوئے محضر دیکھتے جاؤ  
پڑے ہیں زخم سینے پر برابر دیکھتے جاؤ  
جگر تھا تو ہمارا قلب مضطر دیکھتے جاؤ  
ادھر آئے ہیم او سکوبھی دم بھر دیکھتے جاؤ

شفیق اچھا تو ہے مگر عدم آباد کو جاننا  
وزرا پھر اک نظر سے کوئی دلبر دیکھتے جا

تم دہستانی سے نہ کچھ میرے جگر پر بکھڑو  
اس کے باعث سو سحلی رہی ہر محل میں  
سرخنیدہ ہوا اندام بھی سک کا رہا  
یہ تو گھائل ہوا اب وہ بھی ٹریتا بہشت  
اوسکے کو خجین رہی مر کے بڑا نام کرا  
دل جگر ہو گئے بیکار رہی جان حزمین  
عشق کا حال مری سارخو زمانے پہ کھلا  
مجمع عام میں یوں دیکھنا بیکار نہیں  
پہلی منزل میں فقط آئے تلو کھن پڑخو  
اوسکے اب طالبے دیدار کو موتی خوشی  
سنکے بیتاب ہوئے کس لڑکھڑکی  
وشمنون جا کے ذرا دیکھ تو صورت انکی  
راہ میں خشک گیا چلنے کی مگر ہمت ہر  
رات دن دیکھتے تھو یہ بھی سفر میں محسوس

رزم کس جاوے گا تیر نظر سے بوجھو  
 رات کس طرح کٹی شمع محبت بوجھو  
 ضعف پر کیا دزامیری کرت بوجھو  
 دلکا احوال دزامیرے حکمت بوجھو  
 ٹھوکر بن کھائیں بیت کالہ میرے بوجھو  
 اب جو منظور ہو وہ بانی شریعت بوجھو  
 کیسار سوا سوا بر فرد بشر سے بوجھو  
 حکام کس کس کا کیا اپنی نظرت بوجھو  
 اور کلیف جو ہی راہ سفر سے بوجھو  
 ایام پر آنگا کب رشک قمر سے بوجھو  
 کہنا اوتنے مری نالون کے اثر سے بوجھو  
 حال کیا ہو مری رینکی خبر سے بوجھو  
 میں بھی دان پہنچو لگا دوری خبر سے بوجھو  
 جیسے تکلیف ہوئی شمس و قمر سے بوجھو

سب سے زیادہ تیرے سینے پر مارا ہے سب سے

خیز جائے ورنہ حلا کے ڈر سے پوچھو

مل کے زر ماروں سے خود آپ شیمان کھینچیں  
تکو وحشت تو نہیں بے سرد سامان کیوں ہو  
سنکے جلاؤنے یہ کہکے نکالا فوراً

ہو جو عسرت تو کسی بانگ اراک کیوں ہو  
پھر گلن میری طح چاک گریبان کین ہو  
تیرے سینو میں مرو تیر کا پیکان کیوں ہو

میری بالین سوا دھٹی موت یہ لکھرشب ہجر  
 سچ تو ہر عالم عسرت بھی برا ہوتا ہے  
 موت زدن ہی کو بہ کینہ کیا کام تمام  
 سراوٹھا و ذرا کچھ بات کرو آنکھ ملاؤ  
 دو دستوں اونٹنے یہ کہہ سنا کہ عاجز نہ کرو  
 قتل سے میرے خوشی پاتے تھکو صاحب  
 کہکے صیاد سے بلبل نے چمن کو چھوڑا  
 مہ نو دیکھ کے وحشت میں نہ کیوں پھر لوں نہ  
 خوف تھا جس سے وہ دیوانہ نہیں ہوئیں  
 مجھے تم پوچھا کہ روزِ کرم میں کیا ہوں  
 غیر کا قتل نہیں اچھا ہے ظالم ختم جا  
 ساکن ملک عدم شہدہ یہ ناقص ہے  
 تسنہ مایا ہی تھیں آگے مری لاش اٹھاؤ  
 تم سلامت رہو بس مر گیا مرنے والا  
 دو دستوں لاش مری چھوڑ دو بالائی زمین  
 کسی چیز کی کیا دیکھئے وقت زینت  
 کہکے اوس شوخ نے یہ دست جنوں باندھ لو

وہ نہیں آئے تو شکل تری آسان کیوں ہو  
 نہ کسی دوست نے پوچھا کہ پریشان کیوں ہو  
 رات بھی تجھ کو مرضِ شب ہجران کیوں ہو  
 وصل کی صبح کو خاموش مریجان کیوں ہو  
 دل مرالے لیا اب جانے خواہاں کیوں ہو  
 سر مرا کاٹ کر انگشت بدندان کیوں ہو  
 اک مرے واسطے برباد گلستان کیوں ہو  
 جکے پرزے نہ ہوں وہ میرا گریبان کیوں ہو  
 مر گیا رات کو بندگان در زندان کیوں ہو  
 آئینہ دیکھ کے تم آپ ہی حیران کیوں ہو  
 میں ہی مریا ہوں تو پھر دوسرا بچان کیوں ہو  
 خواب میں آؤ کھلی آنکھ تو پہنان کیوں ہو  
 شرم آتی ہی کسی غیر کا احسان کیوں ہو  
 تھام لو دل کو مری لاش پہ گریبان کیوں ہو  
 وہ نہیں آئے مرے دفن کا سامان کیوں ہو  
 اپنی زلفوں سے وہ کہتے ہیں پریشان کیوں ہو  
 پرزری پرزری مرے وحشی کا گریبان کیوں ہو

بسنگو قاتل نے کہا مرنے کی حسرت ہی شفیق

اتنی سی بات میں تم اتنی پریشان کیوں ہو

مرے یوسف کو ہوتے پھر کسی کی داستان کیوں ہو  
 میں ہوں جب قتل گاہ میں پھر کس کا امتحان کیوں ہو

حسین تجھ سے ہوجب تو حسن کا قصہ بیان کیوں ہو  
 کوئی کہہ دی تو تیرا زانو سکا رنگان کیوں ہو

وہ کہتے ہیں اسی سے آئینہ بھی دیکھنا چھوڑا  
 نہ اٹھایا تھویرا یہ شکایت ہے مجھے ظالم  
 کہا میں کہ کچھ بول تو اونکا ناز کہتا ہے  
 بعد پا مال کرنے آئے ہیں پس پس کہ کہتے ہیں  
 تعجب یہ ہے مجھکو تکو خالق نے بنایا ہے  
 بہنیں معلوم مجھے وصل کی شکایت کہتا ہے  
 وہ گھر میں آئے ہیں میری شکایت بھر کی کسی  
 جو دل قابو میں اونکی تو پہلو بھر کھیلو  
 بھرون نالہ تو آنکھوں سے روان ہونے لگے  
 ہے او کا قول مر جائیں یا عشاق مر جائیں  
 وہ کہہ گئے میں جب حال شب فرقت سناؤنگا  
 یقین ہے مجھکو تم رفتار سے مردی جلاتے ہو  
 خزانین چاہئے صحرانوردی قول بلبل ہے  
 وہ کہتے ہیں یہ معنی ضبط کے ہیں تم نکل جائے  
 نہ اٹھو لاش کو جو سے بھی مر کر حکم دیدیجئے  
 نہ گئی آو سور عشق کی کیسی ترقی ہو  
 یہ کہہ کر نقش پاؤں مارے آنکھوں سے لگاتا ہوں

جو سب کار از زبان ہے وہ ہمارا زبان کیوں ہو  
 ہوس مرنگی ہو مجھکو یہ سر بار گمراہ کیوں ہو  
 اشارے جو لگے کام ممنون نہ پاؤں کیوں ہو  
 کرین برباد و حیکو اسکا پھر نام و نشان کیوں ہو  
 میں اتنا زبان کیوں ہوں تم اتنی زبان کیوں ہو  
 سحر فرقت کی آئی ہے تم اتنی شادمان کیوں ہو  
 مناسب ہے خوشی کا ذکر غم کی داستان کیوں ہو  
 غرض یہ ہے کسی کا دوست میرا زبان کیوں ہو  
 بہنیں بانگ جس آرزو نہ کاروان کیوں ہو  
 کسی کی بھی حد میرے قریب آستان کیوں ہو  
 ہماری رو برو گدازو اقصاء بیان کیوں ہو  
 یہ حیرت ہو سچا ہو کہ زیر آسمان کیوں ہو  
 ہنوں جب گل ہی گلشن تو ایسا آستان  
 مگر درد دل بیتاب تو ہے عیان کیوں ہو  
 سمجھے تو سہی برسوں کی سخت راگ ان کیوں ہو  
 دل بیتاب جل جائے مگر ظاہر وہوں کیوں ہو  
 اے او سکے دو قدم حلنی کی رحمت راگ ان کیوں ہو

جہالت سے تری سبکو تعجب ہو شفیق ایسا  
 ترے احباب کہتے ہیں تم اتنی خوش بیان کیوں ہو

بجانی جان مشکل ہوگی گبر و سلمان کو  
 خدا محفوظ رکھے ایسے کافرے سلمان کو

نظر لڑتے ہی اوس کافر کو دین و ایمان کو  
 تبسم کی نظر سے چھلنا میرے دین و ایمان کو

لگا وہ غور سے دیکھا جو ہمیں زد و جانان کو  
کہا یہ بلبلوں کی فیر میں مدت ہوئی اتنی  
ہوئی قتل یہ مقتول کا ارمان بھی نکلا  
قیامت تک سنیں کہ عاشق و معشوق دنیا کو  
جو اولیٰ جہاں میں دیکھا تو آنکھوں سے لگا ہوا  
ابھی ہی ابتدا و خشت کی یہ معشوق اسیری ہو  
ترے دیوانے ایسی مہربان شک لیلیٰ میں  
اثر یہ نام کا تو آگ لگ جاتی ہی عالم میں  
ترے دیوانے کو جاسہ دریا شوق الیا تو  
ترے دیوانہ کا صبر و تحمل پر رہا قبضہ  
عیادت کو لے آیا تو منہ کو پھیر کر بٹھا  
فلے جو راہ میرا بسا یہ چہ پھر لیتی تھی  
رہی سب میری سوزان رہی لٹی میرے دلے  
قدر انداز کیا شاد ہو رکھے خدا و سکو  
مری سینہ پہ مارا پھر میرے کئے ٹکڑی  
کہنچا جب اس کا نقشہ دیکھ سکتا کون عالم میں

آنکھ بھر کر نہ سچا و سد سے دیکھا ماہ تابان  
کہاں تھا آشیان بھولی میں ہم دیکھتا کو  
سکھ اپنے لگا یا خوب ہی شیریں ان کو  
تیری ہو گئی کیا حضرت یوسف کی دامن کو  
تیرک قیس سمجھا ہو مرے تار گریبان کو  
ترا دیوانہ حاکر چو مہتابہ فضل زندان کو  
جگہ اپنے سر نہ پیر دیتی ہیں گرد بیابان کو  
ہمینون بننے سینہ میں جھپایا آہ سوزان کو  
لگاتا ہو گریبان تجھے گریستا ہے دامن کو  
خود اپنی جان دیدی یوں جھپایا راز نہان کو  
ارمی نادان تسلی دیتی ہیں دم بھر بھی مہمان کو  
نہ کوئی دیکھ سکتا تھا ارے حال پر نشان کو  
نہ نکلا کوئی بھی شاہش ہو لیا ایک ارمان کو  
پڑا تیر نظر جب آنکھ چیدا رگ جان کو  
لگا وہ غور سے رگ رگ میں دیکھا اپنی کمان کو  
رکھا آنکھوں کے پردہ میں سد انصوری جان کو

قدم رنج وہ فرما میں مرا ایسا مقدر ہے  
شفیق آنکھوں سے سچا تر شب صلت کو سامان کو

لفس کے ساتھ ہی پیدا ہو ان ہو  
جو کچھ بھی گرویش چشم بتان ہو  
مرا احوال بلبل کی زبان ہو

جگر سے آتش غم یوں عیان ہو  
تزلزل میں زمین و آسمان ہو  
سے گر باغبان دلچسپ قضم

کہا یہ غیر ہے بد شکونی  
 زبانی نام یوسف میرے نکلا  
 جو راہ عشق میں ہی مرنے والا  
 جلا کر دو جہان کو خاک کر دی  
 مجھے یوں کوسنے اور گالیوں میں  
 خدا حافظ ہے اسکی زندگی کا  
 کہا یہ دلنے لازم ہے خموشی  
 رہیں مقتل میں قاتل وہ ادا کین  
 کچھ ایسی ہو ترقی جو شکر گریہ  
 مناسب ہی تھے اے ضبط الفت  
 کبھی ات بھی نہ نکلے سنہ سوز قاتل  
 مزا پھر میکشی کا مجھ کو اوتھے  
 ارے ستیا د ہو گا حشر اوس دن  
 دعا بلبل یہ کرتی ہے الہی  
 کہا بلبل نے اوسکا کیا ٹھکانا

کہ اولنگا نام اور آہ و فغان ہو  
 کہیں مجھ سے نہ ظالم بدگمان ہو  
 پھر اوسکے دلمین اندیشہ کہاں ہو  
 کبھی دل اس طرح گرم فغان ہو  
 غضب کو تم بھی صاحب بد زبان ہو  
 کہ جسکا مہربان نا مہربان ہو  
 جو کوئی کبھی کسکا راز دان ہو  
 کوئی کھیاں ہو کوئی کھیاں ہو  
 کہ سردم آنکھ سے دریا روان ہو  
 نہ کچھ آنا چہرے عیاں ہو  
 اگر ہر روز میرا سحران ہو  
 صراحی کا دہن میری زبان ہو  
 کہ تیرا ہاتھ میرا آشیان ہو  
 کہ شلخ گل پہ میرا آشیان ہو  
 چمن میں جسکا دشمن باغبان ہو

شفیق احباب جاتے ہیں عدم کو  
 چلو تم بھی شریک کاروان ہو

فرا دل تمام کر ہاتھوں کا رشتا دیکھتے جاؤ  
 ندیکھو دل ہمارا تیرا اپنا دیکھتے جاؤ  
 ہماری کچھ شب فرقت کا نقشہ دیکھتے جاؤ  
 تم اپنا آپ ہی نقش کف پاؤ دیکھتے جاؤ

جگر چھید و ہمارا اپنا نقشہ دیکھتے جاؤ  
 عیاوت کو اگر آئے ہو کیوں نہ پھیر کر بیٹھو  
 ہماری خواب میں آئی ہو تم دم بھر ٹھہر جاؤ  
 دوا انصاف سے کہہ دے کیونکر مرنے کا شوق



مجھے چارہ گر و تکلیف ہی کچھ سانس نہیں  
لگا یا دل پہ تم نے اور جگر کو توڑ کر نکلا  
عبث کہتے ہو مرنے کو نہ ہی کہنی کی باتیں ہیں  
ابھی تجھے گر و سوز محبت و ملین پائی ہی  
رقیبہ و دشمنی ہی میت مری پٹھر و جل جانا  
ہمارا قتل ہی منظور یا غیروں کی دلداری

سرک جاؤ نہ زخم دل سے پھا با دیکھتے جاؤ  
خندنگ ناز کا تم اپنے بلا دیکھتے جاؤ  
جو تم دم لو ابھی میرا جنازا دیکھتے جاؤ  
نہ جل جائے کوئی زخم لکنا لگا دیکھتے جاؤ  
کسے کے دوش پر میرا جنازا دیکھتے جاؤ  
تم اپنی آپ آنکھوں کا تماشا دیکھتے جاؤ

سچا دوست و سستی میں مل جاؤ تو کہہ دینا  
شفیق زار مرنے کا یہ حسرت دیکھتے جاؤ

ردیف ہائے محنتی

بمبھی میکش ز پہلے کھینچی ہی تصویر مینا  
نہ کی صحبتیں تھیں کیا جوانی یا داتی ہی  
زبان پر نام آتی ہی جیسا ہی آگئی  
نظر ہستی نہیں ساعس و ساقی کی عنایت ہی  
و عائن دیا ہی پر سخاں یہ می پرستو کو  
شعائیں جام سے نکلیں جگر میخ و رکھ پید  
بہت سچو دیکھا میں ہنسکر گرائی تیر ساقی ہی  
نہ بگڑو ساقی و میخ و رکھ کی یہ چھڑے و غلط  
یہ جب آتے ہیں کچھ افشاں کو دڑی سر سگڑی  
ہوا ہی آئینہ رخسار کا اتنا اثر پیدا  
خدا سے لاہد و میخ و رکھ کو جھٹے ملے اچھے  
ہوا ہی ہر کڑی پر نام ساقی کا مرے کندہ

مرے باعث سے دنیا میں ہوئی تعمیر مینا  
پیا کرتے تھے ہم بنتے تھے وہ بھی میر مینا  
خدا محو نظر رکھے ہے بڑی تاثیر مینا  
بنائی ہی ہمارے جام پر تصویر مینا  
خدا رکھے انہیں کو دم سے ہی توقیر مینا  
پڑے ہیں دے ہر گوشہ میں اگر تیر مینا  
سنبھلتا گیا کیا یک بڑ گئی ششیر مینا  
رہی با تو نہیں تم اور کھنچ گئی تصویر مینا  
چلتی ہی حسینوں کے سبقت پر مینا  
قدم رکھا انھیں زبڑ گئی تویر مینا  
اوس جنت میں پوری ملی جاگیر مینا  
اب اس سے خود بصورت کیا ہو زنجیر مینا



شفیق ایسا ترا ساقی جو عالم ہو دو عالم کا  
سنا کرتے ہیں خاصان خدا تقریر میخانہ

گئے تھے عرش پر تم مصطفیٰ پوشیدہ پوشیدہ  
بروز حشر ہم بھی سب گنہگار دن کے مجمع سے  
ضرورت ہو مجھے ہر شئی کی در نہ پائنت تہو  
مدینے ہم نہ جیتو جی اگر پہونچے تو آنا ہو  
مدینہ کی زمین پر موت آئے ہر مسلمان کو  
مجھے صحت کی خواہش ہو مجھی سوشانی مطلق  
تنہا ہے مدینہ میں لپٹ کر تیرے قدموں سے  
کسی نے بھی نہ دیکھا تم گئے عرش معلّٰی پر  
گنہگار و نکو شرم آئی کفن میں نہ چھپاؤ ہیز

رہا پر دی ہی میں نوحہ پوشیدہ پوشیدہ  
تھیں دیکھیں گم خیر الورا پوشیدہ پوشیدہ  
مجھے دینا نصیری کی خدا پوشیدہ پوشیدہ  
ہماری روح جانے کبریا پوشیدہ پوشیدہ  
کرین سب سجدہ خالق ادا پوشیدہ پوشیدہ  
ہوا ہی درد میرا دوا پوشیدہ پوشیدہ  
مجھے کہنا ہے اپنا مدعا پوشیدہ پوشیدہ  
ہوئی معراج کیا صل علی پوشیدہ پوشیدہ  
کہیں گے یا محمد مصطفیٰ پوشیدہ پوشیدہ

شفیق ایسا ترا خادم ہو کر شریف تولا لے  
رکھے آنکھوں میں تیرے نقش یا پوشیدہ پوشیدہ

لیا دلو نگاہ سرمد سا پوشیدہ پوشیدہ  
کھلا یہ بعد مرے دیکھی تو جان تھی میری  
کسی نے بھی نہ دیکھا جو کرم مجھ پر تھا راتھا  
مرا دل دیکھ کر حبلاد بولا فخر سے میرا  
کھلائے سیکڑوں گل پر نہ طبل آنکھوں دیکھے  
کچھ ایسا راز تھا غیرو نے بھی آؤں چھپا یا ہو  
ہمارے آپ کے راز و نیاز عشق مخفی ہیں  
سیوا بھی نہ آیا حال کس سر میں کہوں اپنا

حکیر میں میرے آئے ہر ادا پوشیدہ پوشیدہ  
مرے سید میں کھی دوہری ہوا پوشیدہ پوشیدہ  
بجے مارا ہے کیا ناز و ادا پوشیدہ پوشیدہ  
یوہن تر پگیا پابند وفا پوشیدہ پوشیدہ  
چمن میں جا نیکی باد صبا پوشیدہ پوشیدہ  
رہے گی میری عرض مدعا پوشیدہ پوشیدہ  
وفا پوشیدہ پوشیدہ جفا پوشیدہ پوشیدہ  
رہیگا یوہن درد و ادا پوشیدہ پوشیدہ

شفیق ایسی ہی دزدیدہ لگا ہین کام کر تہی  
مرادل لیگیا اک دلربا پوشیدہ پوشیدہ

جی طرح شب کو ستاروں ہون بہ کمال کر ساقہ  
یا الہی اور قاتل ہو مرے قاتل ہر کے ساتھ  
شعب بھی رخصت ہوئی اوس دنی محفل کو  
ہی جہاز عمر بھی اپنا اسی ساحل کر ساقہ  
جس کیلک دیکھے پھر تاہو وہ قاتل کر ساقہ  
آپکی زلفین بھی جنبش میں بھین میری دلکھ ساقہ  
آج شب کو تا سحر تر پا کیا سین دل کر ساقہ  
روح بھی تن سے مرے نکلی تو کس شکل کر ساقہ  
میری نظریں اوٹھ رہی تھیں یہ وہ محل کے ساتھ  
کاروان عمر بھی چھوٹا اویسی منزل کے ساتھ  
برق بھی آکر تڑپتی تھی ترے بسمل کے ساتھ

داغ سوزان اسطرح روشن ہو کر دیکھ ساقہ  
قتل گہ میں غیر کیوں بسمل ہون مجھ بسمل کر ساقہ  
وہ جو اوٹھا نرم سے ہر سوانہ صیر اچھا گیا  
بحر غم کا جوش جب تک ہو جہان میں ہم بھی ہیں  
اوسکے عہد حسن میں عالم ہی مشتاق اخل  
عاشق و مشتوق کا ہوتا ہو آخر ایک حال  
یار صادق ہو دی جو کام آئے یار کے  
ایسا پرار مان ہو عین نظریں میں کی طرح  
قیس کہتا تھا ہوائے اونکو دکھلا یا مجھے  
تیرا کوئی کیا چھٹا بس جان ہی تن سے کئی  
تھی کشش اتنی زمین و آسمان ملنے لگو

یچلو بھوڑی سی موتا لوگ دیکھیں اوشفیق  
میکدہ سے دخت زنگلی تو اک سایل کر ساقہ

نکلنا تن سے میری جان زار آہستہ آہستہ  
یہ بین رخصت ہو کر صبر و قرار آہستہ آہستہ  
دبے پاؤں گلیں میں ہار آہستہ آہستہ  
ترپنا تو دل امید و آراہستہ آہستہ  
چلا ہی سیکدہ سے بادہ غم آہستہ آہستہ  
مری خلوتیں آیا شرم سارا آہستہ آہستہ

عیادت کر لئے آتا ہی بار آہستہ آہستہ  
کبھی کی آہ فرقتیں کبھی خوش آگیا محکم  
حسین جب باغین آئے اوسو تھا شوق نظر  
مرے پہلو میں اونکی آج تصویر جیالی ہو  
بہت مری گیا ہو وہ سنبھلتا ہر قدم پر ہو  
جھکا یا سر کو اپنے اور بن بنکرت دم کے

انہیں تلو و لٹو ہے سارا بیابان محکوم کرنا  
 نہ جب تک آئیں وہ یہ بھی نہ اپنی جانے لکڑی  
 کسی نے بھی نہ دیکھا انکا بڑھنا دلکو حیرت ہی  
 مرے سوں میں وہ نازک مزاج آیا مناسبت  
 اسو بھی رحم مجھ پر آگیا میں ایسا لاغر ہوں  
 کبھی گیسو بگڑتے ہیں کبھی گیسو سنور تو ہیں  
 کبھی فرقتیں رو دیا گاؤں رو دیا اپنی حالت پر  
 جہاں ہی لی کبھی آنسو بہے سیکش کی نکھوڑ  
 رکھا ہوا آئے ہوتی ہی آرایش بہ آرایش  
 کبھی الفت حسینوں کی کبھی فرقت حسینوں کی  
 پسینہ موت کا منہ پر کلجایا تھ سے تھامی  
 ہوائے خاک اوڑانی رہی روں کو ادھوٹا

انہیں تکلیف دینا نوک خارا آہستہ آہستہ  
 مجھے تڑپا تا ہی یوں انتظار آہستہ آہستہ  
 اگر تک آئے ہیں گیسو کی بار آہستہ آہستہ  
 مجھے روئیں تو میری عکسا آہستہ آہستہ  
 زمین قبر دیتی ہی فشار آہستہ آہستہ  
 مراد لے رہے ہیں ہوشیار آہستہ آہستہ  
 بندھا ہی یوں مرے اشکو نکھارا آہستہ آہستہ  
 اسی حالت سی او ترگا خارا آہستہ آہستہ  
 جو زیبا ہی وہ ہوتا ہی سنگھارا آہستہ آہستہ  
 بڑھیکا یو ہیں دلکا انتشار آہستہ آہستہ  
 گیا مقتل میں کوئی جان نثار آہستہ آہستہ  
 یو ہیں مٹ جائیگا میرا مزار آہستہ آہستہ

شفیق ادھر فلک کی گردشیں ہر روز آتی ہیں  
 یو ہیں ادھر کیا میرا مزار آہستہ آہستہ

تو انا ہوا نا تو ان رفتہ رفتہ رفتہ  
 سنائیں مجھ کو گالیان رفتہ رفتہ رفتہ  
 بنا ہی لیا آشیان رفتہ رفتہ رفتہ  
 گئے ہم وہاں سے کہاں رفتہ رفتہ رفتہ  
 بڑھا یو ہیں درد نہاں رفتہ رفتہ رفتہ  
 بگڑتی ہی اب دو زبان رفتہ رفتہ رفتہ  
 مرینگے یو ہیں سیم جان رفتہ رفتہ رفتہ

اوٹھا سوز دل سو دہوان رفتہ رفتہ رفتہ  
 کھلی مجھ پر افکی زبان رفتہ رفتہ رفتہ  
 رکھا تنکا بیل نے لالا کے اک اک اک  
 مرے اپنے گھر میں گئے پھر محبت تک  
 جو دلیں ہوا ہر رنگ دپے میں پہونچا  
 جڑ ہے تھیں گسٹو دھلی والوں  
 اسے موت آئی تو وہ جان بلب ہی

کبھی ہنس کے دیکھا کبھی بات کر لی  
فلک تک مری خاک مدت میں پہونچنی  
ابھی آتش عشق پہونچنی ہے دل تک  
سب اہل قفس روز دل تھاتے ہیں  
بہت میوے فرقت میں دلوں سے بھالا  
کہا روز آنے کو آئین گے اک دن  
شباب آتے ہی محکوم بھر میں مارا  
نرأت سینے کی زخم پر زخم ڈالے  
رکھے قفس سے سنگ مرمرے اٹھا کر  
میں جی بھر کے دیکھوں مجھ کو قتل گاہ میں

ہوئے مجھ پہ دھڑلے ہر بان رفتہ رفتہ  
زمین سے ملا آسمان رفتہ رفتہ  
جلالنگی سب استخوان رفتہ رفتہ  
سناتا ہوں میں داستان رفتہ رفتہ  
ہوا ہونین گرم فغان رفتہ رفتہ  
کرنیکے مجھے شادمان رفتہ رفتہ  
اسی سے ہوئے ہم جوان رفتہ رفتہ  
مرا ہو گیا امتحان رفتہ رفتہ  
بنائے گا کوہ گران رفتہ رفتہ  
ستم مجھ پر کمر حیاں رفتہ رفتہ

شفیق ایسا کمزور ہے شاعر عین  
پڑھتا ہے نام و نشان رفتہ رفتہ

کیا وحشیوں کی ہر تدبیر رفتہ رفتہ  
خط سینے اوں کو بھیجے آخر وہ آب آئے  
دل سے خیال جانان لپٹا ہوا تو نہیں  
قاتل ہی میرا نازک اونچی ہو مد تو نہیں  
فرقتیں کرتے پڑتے کلون تک اونکو پہنچیں  
دیوانے کو یقین ہی قید کن سے چھوٹے  
دیوانے کے اشاری کیا خوب پر اثر ہیں  
جب جان میزدی ہو کچھ وہ بھی ہیں محال  
کیا وحشیوں کی باتیں سنیں روز وہ بھی

پیر دن تک اونکے آئی و بھر رفتہ رفتہ  
سید ہی ہوئی ہو میری تقدیر رفتہ رفتہ  
یوں وصل کی ہوئی ہو تدبیر رفتہ رفتہ  
آئی ہو میرے سر تک شہر رفتہ رفتہ  
آہو نہیں اب ہوئی ہے تاثیر رفتہ رفتہ  
خود آپ گھس نہی ہو زنجیر رفتہ رفتہ  
ہنسنے لگی ہو اونکی تصویر رفتہ رفتہ  
الفٹ کی مٹی پائی جا گیس رفتہ رفتہ  
آئی ہو کچھ مزے قرقر پر رفتہ رفتہ

تیر نظر لگا یا بجلی گرا لی سہن کر  
 سو بار تو نے دیکھا نہ جھی نظر سے مجھ کو  
 الفٹ کی مل رہی ہو عزیز رفتہ رفتہ  
 دلبر لگائے ظالم کیا تیر رفتہ رفتہ  
 اب ہجر میں مڑی تجبیر رفتہ رفتہ

تم ہو شفیق ایسے ہی قدردان زمانہ  
 ہو جائیگی مختاری تو قہر رفتہ رفتہ

### ردیف یا کے تحتانی

ادنے یہ شان ہی ترے حسن و جمال کی  
 جتنے بھرے تھر زخم تر تڑپ سے کھل گئے  
 نابھ کی آہ گرم سے پورا قفس حبلا  
 شتاباں اوس مرض کو فرقتیں عمر بھر  
 فرقت کی ناسیدیاں کہتی ہیں مری بھی جا  
 مردہ دلی نے کر دیا رسوا اجا نہیں  
 وہ بے خطا ہی چشم سے شاعر ذوقی مثال  
 آخر کو بجر غم نے او سے بھی ڈبو دیا  
 لکنت زبان کو ہوئی تو کہنا حال ہی  
 وہ دیکھنے کو آئے ہیں صحت قریب ہی  
 دیوانہ اب جو ہوشیں ہو اونسے ہی کلام  
 رکھنا تھا پاؤں قلب و جگر پر اس طرح  
 جبے کیا ہی تھے مرے دلو پاؤں مال  
 کہتا ہی چارہ ساز نہ آگاہہ میس  
 پایا نہیں رئیس کوئی قدردان شفیق

ناخن کٹے تو بن گئی صورت ہلال کی  
 اسید چارہ گر کو نہیں اندمال کی  
 کڑیاں پھل کے رہ گئیں لوہے کے جال کی  
 نے لیکے نام تیرا طبیعت بحال کی  
 روکے ہوئے ہیں مجھ کو اسید وصال کی  
 چھپتی نہیں چھپاؤ سو صورت ہلال کی  
 کیون صدیہ ہی نکال تو انکھیں غزال کی  
 جو ناؤ چل رہی تھی ہمارے حسیال کی  
 ہوئی ہو جب شریف کو حاجت سوال کی  
 اسے زخم دل اسید و اب اندمال کی  
 سب داستان سناؤ مجھ میرے حال کی  
 جس طرح تو نے قبر مری پاؤں مال کی  
 شہرت ہوئی ہی ساری حسینوین چال کی  
 اس گفتگو نے اور طبیعت نڈھال کی  
 احباب میں تو قدر ہے تیری کمال کی

ایسی ہوا تو خاک اوڑالی کس بھی گئی تیرے کی  
 آگے بڑھنے نام کرینگے حسن تر الفت مری  
 قیس کا مینے نام سنا جب نصیحت بھی گئی تیرے  
 دکا جب کہنا مانا پھر ابھی گئی شامت مری  
 تو ایک چک میں مرنے لگا کیا دیکھ گشت مری  
 اس ضبط تر امنوں میں تو ذر کھلی عزت مری  
 جینے کی اب سید نہیں کیا نازک ہو حالت مری  
 میں اونکو آگے بات کروں کیا یہ بھی ہو قدرت مری  
 ظالم کا جتنا ظلم طربھاڑتی سی گئی ہمت مری  
 جب اونکو دیکھا غش یا غلی ٹکوی حسرت مری

مر کے میں برباد ہوا ہوں روٹی ہو غربت مری  
 دو نوہن بکتا اُجھان صورت تری ہر تری مری  
 ہمت دلنے مجھے کہا تو عشق میں سے آگیا  
 اسکی شکایت رستی ہی سوار ڈیل غوار کیا  
 در در دل نے مجھے کہا میں اٹھ کر بھی تجا آتا  
 وہ آگے بٹھے پہلو میں کیا در در دل اکراؤ تھا  
 خاموش ہی سارا گھر کا گھر آنکھوں آنسو تہنیں  
 وہ آگے بٹھے اٹھ کر بھی گویا مجھ کو تھا کہنا لگتا  
 تھا ایک تماشہ مقتلین ان دونوں کیا کام کیا  
 نظارہ کو جب نکھا دھڑی عاشق کو تاج ضبط کیا

قابو میں مراد دل ہی بہن رو نہا عشق اسکا مجھ کو  
 معشوق جب اچھا دیکھ لیتا نہیں غیر موی حالت مری

انسان کچھ ایسا کام کر دینا میں جس نام سے  
 زور یوں دینا میں تیرا مرگ ناہنگام رہے  
 دل ہم تیری باعث سے عالم بھر میں بدنام رہے  
 میخوار وئے آگے اس پر بھی کچھ لوٹھو نہ جام رہے  
 جو مجھ کو بھی آرام رہے دکنو بھی میری آرام رہے  
 ہر دم کلاہ سکا ہی پیڑھوں اور سکا ہی بازیر نام رہے  
 الفت کا میری نظر میں آغاز رہی انجام رہے  
 آرام و خین کو ملتا ہی خاموش جزیرہ ام رہے  
 وہ رات بھی اپنی دہن گئی طبع کے در پر تاشام رہے

جان میں اپنی یوں دو لگا اک مدت تک نہ کام رہے  
 وہ رہیں جلتے جلتے اور عاشق شے موت رہے  
 چھوڑ حسینوں کی الفت اب تو بھی ہمارا کہنا رہے  
 جسوقت جناب شیخ آئے میخانہ درہم برہم تھا  
 الفت میں مجھ کو ظالم کی کوئی بھی ایسا دن آیا  
 یہ جینے سے تو اچھا ہی گریوٹ بھی ڈیون میری  
 زلف و مین بھنسا ہی دل میرا میں لکھو سمجھانا رہے  
 میں اول سے آخر تک قیس کا قصہ سننا رہے  
 دن گذرا ہی امتیہ یہ ہر اک پرہم اسکو دیکھتا رہے



پروہ نشینو کی الفت ڈالیا کیا مجبور نہیں  
کیا بلتا ہے تو ان بات دل دیکر لینا خوب نہیں  
عشاق و جانیں اپنی دین سب کی دلیں کٹی ہیں

اور نہ اذ کو دیکھ سکین ہم جن میں ہی پیغام رہی  
جب دی ہی کجی ہم خدا و سکون ہو کوسو کام رہی  
جو تریا میں تو مر جائیں دنیا میں لگا نام رہی

گر شہر میں مجھ کو موت کی فزاجی شفیق اچھا ہے  
گر میرا حجازہ کا نہ صوبہ پارونگی دودو کام رہی

یہ قسمے کون کہہ سکتا ہے تم صورت دکھا دو  
جیانیے او کو روکا ورنہ وہ نون ہاتھ اوٹھو  
یکایک چار آنکھیں ہو گئیں ادھنے دم زیت  
مرے جب سائے آگے تھے پھلے وہ ادا کیا تھی  
کہا اوس شوق نے ہنس کر مری دیوانی ایسے ہیں  
کہیں کیا دوستو مرنے دلی فرما ڈالا ہے  
وہ آنسو گرم کٹی پڑ گئے خسار پر جھالے  
یہ ہی اچھا ہوا تلخین نہ اہرنے پڑھی میری  
یہ حسرت رہ گئی ای درو دل مارا مجھے تو نے  
ہمیں ملتا نہ ملتا کچھ فقیر مست ہیں ایسے

تھاری مصحت ہوئی تو تم پر وہ اوٹھا دیتی  
جو انگڑائی دے لیتا اور دیوانہ بنا دیتی  
قیامت اور ہو جاتی جو وہ کچھ سکرا دیتی  
اوی صورت سے پھر گردن جھکا کر سکرا دیتی  
عدم آباد کر جاتی تو دان کی خاک اوڑا دیتی  
اگر قابو میں ہوتا دل تو رو تو نکو ہنسا دیتی  
اگر یہ دلیل رہتے آگ سینو میں لگا دیتی  
جو وہ شانہ ہلاتے عشق کا قصہ سنا دیتی  
مجھے آنا بخشش وہ اپنے دامن کی ہوا دیتی  
ہم اونکے دسوا ڈھتے اور کے در پر صدا دیتی

شفیق اچھا تو ہے سب اہل محشر کی نظر تری  
قیامت میں وہ مل کر اور دیوانہ بنا دیتی

مرا برابر ہونا عشق میں یوں کام آتا ہے  
ہوئی مدت کہ شغل سستی سے تو بہ ہی کر لی  
چلا ہوں قتل گاہ میں جان بھی کیسی ہی شوری  
دل بیتاب و قہقہہ پڑا رہتا ہے مردہ سا

کسی کے نام کے سوا میرا نام آتا ہے  
جا ہی آتی ہوا اب بھی نظر جب جام آتا ہے  
سنجھل جاتا ہوں لیکن بخش مجھ پر کام آتا ہے  
نہ مجھے بات کرتا ہوں نہ اونکی کام آتا ہے



ہو میں جب چار نکھین بھر تو ردر کی نہیں کرتا  
 ہوئی مر نیکو مدت پر شریک حال رہتا ہوں  
 بلا گردان ہوا کرتی ہوا ساقی نظر میری  
 مسحا کو اکیلا دیکھ کر ہمار کہتا ہے  
 رے جاتے ہیں سب ناستور اب بھی ہوتی ہوئی  
 مجھے حسرت ہو کیونکر زخم ڈالی ایسی قاتل نے  
 خدا فرقت کو رکھ کر جو لب جان کشان تھی  
 گزارا دن تو فرقت کا کسی صورت سے عاشق کی  
 مراد مل چکا پھیرا اور یہ کہنے لگے ہنس کر  
 خدا رکھے تجھے تو روز میرے ساتھ رہتا ہوں  
 زمانہ ہو گیا لیکن تم اتنا یاد تو رکھنا  
 جفا میں کھتی ہیں جلا دی گور خستہ بان پر

حسینو کی اد اوں پر دل ناکام آتا ہے  
 بہت فرقت میں یاد اب تو دل ناکام آتا ہے  
 زبیر ہندی لگی ہاتھو میں جہم جہم جاتا ہے  
 سکون ہوتا ہے دل کو جب تمہارا نام آتا ہے  
 ستا ہوتا زندگین مر کے کچھ آرام آتا ہے  
 بھچکا ہوں وہ خود تلوار کا جب نام آتا ہے  
 زبانی اب اوں میں کی موت کا پیغام آتا ہے  
 ڈرا جاتا ہے دل اب شام کا ہنگام آتا ہے  
 برا بھی ہو کسی کا دل تو اس کے کام آتا ہے  
 خیال یار تو ہر وقت میرے کام آتا ہے  
 تمہاری بزم میں اب تک کوئی ناکام آتا ہے  
 کہو اسے مرے والوں مر کے بھی آرام آتا ہے

مرے احباب کہتے ہیں شفیق ایسا ہے دیوانہ  
 سحر نیکو کہتا ہے قریب شام آتا ہے

معلوم ہوا شب کو لگی آگ اور سرب بھی  
 وہ جنبش لب ہو تری باتوں کا اثر بھی  
 تنگ آ کے یہ کہتا ہوں کہ ظالم کہیں مر بھی  
 اب جان پہ کھیلے ہوئے حاضر ہو جگر بھی  
 مر جاؤں تو پہونچے نہ مری اوں کو ٹپ نہ بھی  
 کیا لطف دکھا دیتی ہو وصلت کی سحر بھی  
 بیکار ہیں دیواریں بھی زندگان کا در بھی

دل پہلے جلا تھا کہ ہوا خاک جسگر بھی  
 عشاق سے دل بھی لو لیتے ہیں جسگر بھی  
 اب دلی تڑپ مجھے بچپن کیا ہے  
 دلیں جو پڑی زخم تو بچپن ہوا ہے  
 وحشت نے مجھے وحشت کی وہ راہ دکھائی  
 غفلت سے کوئی سوئی کوئی محو نظر رہ  
 غفلت سے ستم گار کی بمرگو قیدی

اٹھ نہ دکھائے کبھی ایسی سحر بھی  
 ہے قدر کے لائق تر عیاش کی نظر بھی  
 ساتھ آہوں کے اب سو نکلتے ہیں سحر بھی  
 جلا دے کام آئے مرا کاسہ سحر بھی  
 ہے آگ برابر کی ادھر اور ادھر بھی  
 تلوار کے مانند لچکتی ہے کمر بھی  
 دلمین جو دیار دو تباہ توں میں اثر بھی  
 دل کہتا ہے ہر بار گلہ یار سے کمر بھی  
 مرنا ہے اگر تجھ کو تو اس کوچہ میں مر بھی  
 جنے دل گم گشتہ کی بائی ہو خبر بھی

و۔ جاتے ہیں اور لاش ہو عاشق کی اکیلی  
 سب دیکھ گئے کہتے ہیں تجھے دیکھنے والو  
 اسے چارہ گرد و لہین مری آگ لگی ہو  
 ٹھکرا آ ہے وہ لاش مری مجھ کو خوشی ہے  
 اسے چارہ گرد و قلب و جگر جل گئے دونوں  
 اس طرحے مقتل کی طرف آتا ہے قاتل  
 الفت کے عطیہ سے بڑا نام ہے میرا  
 دربان نے آزار جو پہنچائے ہیں مجھ کو  
 وحشت نے مجھے دشتِ نسو یہ کہتے کھالا  
 احباب یہ کہتے ہیں مزاج ادس کاٹے کیا

اب بات بھی کرنا ہو ضعیف آپ کو شکل  
 معشوق کا بھی خوف ہے اغیار کا طبعی

اداسی کے دلے پونچھ منتظر جسکی نظر ہوگی  
 وہی جیتے رہیں گے جنگو اتید سحر ہوگی  
 رہو نگا او طرح میں جسطرح میری بس ہوگی  
 قیامت میں اکیلے ہو گو ہم دنیا او دھڑکی  
 مرے لاشے پہ بس میری مصیبت فوج ہوگی  
 خیالی یہ اثر جب کا ہے وہ کیسی نظم ہوگی  
 ہی اداسکی شام دنیا میں قیامتیں سحر ہوگی  
 نہ یہ گھر آئیں گے اس کے نہ پھر ایسی سحر ہوگی  
 وہاں ہم جائیں گے اور ہاتھ میں زنجیر ہوگی

وہ کیا حسرت ہو اداسکی جو کہ صرف رگہ گز ہوگی  
 شبِ فرقت کی حالت دیکھ کر ہم جانے گذر گئے  
 بس ای ناصح نصیحت کر چکا اللہ جانو دی  
 ہمارے خونِ ناحق کی شہادت غیر ممکن ہے  
 وہ بکس ہوں کسی صحرا میں میری موت آئیگی  
 فقط آنکھوں کو اداسکی غور کر کے دل یہ کہتا ہے  
 شبِ غم کی درازی اپنی مجھ کو ہو گئی ظاہر  
 وہ رخصت ہو رہی ہیں دیکھ کر احباب کہتے ہیں  
 سمجھ لین غیر بھی اک رور ایسا آئو لاہر

ہمیں غسل و کفن دیکر احبابے چلے گئے  
ہمارے دلین ٹانگے دیکے اتنا یاد بھی کھنا  
ابھی تو بچپنا قاتل کا ہو مرنے لگے عاشق  
شب فرقت میں ہمت ضبط کر کے جان بچنے  
مجھے اس طرح الفت پہ لگی کوئی جان نہیں  
ابھی چارہ گرو تم سو رہو کچھ رات ہی باقی

دلین کے خاکین ہم سب تو پھر اونکو خبر ہوگی  
بڑھنے زخم جب تکلیف تجھ کو بھگتے ہوگی  
قیامت آئے گی تلوار جب رسیب رسیب ہوگی  
گر نیلے آہ و نالہ جنگو امیہ رسخ ہوگی  
کہیں رستہ بھلائی کی کہیں یہ راہ ہوگی  
جگا کینے تمہیں جب شدت در دھک ہوگی

یہ جتنی زندگی باقی ہو اور کسا ہو وہی لک  
شفیق اور کسا تفصل ہو تو غرت ہو لبر ہوگی

جہاں نقش قدم اونکا پا نہیں سکتے  
طیب حال ہم اپنا سنا نہیں سکتے  
وہ روٹھ جائے تو منا بھی اسکا مشکل ہو  
ہمارا مر گیا دل ضبط ہم سے کہتا ہے  
ہمیں نکالا ہو ساقی نے اپنی صحبت سے  
جو غیر خاک بھی چھانیں گے اسکو کوچی کی  
برائے فاتحہ آئے ہیں اس نراکت سے  
میں جان بیچ کے جاتا ہوں اسکو کوچین  
شب وصال نہ برہم مزاج ہو اونکا  
اگر طیب بھی آئیں تمام عام کے  
کچھ سھام کے چارہ گردن نے دل تھاما  
تمھاری کوچہ میں اتنا زمانہ گزرا ہی  
شفیق فکر کر دیا کہ منت دربان

آگے جو سولے عدم پھر کے نہیں سکتے  
کہا نہ در دھک دلین دکھا نہیں سکتے  
کہ جسکے نقش قدم ہم اونٹھا نہیں سکتے  
اتر اسکی لاشیں آنسو بہا نہیں سکتے  
کسی کی بزم میں اب جام پا نہیں سکتے  
کبھی وہ نقش قدم میرا پا نہیں سکتے  
چراغ گور ہمارا حبلانہیں سکتے  
رقیب یہ مری عادت چھڑا نہیں سکتے  
ہم اپنے ہجر کا قصہ سنا نہیں سکتے  
ہم اپنا زخم جگر تو دکھا نہیں سکتے  
ہمارے زخم کا پچھا ہا چھڑا نہیں سکتے  
یہاں سے اونٹھکے کہیں اور جا نہیں سکتے  
کسی طریق سے پاس اونکے جا نہیں سکتے

یہاں جیسا رہا پہونچا عدم میں مر کر شکل سے  
اندھیری رات میں جاتا ہوا ہوا منزل سے  
ہماری خاک کو ذرہ زمین میں اور تیرے جاہل  
رہائے کی خبر پائی ہو زنا میں تلاطم سے  
تلاطم بھرغم کا یوں ڈالتا ہے مجھ یارب  
مجھے فرقت میں جو ہو کیا یہی تکلیف ہوتی ہے  
ہماری خاک کو سکے در سے اور تیری مجبوری  
دکھا یا عاشق کو نرم میں سوز و گداز اپنا  
رکھا ہو آئینہ سو سو طرح سے مسکراتے ہیں  
نہیں معلوم کس دن ایک یونے کی موت آئی  
نہ پوچھو بھر میں غیروں سے جو تکلیف پائی ہے  
غضب کی عاشق و معشوق میں بھی چھڑھوتی ہے  
ہوئی تھیں عاشق و معشوقین کیا راز کی باتیں

خداوند ایہ کیسا سیر ہو منزل کو منزل سے  
کوئی لہجہ بلندی زلف کی چھوڑ کر دل سے  
ہوا اب کیا اور ایسی زمین کو قاتل سے  
لپٹ کر روٹی ہوئے سب طوق و سلاسل سے  
جہان او بھرا دھان سی گری اماں سلاسل سے  
کہ روئیں صدائیں شکوہ آتی ہیں دل سے  
ہزاروں آندہ سیانہ و چین زمین کو قاتل سے  
جلا کی رات بھر لنگر نہ اوگھی شمع فصل سے  
ادھیں سکتے ہیں نہ پیرا نہ تابل سے  
بنگالے جا رہے ہیں آج کل طوق و سلاسل سے  
جو اک تہمت بھی یاد آیا وہاں دھن لگا دال سے  
کوئی خشمین زمین پر کی ہنستا ہو محل سے  
سحر کو غیر جا کر پوچھتے ہیں شمع فصل سے

ہر اک کہتا ہے پہلے منہ تو بنو اور شفیق اپنا  
اسی صورت پہ تیرا عشق ہو نہ رہ نہائیل سے

نہیں معلوم کیا تکلیف پہونچی تیر قاتل سے  
نہ کھینچاے چارہ گرتو ایسی بیدار ہو پکا لگو  
مری افسردگی میں ان سبھوں کی موت آئی ہے  
لگایا وار تنہائی میں ظالم ہے ابھی نادان  
تو اپنے حسن پر مغرور میں اس بات پر نازان  
نہیں معلوم کیا حالت تھی او کی ابر بارہن

الہی خیر ہو سب زخم پٹے ہیں مرے دل سے  
ہزاروں حسرتیں لپیٹیں ہیں لگی تیر قاتل سے  
قیامت تک اب ان تکلیف کے مرے دل سے  
ترپنے سے جو ڈرتا ہے لپٹ جاتا ہے سہل سے  
ترے گیسو نے سیکھی ہے پریشانی مرے دل سے  
کہ بجلی رات کو ملے گی میری تیر سہل سے

مرد نکا بھر عم میں قبر بھی اوجا بنے میری  
 مری ناکا میونکا زور ہی ایسا معاذ اللہ  
 کھلی ہو زلف اذکی مجھ کو بچا نیکا دل میرا  
 حمیت عاشق بیوش کی جاتی رہی بالکل  
 دم زینت تمھارا بائیں ظاہر منو محسوس  
 بچیں عشاق کی جانیں کسی صورت نہیں ممکن  
 کہا مجھوں نے صورت دیکھ کر سونگا گئی تیلی  
 میں اُنکو دل جگر کر جو بھولا سنے وہ بولے  
 یہ اول نکا بچپا ہی جو دھوین شب جا کر کوٹھی پر  
 کوئی معشوق ناقہ لیچلا ہو دشت سربینا  
 مرنے رحمن کے ٹانگے ٹوٹ جائیں تم نہ بچھو  
 میں وہ ثابت قدم ہوں اہ الفتین جو موت آؤ  
 خدا کے سامنے جائیگا عاشق تیغ ابرو کا  
 سبب طفلی کا یہ ہی ہاتھ بھی مارا تو اوجھا سا

کہ بعد از مرگ وابستہ رہوں ٹان ماناں صل سے  
 ہوا گرا اتفاقا کام کوئی وہ بھی مشکل سے  
 ابھی نکلا ہی گھبرا یا ہوا قید سلاسل سے  
 دیا تھا پہلے دل بمانگو جاتا ہو سائل سے  
 جب آیا اُس نے ادب مجھے بہت اپنے مقابل سے  
 جہانکے قاتلون نے ظلم سیکھ میری قاتل سے  
 ہوا ڈر گرم کیوں ملکر چلے صحرائین محل سے  
 زمانیکو حشر اچھو ظار کھے ایسی غافل سے  
 لڑائے جاتے ہیں افشائے درزی ماہ کال سے  
 کسی کی حسرتیں لٹی جلی جاتی ہیں محل سے  
 یہ کس کبہ یا ہر بات کم کرتے ہیں گھائل سے  
 نہ اور شخص کو مری نقش قدم ماحشر منزل سے  
 نہیں ممکن قیامت تک جدا ہو کر تم گھائل سے  
 بنے ہیں نام کے قاتل ڈری جاتی ہیں سبیل سے

شفیق اچھا تو ہی مرنے پر بھی دلچسپیاں جوگی  
 عدم آباد کو رستہ گئی کوئی قاتل سے

تو ہی بتا مجھے اب غیر حال کسا ہے  
 لبونہ دم بامید وصال کسا ہے  
 تمہیں بتاؤ کہ ایسا جمال کسا ہے  
 سمجھ تو لے اسے ساتی سوال کسا ہے  
 کہے یہ کون کہ دل پائے سال کسا ہے

جفا پسند ہو وہ دل خیال کسا ہے  
 ذرا فراق میں اوسکی خبر تو لے اگر  
 خود اسی دیکھے تصویر مجھے کہتے ہیں  
 طلب تو میری کیا تھا دیار قریب کو جام  
 مٹایا یوں کہ شباب نہ بہنیں رہی باقی

کہا فقیر نے ساقی سے کس تعجب سے یہ تیرے ہاتھ میں جام سفال کسکے

شفیق اور بھی عاشق بن اتنا سمجھو تو

تمہارا حال جو یہ ایسا خال کسکے

جنے کچھ احسان کیا اوسکو دعا دیو گے  
چارہ گر منہ پھیر کر مجھکو دعا دیو گے  
ہٹ کے دانے دوسرے در پر صدا دیو گے  
زخم دل کھلنے لگے بوی وفا دیو گے  
جب مجھے تکلیف خنجر آ پکا دیو گے  
وہ مجھے خود اپنے دامن کی ہوا دیو گے  
خون دیکے زخم دل مجھکو صلا دیو گے  
خیر کے کہنے پہ وہ مجھکو سزا دیو گے  
کو سنا بھولے تو وہ مجھکو دعا دیو گے  
قتل گمہ میں لوگ مجھکو رستا دیو گے  
چاند کا پر تو تمہارے نقش پا دیو گے  
رات تھوڑی رہ گئی طائر صدا دیو گے  
آج میری قبر کے تختے ہوا دیو گے

بن کے سائل اونی کو چرمین صدا دیو گے  
اب نہیں اسید جیون کی کچھ ایسا حال ہے  
شرم آتی ہے نہ وہ پردہ نشین بد نام ہو  
کہنا اوس گل سو کہ او جڑے باغین آئی بہا  
دشمنوں کے جور کا اندازہ کوئی کیا کرے  
درو دل خلوت میں اٹھا ہر مری خوش قسمتی  
استحائیں ضبط مینے کر لیا ان بھی نہ کی  
کچھ خیال سا نہیں عزت کسی کی جائیگی  
کسنی کیا چیز ہے مجھکو سہنی آنے لگی  
مرنے والیکو جو دیکھا ڈر گئے یکبار سب  
ہو کے سب ہوسن پھر صدقہ ہو تو ہیں چکور  
وائے قسمت وصل کی شب اونسو باتوں میں کئی  
قاتحہ کو کون آیا ہو نظر نہ پہنچی کئی

اب زمانے سے ڈرو سی برائی ہو شفیق

دوست سمجھو تھے جبین وہ بھی دعا دیو گے

دے جاتا ہوا اوسکو دہجیان اپنی گریبان کی  
قیامت تک رہی یارب حکومت دیکو دربان کی  
اوڑا میں بخود میمنہ جتیاں یوسف کو دامان کی

کوئی وحشی خوشامد کر رہا ہوا دیکو دربان کی  
بٹھایا پاس مجھکو کیا حقیقت مجھ پریشانی  
یہ جوش عشق تھا اس میں زلیخا کی خطا کیا سختی



و ہاں مردی ہزاروں میں پڑھیں پڑھیں لکھن  
میری مردہ دلی سے ایسا جبرست فیض منظر ہے  
سراوسکا اپنے زانو پر تبسم لب پر نبوت ہے  
چلے ہی جاتے ہیں دن رات جلوہ جگمگ و  
کھٹ ہوئی ہو جب مجھ کو خونین ہوش آتا ہے  
ہمارے آہ سوزان سے کہا یہ قیس نے ڈر کر  
لگوئے یہ نہیں میں قیس کی فرہاد کی روح میں

نہ دکھلاؤ خدا دشمن کو پوری تصویر زندان کی  
بہاں دل ہے وہن میت ہی ہے ایک ایک ارہنگی  
برایب وقت آیا خاطرین ہوتی ہیں جہان کی  
لیکاب طور تک پہنچی ہو میری آہ سوزان کی  
یہ ہیں اکثر بنر ملتی ہو دلسے اونگہ بیکان کی  
دہراں اوتھتا ہو ہر سحر سحر یارن تباہ کی  
ملی ہو خاک صحرائین پر نشان ہو پریشان کی

شقیق اوس بت کر کہ چین میری کو کھینچ گیا ہو  
کسی کافر کے ہاتھوں اونٹنی میت سلما لگی

بڑھتے بڑھتے میں ہوا نزدیک قریار سے  
خون اس درجہ ہوا اسکو عشق کو آزار سے  
جب اوٹھا ابرہاری میکشونین عید ہو  
اس نزاکت کو تصدق اس ادا کو میں نشان  
قتل کہہ کو خود چلا ہوں لگی دھڑکن بڑھ گئی  
باغ عالم کا تاشہ دیکھتا تھا ہر نفس  
ہجر کی مینے کشاکش کی تو وہ کہنے لگے  
عاشق و معشوق دو نو خوش رہو یہ ذکر میں  
قتل بھی کرنا تمہیں آتا نہیں بیٹھے ہو  
پکے ساغر اٹھ کر انا پھر سنبھل جانا وہیں  
بادیہ گروہین ہر تلوی کو یہ ایذا ہوئی  
چھیرے ہر روز کی تیرے مزا آیا مجھے

میری پرچھائیں لپتی ہے درو دیوار سے  
ہٹ کر بیٹھا ہے سچا بستر ہمارے  
ہم غفل ہوتا ہے بادہ خوار بادہ خوار سے  
منہ پہ زلفین میں جھکی جاتی ہو گردن بار سے  
موت کا کچھ ڈر نہیں ڈر ہو مزاج یار سے  
مجھ کو فرصت ہی نہیں تھی نظم کے گازار سے  
اب کوئی معشوق لانا مصری بازار سے  
ہو گئیں پردہ میں باتیں طالب دیدار سے  
آپ کھینچی آپ ہی ڈرنے لگے تلوار سے  
میکشونین سیکھی ہو کیا شیار بادہ خوار سے  
دل مرا ڈرتا ہو اب تک ذکر نوک خار سے  
میری الفت بڑھ گئی ظالم تری تھکوار سے



جل خجاؤن کسیدن آہ آتشبار سے  
اب ٹہر جا شرم پامی تری رفتار سے  
قلیں یاد آ یا بگولہ جب اوٹھا کہ سار سے  
تخلیہ میں بٹھکرا کدن لب سو فار سے

ہجر میں آئیاں کہتا ہے مجھے جسم کر  
قتل گہ میرا قاتل اپنی تیغ سے کہنے لگا  
رہنے والے دشت کو کہنے لگے یادش بخیر  
داستان ناسور دہلی بھی کہیں جلا د سن

مار ڈالا ہی زمین کی گرد و شون ڈاؤن  
ایک دن رحمت بنائی جرح کچر قمار سے

ہاتھ اک پورا اسی پہلو پہ قاتل اور بھی  
ہاں مرے جوش جنون دو چار منزل اور بھی  
مل ہی جائیگی اسے منزل سو منزل اور بھی  
یہ ہیں جانا پڑی منزل پہ منزل اور بھی  
جب سے کچھ کہنے لگی شمشیر قاتل اور بھی  
تو نے دیکھا ہے کوئی میرا مقابل اور بھی  
دور مجھے ہو گیا واماں حسل اور بھی  
شمع جل جھکے سب کی حسل اور بھی  
پنسا جاتا ہے مرے پہلو سو اب دل اور بھی  
جتنا بڑھتا ہوں مری بڑھتی ہو محفل اور بھی  
جیسے بس بڑھنے لگا سو دست سایل اور بھی

ہو کے کچھ زخمی تر پتا ہے مراد دل اور بھی  
دوست پیمانی کی حد ہو جائے بس رکن ہنہن  
پاؤں میرے سو گئی یہ کھلے راہ عشق میں  
گھر سے آئے تالحد والے سو عدم  
عاشق ابرو نے لیں تھنیں بلائیں دوسری  
آئینہ کو دیکھ کر کہتے ہیں مجھ کو سچ بتا  
جا ہا جب بندے کہ بھر غم سے ہو جاؤ دین پار  
تم جو غیر ہونے کر دو گرم جوشی بزم میں  
ڈر گیا یہ شام ہجران کی بلائیں دیکھ کر  
سن یہ کہتا ہے ترقی کے عوض زحمت ملی  
مارا جاؤ مجھے وہی تو نے دیا ہوا خدا

اے شفیق زارا تانا پونچھ لے احباب سو  
تم نے دیکھا ہے جہا میں محض جال اور بھی

کھین لاکھوں ہی کی جانیں کھنچی تلوار تھوڑی  
بہنشی کی بات میں بھی ہو گئی تکرار تھوڑی

بتاؤ میرا کسی ابرو نے خدا تھوڑی سی  
شب و صلت جو بیڑ گدگدایا وہ بہت بگڑا

یہ جب سیدی ہوئی ہر کا کل خمدار تھوڑی سی  
صبا نے بھی اوڑائی ہو تری زقار تھوڑی  
اگر مل جائے مجھ کو خاک پاؤ یا تھوڑی سی  
افس جلنے لگے کھا کر کھلی منتار تھوڑی سی

بہت شانے سلجھایا ہو اسکو وقت رہا  
چمن میں یہ بہت نکھیلوئی حال چلتی ہو  
لحد میں تاقیامت اسکو سنیو لگا لو لگا  
ارے صیاد ہمسو دل جلو نکو پی ہو

یہ مجھے فکر آتی ہے تون کی چھوڑ دی الفت  
حکیم دلمین مری رکھنا شفیق زار تھوڑی سی

آسمان کو ہوئی جنبش مری فریادونے  
تھیں سیرت میں بھی اچھے ہو پر نیرادونے  
بوئے آتی ہے زہاد کے سجادونے  
جنگلو میں یہ عیان مجھ کو ہوا جادونے  
میں گردونکو ہلایا انھیں فریادونے  
عدم آباد ہوا ہے ترے بربادونے  
جب یہ گلچیں سودہ محفوظ ہوں صیادونے

نالے سینے جو گئے ہجر کی سبب ادونے  
یہ تو ظاہر ہے کہ ادمن نہیں صورت ایسی  
سیکشی کی یہ ترقی ہوئی ہو عالم میں  
ہوگا تو باعث افتادگی طول اسل  
وہ بھی دل تھامے چلے آئیں تو کچھ نہیں  
جانتے کی نہیں دان بھی اگر خاک اور  
سطن گلشن عالم میں رہیں بلبل گل

عشق میں قلب و جگر ہاتھ سے کچھ شفیق  
چلو اب جان بجا دستم ایجادونے

تو اپنی زبان سے آپ کجالت بیان میری  
جو پھر فریاد سنا کاٹ لینا تو زبان میری  
بڑھی جاتی ہے اس سو پاس کچھ پریشان میری  
بنائے اور اتو جس گئی ہیں بڑیاں میری  
کلیہ تھامے گئے احباب شکر داستان میری  
نہیں معلوم ادنی موت لکھتی کہان میری

مجھے ظالم سافرقت کی سارنی ستا کی  
نہ دے تقدیر تو صیاد مجھ کو میری نالو کی  
مجھے تو ایک سانغ دیتا ہے میری نہیں مروتی  
کہو خدا سے کچھ فکر ہے میری بہر آئی  
مرا قصہ وہ ہے دلچسپ کچھ ایسی حکایت ہو  
کبھی میں گردش تقدیر سے اک جا نہیں ٹھہرا

دہوان ہر سو قن سہ بات کر سمن نکلتا ہی  
مجھے بانوں کی لذت ہو جی تو سونکی لذت ہو  
اگر بیان گیر مجھے پیرہن ہو ہو کہتا ہے  
تپ فرقت سے ایسی بھکے ہی ہیں تیرا ہی  
دہن تیرا مجھے مل جائی اور سبکدوزبان ہیری  
جنون کو جو شمین تو ذرا دین بھیا تیری

شفیق زاریہ استاد کا کچھ فیض صحبت ہے  
بنے مقراض جو رک کر حلہ میں زبان ہی

تیر نظر جو گذرا دل زار توڑ کے  
سنتا ہوں رخنہ بند ہوئی قصر یار کے  
فریاد کیسی سانس بھی لینا محال ہے  
عاشق کے قتل کر نیلا برو بھی کم نہیں  
قاتل نے ہاتھ اٹھا یا تھا کچھ دین سوچ کر  
زخموں نے رکھ لئے لب سو فار توڑ کے  
میرا خیال جائیگا دیوار توڑ کے  
جینا دیکھا مسلائے تجھے متعار توڑ کے  
یہ نیچے بنائے ہیں تلوار توڑ کے  
جلہ ہی سے او سے پھیکدی تلوار توڑ کے

ساقی نہیں تو لطف نہیں اور شفیق من  
بس تم بھی اوٹھو خانہ خستار توڑ کے

وہ ایک تیر نظر ظلم کا لگا بیٹھے  
تھمارے ہاتھوں نے دل میں بڑا سناٹا  
شکایت اسکی نہیں ہو کہ وقت ضائع ہوا  
یہ رہنا میں بڑی عشق راہ الفت کے  
اگر اچھا پوئہ ہے میرے محب کو دے آج  
مرے مزار پہ آئے و فائین یاد آئین  
دل و جگر یہ عجب چوٹ ہم بھی کھا بیٹھے  
جگر میں تیر نظر میں جدا جدا بیٹھے  
تھماری بزم میں اختیار کل سوا بیٹھے  
یہی تو سب کو بتائے ہیں رستا بیٹھے  
غضب کرونگا اگر غیر ہاتھ اٹھا بیٹھے  
اے اپنا پیٹ رہی ہیں برہنہ پا بیٹھے

شفیق دیکھتی ہی شکل کیا ہو اٹکو  
کہ اپنے ہاتھوں نے اپنا جگر دبا بیٹھے

کوچے سے ترے قبر مقرر قریب ہے  
اوسجا پڑا ہو نہیں کہ جہان گھر قریب ہے

ساقی کی بزم میں یہ تصور ہے ہر گھڑی  
 مژگان کا نواز کر بھی رگ دل چھید لگا  
 اب حشر کے کچھ زیادہ مراشوق بڑھ گیا  
 سہوار دیکھنے لگے انداز میکشی  
 قاصد تجھے جہانے ملین سہرا ہا  
 رحمت خدا کی بٹھے یہ کہہ کہو لے چلی  
 یہ ضعف کہہ رہا ہے کہ ہر چھوڑنا نہیں  
 یہ ہے خوشی کہ دیکھ رہا ہوں ہلال عید  
 ممکن نہیں کہ تیر نظر سے ملے پناہ  
 ظالم نے میرے سینہ کو شق کر کے یہ کہا  
 جھک کو کیا ہے جو ش تصور نے کامیاب  
 دکھلا کے زلف او سو مری دل سے یہ کہا  
 دل کہہ رہا ہے نوک مژہ اونکی دیکھ کر  
 قدرت کے بعد کو چر میں او سو خوشی ہوئی

ہو ٹوٹنے میرے اب لب ساغر قریب ہے  
 فضا دور بیٹھا ہے نشت تر قریب ہے  
 تغزل میں سن لیا ہے ستار قریب ہے  
 منہ سے جو اوس کے اب لب ساغر قریب ہے  
 یہ جانتا کہ کو چہ دلبر قریب ہے  
 بڑھ اور چہند گام کہ کو شتر قریب ہے  
 دیوانہ تیرے ہاتھ سے پتھر قریب ہے  
 میرے گلے سے آپکا خنجر قریب ہے  
 اب موت تیری ای دل مضطر قریب ہے  
 دیکھیں جگر سے دل ترا کیونکر قریب ہے  
 بترے میرے یار کا بستر قریب ہے  
 ظلمات اس جگہ سے سکندر قریب ہے  
 چھید لگا جو جگر کو وہ نشت تر قریب ہے  
 جس در پہ موت آئیگی وہ وہ قریب ہے

اس وقت میں شفیق سی ہو حکم کچھ بڑھو  
 جب موت اوس کی حضرت محشر قریب ہے

اپنے عشاق کو پہچان کے بیداد کرے  
 ناتواؤں نے ذرا دیکھ کے بیداد کرے  
 جسکو کچھ کام نہ ہونا لہ و فریاد کرے  
 اونکی ہر روز تالی جو نہ صیاد کرے  
 چاہئے اور اب آرائشیں ایجاد کرے

ابھی کس نے زمانہ کو نہ برباد کرے  
 کہد و اوس سے کوئی نازک ستم ایجاد کرے  
 سدا عشق سے رکھو نہ جو جسکو کوئی دور  
 ہین اسیر ان کہن جتنی تڑپ کر مر جائیں  
 نامہ بر کہنا کہ تصویر یہ دیکھی سینے

موت کہتی ہو مری ایسی ہر سب سے ملت  
اوس کو کہنا کہ تری مشق ستم کیوں کم ہو  
اوس حیا دار کا دیوانہ ہوں نکلی نہ لہو  
قیس و فریاد مرے واسطے کرتے تھے دعا  
وصلِ محبت میں نہیں کوہ کئی ہی بیکار  
المدد ضبط مرے قتل کا ہنگام آیا  
وہ دم ظلم سے صیاد کے خوف آتا ہوا  
ضبط کرتا ہوا تو سینی میں الجھتا ہی بہت  
اوس کو بے دیکھ ہوئی دکھنچ نہیں تجھ سے  
ہو خوشی مر کے بھی کھلاؤں تھارے قیدی  
کچھ اسیرانِ تنفسِ شام سے افسردہ ہیں

میں پہونچ جاتی ہوں کوئی نہ مجھے یاد کرے  
میں نہیں ہوں تو مری خاک کو برباد کرے  
اے جنوں لاکھ اگر گوشِ شبنم فصا د کرے  
دل جو برباد ہی خالق اوسے آباد کرے  
جان دینے کے لئے گوشِ شبنم فرما د کرے  
ہو نہ ایسا کہ کہیں مضحکہ بھلا د کرے  
کہیں ایسا نہ ہو پر کاٹ کو آزاد کرے  
کوئی بتلائے کہ اب کیا دل ناشاد کرے  
کچھ دنوں شوقِ تصور کی بھی پہرہ د کرے  
میرِ طیان کاٹنے کی فکر نہ خدا د کرے  
دل بہل جائے کوئی ذکر جو صیا د کرے

اپنا افکار پہ ہر وقت نظر رکھو شفیق  
شاعری میں وہ کہیں عمر نہ برباد کرے

وہ خوش ہیں اس سو کہ اک یادگار راہ میں ہو  
نکا لو گھر سے قدم اتنا دلبین سوچو تو  
گئی چمن میں ہیں گل کار بوئی کھلتا ہی  
چلے جو ہجر میں ہم کیسے کیسے طوفانِ سحر  
ٹہر کے قبر پہ احبابِ فاتحہ پر بڑھنا  
کہیں پہ چھوٹ گیا دل کہیں پہ جان چھوٹی  
ہوا کے ہاتھوں نے اک روز یہ مٹی کا ضرور  
قضا ٹہر کر ذرا اوسکو دیکھوں میں بھی

اسی سبب سے ہمارا مزار راہ میں ہے  
شکستہ پا کوئی اسیدوار راہ میں ہے  
جگہ جگہ پہ نشانِ بہار راہ میں ہے  
وہ اندھیاں تھیں کہ اب تک غبار راہ میں ہے  
سمجھ تو لو کہ کوئی سوگوار راہ میں ہے  
کیا ایسا کوئی سبقِ لہر راہ میں ہے  
جو کچھ خفیف نشانِ مزار راہ میں ہے  
سنا ہی وہ مرا غفلت شعار راہ میں ہے

زبان پر کلمہ لبیک تن پر جامہ اسرم الہی بخشہ سے ہمکو الہی بخشہ سے ہم کہ مقابل اس خوشی کے ہونہیں سکتی خوشی کوئی جو کچھ طاعت ہوئی ہم سے یہاں پھر لو چنا کباب	بقدر و ما سز دما عیار ہم ستہ جگر پیچے ترے در پر نہ سے رحم و نرم کے منتظر پیچے نہ ہرگز اس سفر کو کہ فی دنیا کا سفر پیچے سری معولیت کا بھی شرف اسکے اگر پیچے
--	---

نہ بوجہ یاد مشہر اہل وطن کے جوش و حث کو  
پہنچنے کی ہماری حب و مان انکا خبر پیچے

یہ نظم بعد مبعث سفر حرمین الشریفین لکھی گئی

رنگیا بس زبان پر نام سفر خاک خالق ہو کیا ادا ہم سے یاد آتا ہے صبح و شام ہمیں وہ تھا کہاں وہ جوش کہاں کہاں وہ دن مدینہ و مکہ جلد کیجئے سفر اے شتا قہ	جف ہے آج اختتام سفر ہم ہوئے فائز الحرام سفر آہ وہ لطف صبح و شام سفر اب کہاں ہے وہ اہتمام سفر نہجے ہمارے لئے مقام سفر ہے اگر دل میں اہتمام سفر
--	--

یاد مشہر ہے دعا یہی حق سے  
پھر دوبارہ ہو انتظام سفر

یہ نظم جلسہ فتح اڈریا نپل واقع مورپور پلین سیلس پارک مدراس منعقدہ ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے  
لکھی گئی اور پڑھی گئی

کیا شان حق ہے روم کی کا یا ملٹ گئی فائض ہوئے میں ترک ادر نہ کے شہر پر جلسہ اسی خوشی میں ہوا ہے یہ منعقد بلقانیوں کی ہو گئی آپس میں جنگ خوب	اس کے شہنشاہ کی جو قسمت پلٹ گئی بلغاری فوج میں جو تہی ہتھیار گئی دل سے ہمارے فکر تنزل کی گئی ضرب المثل ہے جو تیوں میں دال ب گئی
---	--

سنگے بیتاب ہوئے وہ مری در تک پہونچے  
 توش زداو کے ہوئے قلب و جگر تک پہونچے  
 کسی ہو ابھی جلاؤ نہ بن او نادان  
 مر گیا مل چکا سٹی میں مگر شوق یہ ہے  
 غیر سہنس سہنس کے یہ کہتی ہن مری میت سے  
 دل جگر حسرت دار مان کو بھی گم گری کر دی  
 ما تو ان دل یہ ہو گو دور نہیں زلف سو رخ  
 دلکا ہو قول کہ اب اسکا بھی بچا ہو حال  
 نا تو انی میں بڑھی مشق تھوڑا ایسی  
 نا تو ان مر نکو نکلے ہن شہاد تھا ہر شوق

آہ کو زور سے نالہ بھی اثر تک پہونچے  
 نالے بڑے بڑے کے مرے حد اثر تک پہونچے  
 اتنے اونچی تو ہو تلو ار کہ ستر تک پہونچے  
 خاک اوڑا اوڑ کو مری بار کو در تک پہونچے  
 غیر ممکن ہے تری او سکو خبر تک پہونچے  
 ہاتھ ایسا پٹری قاتل جو کمر تک پہونچے  
 شام کو جو ہو روانہ تو سحر تک پہونچے  
 بڑے بڑے مرے ناسور جگر تک پہونچے  
 بند کی آنکھ جہان بار کو در تک پہونچے  
 ہاتھ کھڑاتے ہوئے جلاؤ در گھر تک پہونچے

ای شفیق اپنے کو میں رشک سکندر سمجھوں  
 آئینہ دلکا اگر او کی نظر تک پہونچے

یہ اب کی در و دل اوٹھا کہاں سے  
 زمین بہت سے ایسے آسمان سے  
 لہو برس ہے اکشر آسمان سے  
 میں عاجز ہو گیا در دہنان سے  
 چھپی ہے لاش گرد کاروان سے  
 نکلتا ہو دہوان نوک زبان سے  
 یہ حضرت آگئے نا صحر کہاں سے  
 ستارے گر رہے ہن آسمان سے  
 نہ اونٹنی گا مابستر یہاں سے

چمک پیدا ہوئی ہر استخوان سے  
 نہو جس سے امید مہربانی  
 وہ بنکس ہون کہ میری قتل کے بعد  
 چھپا یا لاکھ ہے چہرے ظاہر  
 خدا کے شان سے صحر میں مرکز  
 تپ فرقت سے ایسا جل گیا دل  
 سم اپنے دلے باتیں کر رہے ہن  
 کوئی آئی بلائے ناگہانی  
 بہت دربان کی باتیں سن چکا ہوں



بس اب ناصح طبیعت اپنی رو کو  
 مبارک ہو کچھ صیاد و ہنسنا  
 او سے بلبل نے آنکھوں سے اوٹھایا  
 ہوئی پھر زخم دلمین سے پیدا  
 اسے صیاد کیا تیری شکایت  
 نہ پایا چین ہمنے زندگی بھر  
 یقین ہے ایک دن ہوگی جدائی  
 نہ پایا خوئی قسمت سے ساعز  
 گئی یہ کہنے میری جسم سے روح  
 جگر پر داغ کھائے سحر و ہن  
 جگر دل کر دے دو لون ہی جسمی

نکل جائے نہ کچھ میری زبان سے  
 نکل جائیگی بلبل بوستان سے  
 اگر کوئی جو نکا آشیان سے  
 اذیت اوٹھ چکی مجھ نا تو ان سے  
 سزا مجھ کو ملی میری زبان سے  
 شکایت ہی زمین و آسمان سے  
 زمین لپٹی ہے اتو آسمان سے  
 شناسائی تو تھی پیر معان سے  
 سبکدوشی ہوئی بار گران سے  
 ڈرے جاتے تھے نام امتحان سے  
 ابھی تو تیر چھوٹا تھا کمان سے

شفیق زار آجائے قیامت  
 نہ اوٹھنا تم بھی اس کے آستان سے

میں اپنے گھر پہ سنتا ہوں باتیں حضور کی  
 ساقی نے شب کو نرم میں لی تھیں جلیان  
 غشیں پڑاے سانس بھی لینا محال ہی  
 محفل میں شمع بجھ گئی اندھ صیاد ہو گیا  
 ساقی کو دیکھ دیکھ میخوار غش ہو گیا  
 سو نقص میں دکھاؤ لگا ارجان ہو خیال  
 آنکھوں میں میری آپسے اجھا نہیں کوئی  
 آئینہ رکھ کے سامنے تیور بدل بدل

آتی ہی شب کو کابین آواز دور کی  
 میخوار کہہ رہے تھے کہانی سرور کی  
 حالت بہت بری ہی دل ناصح پور کی  
 عالم سپاہ کر گئی نقص ویر لوز کی  
 تصویر میں کھنچی ہیں ادائیں سرور کی  
 زائد مجھے دکھائے تو نقص ویر چور کی  
 یوں دیکھنے کو دیکھیں نقص ویر چور کی  
 ایجاد ہو رہی ہیں ادائیں سرور کی

صدتے میں اونکے سیکڑوں آزاد ہو گئے  
آنکھوں میں دم ہو عاشق شیدا تمام ہو  
دل میرا شاد و شاد و شاد غلط ہوا  
ساقی کو دیکھ دیکھ کے منہ پر غصہ ہو

مقبول ہو رہی ہیں دعا کین طہور کی  
سب کہہ رہے ہیں ایک ضرورت حضور کی  
فرقت میں یاد آئیں جو باتیں حضور کی  
تصویر میں کھینچی ہیں ادائیں سرور کی

پوچھو تحقیق دے، اوسکی یہ ماجرا  
جن وقتوں سے عمر کٹی ہو غور کی

سیری تسکین کو ملے کسی سہانے سے  
خوف اسکا ہو کوئی قطرہ مگر نہ بڑے  
نام ساقی کا ہوا جو صلہ اسکا نکلا  
آگئی موت مجھ کو اب لئے جاتے ہیں لوگ  
اسکی آتی ہو صدا اور نہ اسکی آواز  
اپنے قدموں سے چھڑاتے نہیں تیری جوشی  
کیوں دلا خیر ہی باتیں یہ جگر سے کیسی  
اگر کے پائے جو شکست اسکا عجیب ساقی  
حسرتیں کہتی ہیں بس مر کے نکلا ہو گا  
غیر کہتے ہیں مجھے اسکا جنون بہتر ہے  
اے خدا ہو گئی کس کلمہ کی دلیر تاخیر  
باغین جلنے لگے تیرا گاہ میکش  
دکے سو ٹکڑے ہوئے جاتی ہیں تو نیست  
حال سنتا نہیں معشوق کبھی عاشق کا  
قول یہ قدیس کا تھا عشق کو بند ہی نہیں فقط

بوسے لئے آج ہوا لائی ہو میخانے سے  
دل لیٹا ہے چھلکتی ہوئے سہانے سے  
لاش میکش کی اوٹھائی گئی میخانے سے  
زندگیاں نہ گیا میں تیری کاشانے سے  
باتیں کچھ راز کی ہیں شمع سے پروانے سے  
خاک لپٹی ہوئی آتی ہے جو ویرانے سے  
راز کہتے ہیں نہ ابھو سے نہ بیگانے سے  
آنکھ میکش کی لگی رہتی ہو پیمانے سے  
موت لیجا نیکی اس دکے سہ خانے سے  
سہنکے وہ بات تو کر لیتا ہو دیوانے سے  
برہمن نکلا لرزتا ہوا میخانے سے  
مے ٹپکنو لگی انگور کے ہر دانے سے  
زلف اس طرح لپٹی ہو تری شانے سے  
حسن کو کام نہیں عشق کو افسانے سے  
ہمکو کچھ کام نہ کہہ سے نہ تیرے سے

میرے پاس آئے کہ گئے بغیر کہتے ہیں شفیق  
آج از خوب ہی باتیں ہوئیں دیوانے سے

ہو گیا مجبور میں آخر بہت بڑی پیر سے  
تھی بہت الفت کمان ابرو تھیں پتھر سے  
حضرت دل زلف کو پھیندیں پس پیچو رہو  
کہتا ہو دیوانہ یہ مجھ سے نہ بڑھ جاؤ کہین  
خار صحر اہٹ کنار دی بیٹھ اپنی خیر مانگ  
آسمان گردشیں آیا تھر تھراتی ہو زمین  
اب میری جوش جنون کی حد نہیں باقی رہی  
صيد افکن ہو ترے اقبال سو آشی کشش  
کل نہیں پڑتی کسی کروٹ کسی پہلو مجھے  
صيد افکن اب تڑپنے کا مزا جاتا رہا  
اب دل سوزا نگلی گرمی حد سوزا نہ بڑھ گئی  
چارہ گر اس خارجی تدبیر سے ہوتا ہو گیا  
دیکھئے مجنون کو اتراتا ہو کیسا دشت میں  
قتل تو مجھ کو کیا اس کو نہ دھو بہر خدا  
کیسا میں دیوانہ ہوں خود مجھ کو آتی ہو ہنسی  
اب کہاں جوش جوانی پیر میں ہم دوستو  
کھینچتا ہو ایسی بیدردی کو کرنی ذرا  
جا ہو یا بجا ہو اوس میں ہو اثر اتنا صبر و  
خوش بیان خوش لہجہ خوش گفتار کچھ اور

حیلہ سازی سیکھی ہو اوسے مری تقدیر سے  
دل بکر زخمی ہو دودھ تو تھارے تیر سے  
کوئی کبھی نکلا ہو اس ادھی ہوئی زنجیر سے  
ناپتا ہو دشت اپنے پاؤں کی زنجیر سے  
کیون او لچتا ہو ہمارے پاؤں کی زنجیر سے  
زلزلہ اٹھتا ہو میرے نالہ شبگیر سے  
میرا نقشہ بڑھ گیا ہو قیس کی تصویر سے  
لبٹا جاتا ہو ترا چھپ بھی چھپ سے  
دل جگر میں زخم ہیں ابرو دکھانے تیر سے  
درد بھی زخمی ہو ادا میں تھارے تیر سے  
تیر سینے سے جو گھنچتا بھی تو آتش گیر سے  
دل مرا جلتا ہو ضبط آہ کی تاثر سے  
کچھ علاقہ مل گیا ہے عشق کی جاگیر سے  
روح لیٹی ہو مری قاتل تری شیر سے  
پھر دن باتیں کرتا ہوں جب باری کی تصویر سے  
کیون ملا تم ہو مری تصویر کو تصویر سے  
دل مرا لپٹا ہو اوج بلا دیر تو تیر سے  
سب کو سب ہنس گئے دیوانہ کی تقدیر سے  
دم بخود سب ہو گئے جاہل تری تقریر سے

لیونکا بوسے لینا ہی بے باکانہ آتا ہے  
 لرزتا ہوں خیالِ غرضِ ستانہ آتا ہے  
 بٹھایا غیر کو ناواقف الفتِ فمحل میں  
 اوتارا قبر میں مجھ کو احسا یہ بھی واجب ہے  
 ترے دیوانہ کی باتوں پر آتی ہر سنی مجھ کو  
 لحد تک مر کے پہنچا ہوا اب آگے بڑھ کر دیکھ گا  
 یہ کہہ کر چھڑے اوس شمع رو کی دیکھی صورت  
 ہمارا دل بھی وہ نا عاقبت اندیش ہو صبا  
 سنا ہی نامِ زندان اوس صحرانِ غضب آیا  
 شکستہ دل جو تیری زہم میں بن واہ لیا  
 متحین میں دھونڈتا ہوں اوتھری خیر  
 ہماری عمر گزری ہو اسی خواب پر لیا میں  
 عجب انداز سے میری گل پرک کو چلتی ہے  
 بھلا ہو عشق تیرا دشتِ غربت میں مجھ مارا  
 ہوا ہوں پیر ہاتھوں سنو مگر دل تھام لیا ہوں  
 روشن گلشن میں ہر نقش کف پاکی یہ کہتی ہے  
 چلا جاتا ہے تو منزل بہ منزل واہری بہت  
 تر و کی حکم سے کہہ رہی ہیں زنداں لہجہ میں  
 کسی نے خود کشی کر لی کوئی لاکھو سنو لڑتا ہے

تحاری زہم میں دلی طرح پیمانہ آتا ہے  
 چھاکتا ہے جو میرے ہاتھ میں پیمانہ آتا ہے  
 اودھٹایا اوندھو جنکو عشق کا افسانہ آتا ہے  
 بلا لودا کو جسکو قصہ جاننا نہ آتا ہے  
 ہر اک سے پوچھتا ہے قصہ جاننا نہ آتا ہے  
 اسے غافلِ عدم آباد کا دیرانہ آتا ہے  
 خبر کچھ ہو قریب رخ ترے پروانہ آتا ہے  
 یہ جب بخت آتا ہے تو بیتا بانہ آتا ہے  
 عبا را دھٹا ہے اندھی کی طرح دیوانہ آتا ہے  
 اودھین کو سامنے ٹوٹا ہوا پیمانہ آتا ہے  
 نظرِ حقیقت مجھ کو دور سے میخانہ آتا ہے  
 کبھی کبھی سمجھو نظرِ حسانہ آتا ہے  
 تری تلوار کو بھی نازِ معشوقانہ آتا ہے  
 نہ اپنا کوئی آتا ہے نہ یانِ بیگانہ آتا ہے  
 جوانیکا مجھے جب یاد کچھ افسانہ آتا ہے  
 یہاں راتوں کو کوئی صورتِ مستانہ آتا ہے  
 مسافر اب نہ گھبرا نا مسافر خانہ آتا ہے  
 کوئی سی بات جو زائد سوئی میخانہ آتا ہے  
 مجھے ہر کام پورا بہت مردانہ آتا ہے

شفیق اب اس غزل کو ختم کر دیتے ہیں  
 کرو اب فکر اس کی جلتے سالانہ آتا ہے

بت خدا زمین تری ہو گئے خواہاں کتنے  
 منزل عشق میں کیوں بیٹھ رہو نہیں تھک کر  
 موت کی ٹوٹ لیا ہاں غضب کچھ نہ رہا  
 ہیں سگ یا بھی موجود ہاں بھی موجود  
 دیکھئے آئے تھے دربان سو خوش ہو کر  
 دشت کو جاتا ہوں پر دیکھ تو چارہ گر  
 قیس کہتا تھا کہ کچھ اور بھی ہیں دشت نور  
 ہنس کر وہ بولا کہ مرینکی تپنا ہو اگر  
 کوئی بھی حد ہی ترے زور کی تھکتا ہی نہیں  
 تیغ ابرو نگہ تیرے غضب کی چستوں  
 ہے یہ الفت کی کشش چارہ گر دیکھو تو  
 کہا بلبل نے کہ کچھ بس نہ چلا دیکھا کی  
 کہا لیلیٰ نے یہ مجھوں سو کہیں سن لینا  
 ہجر میں حسرت واران بھی کام آکر ہے  
 میرا سر شوق سے تم کاٹ لو یہ بھی سمجھو  
 یہ بھنا جسے سمجھے ہو تب آوا تنہا  
 سننے کے گناہ ہے سچا یہ نہیں کم ہوتے  
 اتفاقاً جو کوئی داد می عزت میں گیا

آج ہندو ہوئے جاتے ہیں مسلمان کتنے  
 طے کئے ہیں انھیں تلو وٹے بیابان کتنے  
 جاتے ہیں ملک عدم بے سرو سامان کتنے  
 ہڈ پونپری بیٹھے ہیں نگہبان کتنے  
 میرے دیوانے نے توڑی در زندان کتنے  
 میرے تلو وٹن رہی خار مغیلاں کتنے  
 اوجھو خار وٹن نظر آتے ہیں دامن کتنے  
 اتنی سی بات میں ہیں آپ پریشان کتنے  
 تو نے ای دست جنوں بھاڑی گریبان کتنے  
 اک مرتل کو موجود ہیں سامان کتنے  
 ٹوٹ کر دلمین رہی ہیں مری پیکان کتنے  
 مٹکے سامنے آنکھوں کے گلستان کتنے  
 کو پہ عشق میں مرتے ہیں پرارمان کتنے  
 دیکھے بہلا نیکو موجود ہیں مہان کتنے  
 بوسے تلوار کی لیتی ہو رگ جان کتنے  
 اوسمیں ہیں راز بھلا موتی عمران کتنے  
 مرتے جاتے ہیں مریض شب بھران کتنے  
 ملے آتے ہیں پریشان سو پریشان کتنے

کیا شفیق حکماء کی ہے قبر نبی

کہتے ہیں آہ و بکا حسرت واران کتنے

اقص بیگار ہیں اب بنگہاں قفس چوٹے

کہا صیاد فی مرکز بیان قفس چوٹے

چمن آباد ہونگے سب سیران نقش چھوٹے  
اسیروں کی کہا صیاد یہ میرے بار میں  
ارے صیاد تجھ کو کیا کہیں گے دیکھنے والو  
رہا ہوئے بعد آرام بلبل کو کہاں آیا  
رہا صیاد کرتا ہو مجھے آنجھک کو حیا آئی  
ترپتے تھے شبانہ روز پر سمت نہیں ہار  
رہا ہو کر چلے چاروں طرف سب چاچھو کرتے  
کہا صیاد نے مجھے ہے قید سؤ الفت  
رہائی پر ہمارے دیکھنے والو یہ کہتی ہیں  
ترپنے پر مجھے صیاد نے سب سے جدا رکھا  
رہا وہ ہو گئے راتوں کو جسے دل بہلتا تھا  
تجھے شوق اسیری تھا ہو خود قید تو اگر

یہ غل ہو بعد مدت کو پریشان نقش چھوٹے  
نقش میں خاک اور گی یہ اگر شان نقش چھوٹے  
اگر بے آب دو آنہ آج وہاں نقش چھوٹے  
بہت افسوس ہو اسکا کہ یاراں نقش چھوٹے  
میں چھوٹا جب کہ میری ساتھ یاراں نقش چھوٹے  
نقش کی تیلیاں تو پرین تو مردان نقش چھوٹے  
جنر بر سمت یہ پہونچی کہ مرغان نقش چھوٹے  
تری گرموت اہ جائے تو پھر جان نقش چھوٹے  
ہو کیا حادثہ موت و گریبان نقش چھوٹے  
قیامت آگئی مجھے رفیقان نقش چھوٹے  
اکیلے رہ گئے ہم سب سیران نقش چھوٹے  
اکوئی اہل نقش چھوٹے نہ خواہاں نقش چھوٹے

اشفیق ایسی زمین میں شعر کہتی ہو نہ کھانا  
اگر بیان نقش چھوٹے نہ داماں نقش چھوٹے

مرتا ہوں سیاح کی فقط بھینبر سے  
حالت یہ ہوئی موت تری خیر سے  
گل جلیو ہوں شاداب نسیم سحر سے  
یہ اوج ہوا تجھ کو میری نامہ بر سے  
ہم مفت میں ترپا کے درد و جگر سے  
الفت نہ کرو ملک عدم کو سفر سے  
سوئی کو غش آیا ہو تری جلوہ گر سے

کیا فائدہ اے چارہ گر اس چارہ گر سے  
آنکھو میں دم آیا مراد و جگر سے  
یون ہوتے ہیں سب ان جگر آہ ہوتا زور  
قاصد در جانا نہ ہوا تیرا پہونچنا  
اغیار میں ہنس بول کر شب او شوہر کی  
اے درد و غم ویاس بس اب چھوڑ دو مجھ کو  
نظارے کی ہوتا بکسی کو نہیں ممکن



ناصح مجھے سمجھاؤ نہیں جانتا نہیں  
 دیوانہ مرا نام ہو رسوائے جہان میں  
 دل سینوں کے باہر ترا آنا نہیں اچھا  
 پھر سنہ نہ دکھائی کبھی اپنا مکمل

کیون قیس کی عزت ہوئی اشفہ سرسے  
 کیا فائدہ اسی دست جنوں جامہ درسے  
 تے گوشہ نشین نام ترا پردہ درسے  
 اگر سامنا ہو جائے کسی رشک پر سے

احباب شفیق آج یہ کھنے لگے ہنسکر  
 اچھا تجھے سمجھا ہی تری بے ہنر سے

کب ہیں ضبط آہ سوزان سوزین ہیں آبل  
 آہ سوزانکے دھوکے میں میری یقینہ ہوا  
 دل جلا ایسا ہوں شکوہ کر ڈھین لیتا ہوں  
 ایسا بیکس ہوں کہ بعد از مرگ مجھ کو قبر میں  
 ایک دم میں آؤ اک دم میں گوی ملک عقد  
 پاؤں میں چھالے تھے لاکھوں منزلوں میں ہی  
 تیرے ایسی ڈالفت کہ جبکے پتے ہی  
 پاؤں ججا پر رکھا میں وہ سبزہ جل گیا  
 وحشیوں کے پاؤں یوں جگر ٹوڑ کر چھال کر دی  
 دشت غربت میں مجھ کو موت آئی یہ افسوس  
 ضبط ہو سکتا نہیں ہر دم تیکتے ہیں بہت  
 تھک کر میں بیٹھا ہوں یوں نذرین اٹھنا ہی

دل میں سینوں میں جگر میں تن بدن میں آبل  
 دیکھ لیجو بڑے گئے چرخ کہن میں آبل  
 پھوٹ ہی جاتے ہیں میرے پیر میں آبل  
 پھوٹ کر رویا کئے میرے کفن میں آبل  
 ہسے تو بہتر ہیں کچھ چال او چلن میں آبل  
 جب ہیں پہونچا ہوں تو پھوڑی ہیں ٹون میں آبل  
 اوسکی گرجی سے پڑی ساری دم میں آبل  
 آگ اب بڑھ کر لگائیں گرچہ میں آبل  
 پھوٹ کر اب تو چپکے ہیں رسن میں آبل  
 میرے باعث سو پڑی رنج و محن میں آبل  
 فرق لائینگے ہمارے بانگ میں آبل  
 اب خوشی سو پھولیں اپنی آہ میں آبل

ابتداء سے تو شفیق زار ہو کر تش بیان  
 اس سبب سے ہیں ترے ہر موڑ میں آبل

یفس کہنے لگا کس درجہ شکل میں رہی  
 زندگی بھر ہم یوں ہی منزل ہی منزل میں رہی



کو تے مجھ کو حسین یوں اپنی محفل میں رہی  
چارہ ساز و نس نہ اپنا در و دل کچھ بھی کہا  
وقت زینت جو کہا ہے وہ آرایش معنی  
لیکے انگڑائی ترا دیوانہ یہ کہنے لگا  
اب بہت مشق تصور کے سبب آرام ہے  
بات ایسی کیجئے جو غیر کو ظاہر نہ ہو  
گھر سے آئے تاحمد وانسے گئے سوئے عدم  
حال مجنون کا سنا لیلے نے یہ رو کر کہا  
قتل گہ میں آج پھر جلاؤ آئیگا ضرور  
مانگتے ہی دل دیا میں اسے تجھ سے  
میرے مرنے سے بہت عبرت سمجھو نہ ہو گئی  
بھر غم میں موت آئی دفن بھی ہو گئی قریب  
آتش غم راز مخفی جسم ہو محبوب کا

وہ نہ لکے عسر بھر جو آرزو دل میں رہی  
ہوش مرتے مرتے اتنے تیرے غافل میں رہی  
آنسو کی طرح ہم اس کے مقابل میں رہی  
یہ بھی اک جھک تھی جو ہم قید سلاسل میں رہی  
اپنی جا بیٹھے رہی پر اس کی محفل میں رہی  
یا مرے دلیں رہی یا آپ کو دل میں رہی  
بعد مرنے کے بھی ہم مشکل ہی مشکل میں رہی  
وصوب میں صحرائے نشین ہو کون محل میں رہی  
حکم آیا رہی ترقی رقص بجل میں رہی  
کمرے کے کمر اتنا اثر تو دست سایل میں رہی  
اب کوئی جا بناؤ آ کر کوئی قاتل میں رہی  
غمر دو نگار نام بھی دامان ساحل میں رہی  
دست موسیٰ کی طرح وہ آبلہ دل میں رہی

ہی گناہوں کا سبب پر یہ تعجب ہی شفیق  
ایسا خالق اور کوئی آرزو دلیں رہی

خوب دنیا کا کارخانہ ہے  
وصل کی شب گزر گئی یوں ہی  
دلوں کا جگر بھی چھید دیا  
کہا بلبل فین ہوں گوشہ نشین  
عمر بھر مجھ کو اعتبار آیا  
دلوں کا ارمان دیکھ کر بولا

جیسے ہم ولیا ہی زمانہ ہے  
اون کا گیسو ہے اور شانہ ہے  
یہ بڑی مشق کا نشانہ ہے  
میں ہوں اور میرا نشانہ ہے  
کیسا حیلہ ہی کیا بہانہ ہے  
کیسا دلچپ استمانہ ہے

کیسا سنان قید خانہ ہے  
میرے گریہ کا اک سنانہ ہے

میرے ہیبت پر پاسبان بھی نہیں  
جسکو کہتے ہیں نوح کا طوفان

اب قناعت سے عمر کا ٹھنقوت  
شرخا کا یہ ہی زسانہ ہے

یہ دیوانہ ہے لیکن بات کہتا ہے ٹھکانی  
بہت ۱۰ ان ہو گئے ہیں بند راہین قید خانگی  
مری تقدیر میں ہیں گردشیں ساری زمانگی  
رہی پیش نظر تقدیر پر دم قید خانگی  
ابھی تک یاد ہے تکلیف مجھ کو قید خانگی  
کسی سیکس کو ای ظالم ادایہ تھی دکھانگی  
جزبانی ہو میرے دل کو مجھے اونکے آنکھ کی  
محبت دشت سولائی ہو محب کو قید خانگی  
نہیں ہو سانس اس میں اب ضرورت کیا دکھایا  
بنی ہیں صورتیں اچھی خدا کے کارخانگی  
ہیں اچھے کام میں بدنامیاں ساری زمانگی  
ہماری آنکھ میں تصویر ہے سارے زمانگی  
ہوا کو بھی ہمیشہ ہے عادت خاک اوڑھانگی  
بھری ہیں دلیں میرے حشر میں ساری زمانگی  
یہ کیسی قاتلوں کو مشق ہو ناوک لگانگی  
وہ مرتا ہے جسے عادت ہو صدمہ اوڑھانگی  
ابھی سی ہوئی ہیں تیاریاں مہا کو جانگی

چلا ہے دشت سوڑے ہو زبانی قید خانگی  
خدا معلوم کس قیدی پر کیسی حادثہ گذری  
شبانہ روز چلتا ہوں قدم اکدم نہیں کتا  
رہی صحرا میں ہم پابند ہو کر ایک جا بیٹھے  
ہوا محشر بیا میں اپنی جاسو آنکھ نہیں سکتا  
ابھی انگڑائی لی توتے تو ہی انصاف کہہ  
خوشی میں رنج سے زائد تر پنا بڑھتا جا رہا  
خوشی سے موت آئی ہو قدم زندان میں لکھیں  
میچا سے کہا چارہ گرون کی آپ کون آؤ  
اثر اتنا ہو او میں جو کوئی دیکھو و عاشق تو  
مجھے ہے تجربہ اس کا مقرر کی برائی سے  
بھرے ہیں عمر بھر ننگیاں عالم کی دیکھی ہیں  
خوشی ہو یا کہ غم ہو اسکو اپنی کام سے مطلب  
شب و صلت بہت ہے مختصر کو نیکو سونگلیں  
نظر جسوقت ڈالی دل جگر و دونوں کے زحمتی  
ہماری لاشیں سنسک وہ غم و غم کہتے ہیں  
وہ میرے گھر میں آنکھوں میں اونے غیر کہتے ہیں

ہر اسے کہتی ہو بلبل کہ آ نکھو نو آ نکھو  
 اسبراد کوئی آیا تو بلبل نے کہا اوس سو  
 بڑا تھا عاشق بلیں کا لاشہ اونکا حسین  
 بھلا ایسے کو غصہ کا سمجھنا سخت مشکل ہے  
 وہ میرے پاس سے اوٹھ کر اکیلے جا کر سر زمین  
 وہاں جا تو میں چپ چپ کے گھسی اونکو کھینچے  
 اور دھرتا کی زطالم کی نہ آنسوا یک بھی نکلے

کرے کی ایک بھی تہی جو میرے آشیانہ کی  
 بتاؤ خیریت پہلے ہمارے آشیانہ کی  
 حسین آؤ ہو کین ٹسار یا نیت اونچائی  
 کوئی بھی بات ہو عادت نہیں تھوری خرمائی  
 اوٹھا ہوں میں مگر تمہیں نہیں پڑتی جگہ نیکی  
 ہمیں بھی پڑ گئی عادت تصور آرمائی  
 اور آ نکھو نکھو عادت پڑ گئی دریا بہائی

شفیق اب چپ رہو میں مرنج اور کا کا ڈاؤ  
 تمہیں عادت ہوئے کی اونہیں باتن شائلی

گھر سے اپنکے جب قاتل گئے  
 جس جاگہ جا کر نہیں آتا کوئی  
 آیا بیماری میں عیسیٰ کا خیال  
 اونکی درویدہ نظر اور ٹھو لگی  
 وہی عادت سے کہیں ٹھہرے نہیں  
 دل خدنگ ناز نے چھیدو نہیں  
 راہ فانی میں جوہن رکھا قدم  
 دیکھ کے جلا د کی تیج ادا  
 ایسیجا آج ضبط آہ سے  
 دیکھنے والوں کے ہوش اڑ فر گئے

مرنے والے راستے میں مل گئے  
 اوس ٹھکانے آپکے بسمل گئے  
 ضعف میں ہم سیکڑون منزل گئے  
 بے یقین پھر عاشقو نکے دل گئے  
 تا اور جانان یوں ہی بسمل گئے  
 کیا خطا ادسکی نشانے ہل گئے  
 جانے والے خاکین سب مل گئے  
 قتل گہر سے سیکڑون گھائل گئے  
 دل جگر کے زخم ساری کھل گئے  
 جس ٹھکانے آپکے بسمل گئے

یہ تمہاری کیسی حالت ہو شفیق  
 آہ کے سب احباب تم سے مل گئے

گر بڑے جب تھک کر رہے ناتوان دیکھا کر  
 موت کے ہاتھوں سے ایسی بڑی عالمین ہی  
 کو ڈجانا میں یونین کی زندگی ہنسی کسر  
 کچھ تعلق دلو تھا ایسا خدنگ ناز۔ یہ  
 ہجر کی تکلیف کچھ دن اور سہنی تھی انھیں  
 ہجر میں جو حال تھا میرا وہ اونے پونے  
 کس دلیری سے کیا ہو کام اپنے قتل کا  
 خوف سو صیاد کے گلشن سے ہم باہر ہے  
 جو نڈرتے وہ رہی گلشن کس آرام سے  
 عشق کو صحرایں ہر وحشی کا یونین راہبر  
 دل ہوا گھائل جگر پر ہاتھ ہم رکھ رہے  
 اونکی نظر دینن سما میں آسانے جو کیا  
 چارہ گر کہتے تھے اس سو نا اسیدی ہو گئی  
 اہم خواب میں ہیں تو دیکھتا تھا بار بار  
 کیا جوانی چیز تھی حسین کہ خوف و خطر  
 ساکن گور عزیمان کچھ تھیں معلوم ہی

ہو گئی جب آؤ گر دکار وارن دیکھا کئے  
 ایران لڑ پانے اور نور اس دیکھا کئے  
 جابجا بڑی تریب کے نشان دیکھا کئے  
 عمر بھر ہم اپنے سینے کے نشان دیکھا کئے  
 مر گئے اچھے بھلے ہم نجبان دیکھا کئے  
 بھلو عبرت سوز زمین و آسمان دیکھا کئے  
 سب تری ارمان دلو نوجوان دیکھا کئے  
 رات کو آ کے اپنا آشیانہ دیکھا کئے  
 ہم ٹھکانا ہی برائے آشیانہ دیکھا کئے  
 قیس بھی میرے ہی قدموں کا نشان دیکھا کئے  
 تیر کس جا پر پڑا اور ہم کہاں دیکھا کئے  
 عمر بھر جو گردش چشمستان دیکھا کئے  
 دیر تک وہ آج نبض ناتوان دیکھا کئے  
 ہم بھی چپ چپ کو گھجوا ویدگان دیکھا کئے  
 کام کرتے تھے وہی حسین زبان دیکھا کئے  
 جو مٹی قبر میں ہیں ہم اونکے نشان دیکھا کئے

تیری وقت جان کنی کچھ الیحات تھی متفق

مہربان کا ذکر کیا مہربان دیکھا کئے

نہ آیا ہے چین وہ دل بھی ہے  
 اشارہ کیا او سو دل جسکے پولا  
 ابھی آئینہ میں ہے دیکھا تو نے

چاک عمر تر پا وہ بسمل ہی ہے  
 مجھے جسے مارا وہ قاتل ہی ہے  
 اگر ہی تو تیرا مقابل ہی ہے

نہ آسان کہی ہو وہ مشکل ہی ہے  
 میں کہتا رہا حسرت دل ہی ہے  
 کہہ لگا میں چپکے سو قاتل ہی ہے  
 جو تا حشر تر پے وہ گمایل ہی ہے  
 ادا او کی کہتی سو قاتل ہی ہے  
 مری تیغ ابرو کا گھائل ہی ہے

اودیت میں فرقت کی دل کہہ رہا ہے  
 اس کی کوڑا یا خدنگ نظر نے  
 اود سے چھڑ نیکو بروز قیامت  
 تری تیغ ابرو کی سو برق بسمل  
 بہت بن کر جلتا ہے مقتلین ظالم  
 جنازہ مراد کی پھکر بولے سب سے

شفیق اتنی ہو شاعر میں بھی قوت  
 اوشیں اونگلیاں تجھ پہ جاہل ہے

لاکھ تر پے مگر نہ ہوئی  
 اتنی سی بات در گذر نہ ہوئی  
 چھد گیا دل مجھے خبر نہ ہوئی  
 ایسی تدبیر چارہ گر نہ ہوئی  
 آہ بھی لایق اثر نہ ہوئی  
 کبھی شاخ اسکی بارور نہ ہوئی  
 خیر ہے یہ ادھر ادھر نہ ہوئی  
 موت بھی میری راہ نہ ہوئی  
 کوئی تجھ کا رگر نہ ہوئی  
 ایک کی ایک کو خبر نہ ہوئی  
 کوئی ایسی تم بھی نہ ہوئی  
 تم کو راحت دل و جگر نہ ہوئی  
 اپنی تو خبر سے نہ ہوئی

ایجر کی شب ہی مختصر نہ ہوئی  
 ہے ہم نہی پر یگاڑ قاتل سے  
 کیا صفائی ہے تجھ میں تیر نظر  
 وہ جو آتے مریض بچ جاتا  
 ایسا نار ہو میں فرقت میں  
 نخل الفت بھی بے مراد رہا  
 نوک مرگاں ہی بیچ سینے کے  
 در قاتل پہ محکم پہنچ پاتی  
 چارہ گر چپ میں مر گیا بیمار  
 دل جگر اس طرح ہو کر گھائل  
 شب وصلت کو طول ہو جاتا  
 عشق میں ایک دن مرے ہاتھوں  
 شب وصلت لڑائیکے ہاتھوں

<p>ہے سیدی کبھی نظر نہ ہوئی ایک دن قید میں سر نہ ہوئی جس میں نہ کی رہ گد ز نہ ہوئی</p>	<p>آگے بھی بے تاب بن ابرو پر مر گیا گھٹ کے آپکا وحشی قبر ایسی زمین پہ ہے میری</p>
<p>مر کے اتنا شفیق صدمہ ہو قبر اوسکی قریب در نہ ہوئی</p>	
<p>اولیٰ ہمارے نا لونی نا شیر ہو نہ مایے یہ ضعف میرے پاؤں کی زنجیر ہو نہ مایے دشمن مرا کہیں غلبہ پر ہو نہ مایے اسکے جگر کے پار کہیں تیر ہو نہ مایے جب تک کہ ختم یار کی تقریر ہو نہ مایے ظالم کا ایک ظلم بھی تحریر ہو نہ مایے ناراض مجھے کاتب تقدیر ہو نہ مایے ڈر تا ہوں جاگ یار کی نفس پر ہو نہ مایے جلدی چلو کہ قتل میں تاخیر ہو نہ مایے</p>	<p>ناراض سنکو وہ بت پر ہو نہ جائے بیار ہو نہیں دشت میں اوٹھتا نہیں قدم خلوت میں ہوں وہ میں مگر یہ خیال ہے کہتے ہیں چارہ گر سے تڑپنے نہ دلاست ممکن نہیں کہ بات کریں زمین کوئی لکھتا ہوں واقعات مگر یہ خیال ہے اس واسطے برا نہیں کہتا نصیب کو دست جنوں سدا مرے دل کا خیال رکھ مقتل میں مجھ کو کہنے لے جاتا ہو یہ شوق</p>
<p>دیوانہ ہے شفیق مگر یہ خیال ہے اس بخودی میں یار کی تقصیر ہو نہ جائے</p>	
<p>کیا خیال آیا ہو ظالم جواب خاموش ہے نا امید ہو گیا منتظر خاموش ہے سیکھو نگور و تی ہو بنیم مگر خاموش ہے جائیں صحرائیں کہ اُون سبکو جنو کا جوش ہے جس قدر غافل ہو تو اتنا ہی وہ مدہوش ہے</p>	<p>خون ناحق کے اثر سے اتنا تو مدہوش ہو ہیں کہیں آنکھیں نہیں معلوم وہ مدہوش ہو غیر وہ سب دیکھ لیں تہذیب اسکا نام ہے کہتے ہیں دیوانے مر جائیں گے زندان میں کہنا یہ قاصد جو وہ پوچھیں مری خوش حال</p>



خود بخود ہنستا ہے کیا دیوانگی کا جوش ہے  
 جانتا ہوں میں کہ تو عالم کا پر وہ پوش ہے  
 شرم سے میت پر میری آپ وہ خاموش ہے  
 اے لحدِ حیات کی مجھکو ترا آغوش ہے  
 رند سب محفل میں خوش ہیں ذکرِ نوشاوش ہے  
 اس سبب سے قبر میں عاشق تراز پوش ہے  
 رازِ دارِ عشق پر یہ بھی قریب گوش ہے  
 کسا ہے دستِ حنائی اور ہمارا دوش ہے  
 بزمِ سب سنان پر شمعِ سحرِ خاموش ہے  
 وضعِ میں سادہ کوئی کوئی مرقع پوش ہے  
 پھر وہی ہم ہیں وہی ولہر وہی آغوش ہے  
 سانس بھی لیتا نہیں اندر جہ یہ بیوش ہے  
 اب جنازہ ہو گیا اور کیا دوش ہے

ما تخرین زنجیر ہے پاؤں میں دوہری بٹریان  
 تو نے کیا عصیان کا مجھکو تری حیرتِ برب  
 ورسند او اس سے شکایتِ ظلم کی کیا فائدہ  
 نہ ہو ایک مجھکو سلا یا ہو بڑے آرام سے  
 کوئی سا مینو ازاؤ کسی بزم میں آج آگیا  
 یہ ہے منشا بعد مرنے کے نہ کہے اور کو  
 اوس سے جو کہتا ہوں چپکے سے سن کر تی ہوں  
 وقفہ بگلگشتِ جن و یکھین تماشائی دزا  
 میرے ہر مرنے کی اوداسی نے کسا اتنا اثر  
 باغِ عالم میں حسینوں کی دورنگی خوب ہو  
 سے کششِ آفت کی گرا غبار و یکھین گے ضرور  
 آئے کہ میت پر مری وہ ناز سے کہنے لگے  
 غیر سے کہنا کہ یہ بھی وقت آکر دیکھ لے

یہ بی بی اللہ تیرا مربہ سمجھا شفیق  
 عرشِ اعلیٰ پر گئی ایسی تری پائوش ہو

زندگی دن بہر صورت گزرتے جائیں گے  
 حادثے ایسے ہی آنکھوں سے گزرتے جائیں گے  
 عاشقوں کے دل میں سب نقشو اترتے جائیں گے  
 حشر تک ہم آپ ہی کا نام کرتے جائیں گے  
 دل اگر ٹھرا تو ہم بھی یاد کرتے جائیں گے  
 نقص ہو اتنا ہوں میں تیرے پھرتے جائیں گے

شادی و غمے جین کر اور مرتے جائیں گے  
 ناامیدی دے سب ارمان مرتے جائیں گے  
 وقتِ زینت اونی کو ہستی ہو ادا سنبھلے رہو  
 زخم لاتے ہوں کہ مہسا کوئی بھی زخمی نہ ہو  
 سرگزشتِ عمر پوری حشر میں کہنا بڑی  
 پوری مشائی ہمارے ولہ کی ناوکِ فلن





دگر کرتا ہو جس کا فقط اسے واعظ  
بار بار اس شوکے کہتے ہیں کشمکش اتنی ہو  
سب ناریک میں حسنا کا بچنا ہی محال  
احمر کی زینت میں بڑھی بڑھیں ستر کے لئے  
پاؤں پہن رہے ہیں رخسار کی مہر

اور کچھ بات بھی ای مر وحند آتی ہو  
سے ملنے کے لئے زلف رسا آتی ہو  
عشق گیسو میں عجب سر پہ بلا آتی ہو  
فرد عصیان کی مرے پیش خدا آتی ہو  
اکسی منجانے پہ گھر گھر کے گھٹا آتی ہو

زرا کاٹنا مشکل ہوا کہتا ہے شفیق  
ہم تو سنتے تھے بہت تکوین آتی ہو

جائے تین مست وان دل مضطرب ہو  
بہاؤ شاہ کا دل مضطرب لئے ہوئے  
مفتلہن جسے دیکھا وہ بہ موت مر گیا  
وہ مر نام آس پاس لکھتے تھے خوب ہو  
غیر دل سے کہتی یہ کہے اب آکے دیکھ لین  
اڑٹھا ہے میرے پاس سوہنستا ہوا بھی  
کوچو میں اوسکے مریم کی امید ہو گئی  
مدت کے بعد اوشو میں کوچو سے یار کے  
شاہ پریم اب نہ آئیں گے کوچو میں یار کے  
فرقت میں اپنی جانے ہم ہاتھ دھو چکے  
باقی رہی نشان یہ منظور ہے اوصاف میں  
سب کو دکھانے جاتے ہیں شمشیر و خنجر کا  
دیوانیکہ یہ حال ہو دمکا شمار ہے  
کوئی اسیر مر گیا جاتا ہی سوئے باغ

اوس بزم میں چلے ہیں یہ ساغر لئے ہوئے  
آتا ہو کوئی ہاتھ میں خنجر لئے ہوئے  
خنجر ہے اس ادا سے ستر لئے ہوئے  
جاتا ہوں اپنے قتل کا مختار لئے ہوئے  
وہ ساتھ ہیں مجھے ستر لئے ہوئے  
دل میرا اپنے ہاتھ میں دس لئے ہوئے  
برسوں ہوئی ہیں محب کو وہاں گھر لئے ہوئے  
بوسیدہ اپنا تھوڑا سا بستر لئے ہوئے  
غم تو یہ ہے کہ جاتے ہیں بستر لئے ہوئے  
وہ خواب میں بھی آئے تو خنجر لئے ہوئے  
آئے ہیں میری قبر کا پتھر لئے ہوئے  
آتے ہیں قتل گاہ سے کئی ستر لئے ہوئے  
فضا دچکے بیٹھے ہیں نشتر لئے ہوئے  
صیاد اپنی ہاتھ میں کچھ بر لئے ہوئے

جانے ہیں اپنے دوخپہ بسترے ہوئے  
سب اپنے اپنے ہاتھ میں ساغر لے ہوئے  
اغیار پاس بیٹھے ہیں دفتر لے ہوئے

دربان نے اٹھایا ہے کوچ سے یار کو  
سے سیکشتی حسینہ میں جاتے ہیں سوئی باغ  
کہتے ہیں اس مہینے میں کتنے ہوئے ہیں قبل

لاغر جو مجھ کو دیکھا تو کہتے ہیں وہ شفیق  
یہ پوچھ اپنے سر کا ہے کیونکر لے ہوئے

رفتہ رفتہ سب یوں ہی ارمان بکھ جائینگے  
ہوینگے وہ اچھے کہ جنکے دل پہلے جاتینگے  
برزمان کی طرح کروٹ بدلتے جاتینگے  
آتشِ فرقت سے تیرے تیر جلتے جاتینگے  
تم تو اچھے ہو گئے وہ بھی سنبھلتے جاتینگے  
دل بسین گرجس سے ایسی راہ چلتے جاتینگے  
اگر اسیرانِ قفس کے دل پہلے جاتینگے  
بات کرنے میں بھی وہ مجھ سے بھلتے جاتینگے  
آئینے منہ سے کفِ افسوس ملتے جاتینگے  
ایسی صورت ہو تو دیوانے بھلتے جاتینگے  
شمعین جلتی جائیں گی پروانے جلتے جاتینگے

گردِ بیتاب تجھ پر تیر جلتے جاتینگے  
کہنا اے قاصدِ سچا سے کہ اتنا سوچئے  
جس جگہ جانا ہو ہم کو مر کے پہنچیں گے وہاں  
دل ہوا گھائل مگر اس بات کا صدمہ بھی ہو  
کہتا ہے اپنے مریضوں سے سچا آن کر  
ہو تماشا کی کہ عاشق او کو اس سے کام کیا  
ظلم سے صیاد سب یہ قید میں رہ جاتینگے  
وہ ابھی نام خدا کس میں کیا بھین میں  
دردِ دل کہتا ہو مجھے او کو آنے دیجئے  
ہر دردِ دیوار پر زندان کو یہ تصویر یار  
بزمِ عالم کی یہی حالت رہی گو عشرتک

دیکھ کر حالتِ زمانین عرسوں کی شفیق  
جو بہت بھوش میں وہ بھی سنبھلتے جاتینگے

کہیں جہان میں کسی کا شباب بہتا ہے  
یہ سچ ہی پھر مرا نقشا خراب رہتا ہے  
کہاں کہاں دل خاہِ خسرواں بہتا ہے

یہ سنکے مرینکا اب اضطراب رہتا ہے  
کبھی جو صورتِ تصویر وہ کبھی مجھے  
کبھی بزمِ لغین اس کی کبھی یہ فکر میں ہے

<p>دل و جگر کو بہت اضطراب رہتا ہے          ہمیشہ آبلہ دل پر آب رہتا ہے          و خضیر کے دور میں جام شراب بہتا ہے          سمجھ تو لین کہ بہت کم شباب بہتا ہے          کہ جتنی دیر سوال و جواب رہتا ہے</p>	<p>ہاں آئینہ بھی نہ دیکھوں جوانہ جاو سکو          نہ نگ ماز کی بے اتفاقیوں نے حضور          یہ کہد ماخیزوں نے، اقی کو آکے گھیر لیا          حسین و حسن دور روزہ پر اتنا اترائیں          سنا ہی سر کہ لور میں سیات مٹی ہے</p>
---	---

شفیق شاعری کو اپنی مقنم سمجھو  
 کہ زندگی کا بہت کچھ غلامیاب رہتا ہے

<p>ہو گیا غارت مجھے افسوس اپنا دکا ہی          آسرا اللہ کا یا کچھ سہارا دکا ہی          بے محکوم بھی الفت ہو زمین خون میری دکا ہی          ساری عالم کی زمین سرخوں تر ہوئی دکا ہی          راستہ سیدھا کہا تھے وہن ساحل دکا ہی          تری بدنامی ہو گر نقشہ ہی گھائل دکا ہی          مانگتا ہی دل کہ کیا نقشہ مری سائل دکا ہی          اب بڑھنے کا ارادہ آپ کے بسمل دکا ہی          جیسا دل میرا ہو ویسا دل مری قاتل دکا ہی          سچ تو یہ ہی کیا تقدیر پر وہ محمل دکا ہی          جان خود دیدی ارادہ یہ تری گھائل دکا ہی          دل ہلا یا مرقع آپ کی محفل دکا ہی          آج تو کچھ اور ہی نقشہ مہ کا مل دکا ہی          وہ تڑپنی کا ٹھکانا آپ کے بسمل دکا ہی</p>	<p>ٹھوکرین کھاتا ہی عادی کو چہ دلبر کا ہی          راستہ مشکل سنا ہی عشق کی نزل کا ہی          سرنج ہی ایسا کہ شہرہ ناوک قاتل کا ہی          زخم سب بہتی ہیں کچھ ایسا تسلسل دکا ہی          بحر غم میں بھٹس گیا ہوں کس سے بچھون دکا ہی          زخم کھا کر ہر طرف بچھتا ہی اتراتا ہوا          شرم سے گردن جھکائے ہاتھ پھیلا دیو          زلزلہ عالم میں آئی گاری اتنا خیال          جان دنیا مجھ کو آسان قتل کرنا اوکھل          ہر صورت بھی نہ دیکھیں وہ روناؤ کو قرب          قتل کہہ میں تو ذرا سیلا وجا کر دیکھ تو          دو ٹھکانے ہیں حسینوں کا جان محج رہا          وہ مقابل ہیں تو کیا بچھتا ہی گھبرا ہوا          آپ جس جا پر کھڑی ہیں واپسی ہٹ جائی</p>
--	--

دشمنوں کی قید میں بھی خوب دلچسپی رہی  
 اوس کے عہد حسن میں عالم ہی شتاقِ اہل  
 دست و پا گلنار قاتل کے ہیں مجھ کو عیب  
 و کیم لیا حضرت موسیٰ ہزاروں راتیں  
 رات کو عشاق سوئے ہیں کون کچھ مورتے

ہر روز دیوار پر نقشہ تری محفل کا ہی  
 بس کسیکو دیکھنے کی گھائل مری قاتل کا ہی  
 کچھ تو ہر رنگ دنیا کچھ خون میری دل کا ہی  
 وہ پیر بدینا نہیں چھالا ہمارے دل کا ہی  
 اچھ بوتے ہی ارادہ عشق کی منزل کا ہی

میں نامہ اوسکو بھیجیں کہ وہ بولا شفیق  
 پڑہ نین سکتا کوئی خط کسی جاہل کا ہی

آنکھ سے آنکھ ملا دیجے عزت کیا ہی  
 کبھی غصے سے کبھی ہنس کر مراد دل چھینا  
 مر گیا غیر کوئی روئے ہوا اوس کو غم میں  
 اوس کی تصویر جانی ہو مرے پیش نظر  
 اپنے جو مرتا ہی یہ اوسکو سمجھتے ہیں برا  
 کبھی چھینا کبھی پھیرا کبھی پامال کیا  
 مجھے جب پہلے پہل آنکھ لڑی تھی تم سے

چھینے دو کو مرے چشم مروت کیا ہی  
 اینچہ ایسے تم ایجاد کی عادت کیا ہی  
 آنسو لیکے فزا دیکھو تو صورت کیا ہی  
 وصل کی رات ہی میری شبِ فرقت کیا ہی  
 کسے نصف میں حسین انکی عادت کیا ہی  
 و تھے دل مرا بیکار کی حجت کیا ہی  
 اوسی انداز سے پہنچو مری حسرت کیا ہی

یہ کوئی بھی نہیں سمجھو کہ شفیق اچھا ہی  
 شانِ معبود ہی سب میری حقیقت کیا ہی

اُن کیلئے غم میں ہوسہ تاباں ابھی ابھی  
 قاتل ہی اپنے دل کی تمنا اگر کہوں  
 خلوت میں ایسی بات کہوں گا میں شوح  
 وہ بہت جواہرِ رخ سے اولٹ دو کہیں  
 سفاک سننے کہتا ہی زینت اگر گردن

دکھلاؤں گزرتے دل سوزان ابھی ابھی  
 ہو گا تو میر بجان کا حوا مان ابھی ابھی  
 ہو گا وہ اپنی دلیں پشیمان ابھی ابھی  
 آئین گے در پہ گبر و مسلمان ابھی ابھی  
 ہو جائے تیرے مثل کا سامان ابھی ابھی

ماصح پو پھر سو سٹھین آنے تو رہی مجھے  
قاتل سو اپنے دکلی تہا اگر کہوں  
کہتا ہے کوئی وقت دعا میرے کا نہیں  
دست جھون کر خوف سولٹا ہے یوں گلے

دیکھا ہوسینے خواب پریشان ابھی ابھی  
ہو گا وہ میری جان کا خواہاں ابھی ابھی  
ہوتی ہیں مشکلیں تری آسان ابھی ابھی  
قاتل بنا ہے میرا گریبان ابھی ابھی

ایلو تو کچھ ہی چہرا نہیں بلکہ شفیق اور  
کیون ہو گئی وہ زلف پریشان ابھی ابھی

عز کی کیا فکر خالی جائیگی  
آئے ہیں جاننا زسب در پر ترے  
پھر بلا یا مجھ کو بزم غیب میں  
یوسر ہر دشنام پر گریہم بھی لین  
تجھ میں سے بھی اے زمین کو بے یار  
کہتا ہے اوسنے مرا شوق وصال  
بھر کی شب کہتا ہے گھٹ گھٹ کو دل  
چھوٹے گر سونے سے سستی کی دھڑکی  
خون تیرے پاؤں کے چھوٹے نہیں  
نا امید سی مجھے موت آئیگی  
ظلم کی فہرت رہنے دیجئے  
تم اوٹھے بیمار غم کے پاس سے  
استحسان لینے مرا پھر آئے ہیں  
باید رکھ جس دن قیامت آئیگی  
گل کا پوسر لے رہی ہے ادب

ساتھ تصویر خالی جائیگی  
تیغ زب کسدن سبغالی جائیگی  
بات بھر کوئی نکالی جائیگی  
جب تھمارے منہ سے گالی جائیگی  
قبر کی تھوڑی سی حبابی جائیگی  
کب تھماری عورت خالی جائیگی  
کس طرح یہ رات کالی جائیگی  
پھر ابھی اوٹھ کر خالی جائیگی  
جب دلوں کی پامالی جائیگی  
گر نگاہ لطف خالی جائیگی  
آیے روز جزا خالی جائیگی  
اوتھے چہر کی بہالی جائیگی  
پھر کوئی حسرت نکالی جائیگی  
تیرے چلنے کی ادالی جائیگی  
باغ سے بلبلی نکالی جائیگی



<p>کہتے ہیں میخوار مجلس باؤں ہائے دید گل کو خوف سے صیاد کے تزع مین وہ آئے مشکل ہی مجھے کہتے ہیں میخوار سر کو پہنوڑ کر اینادل ہم آج دیکھیں گے ضرور</p>	<p>ہر گھٹا تو یوں ہی حالی جانیگی پہلے بلبل ڈالی ڈالی جانیگی کس طرح سے موت ٹالی جانیگی کب الہی خشت سالی جانیگی سینے سے بر چھی نہالی جانیگی</p>
<p>جا کے خلوت میں سنبھلنا اے شفیق تیرے دلی آج تھا لی جانیگی</p>	
<p>یجا ئین خواستگار دل بقتدار کے دیوانگان زلف و ن آنے بہار کے جلبے جلی ہو آپ کے شیدا کی قبر پر روشن جوابے دست خانی سو وہ کرن ہمنے لحد میں آ کے بڑی سختیاں سھین یہ قبر میں لٹا کے حد مجھے دوستو بر چھی ہوا تھا سر جو کا دنیا رہ طلب کو کہنا ہے تخلیہ میں کسی سو جو حال دل</p>	<p>تیار کیسیا کرین پارے کو مار کے زنجیر دی رہی ہے صدائیں پکار کے آنسو گھبی تھم تھم نہیں شمع مزار کے آنسو بھی سسج ہوں مری شمع مزار کے کچھ آسمانے کم نہیں تنحو مزار کے روزن بھی بند کرتے ہو میرے مزار کے دیوانہ کر دیا مجھے گیسو سنوار کے احباب ہٹ گئے ہیں لحد میں دتار کے</p>
<p>کیونکر نہ شاعری تری قبول ہو شفیق سکے جہا میں چلتی ہیں میری دیار کے</p>	
<p>بگڑ بگڑ کے بت شرمسار کہتا ہے کبھی حسان تو کبھی وہ بہار کہتا ہے پلائے جا مجھے ساتی تو پوچھتا کیا ہو کیا ہو شمع بھی بھٹی پہ فصل بار بھین</p>	<p>تو مجھے وصل کو کیوں بار بار کہتا ہے دور نگیان چمن روزگار کہتا ہے زبان سے بس بھی کبھی باد چکر کہتا ہے پیو نگا میں بھی نے خوشگوار کہتا ہے</p>



گئے ہیں شیخ بھی جیسی پہ اونکی شامت ہو بسر کی کون سی صورت وہ زبان ہو تو خائے جا ہا تو اس جا پہ جا کر دم لینگے تیب نخل مستان ہو ان حسینوں کا صبا کا جنوں کا ہین ہر حسرت ان سمجھ جاؤ مجھے تو سمجھا ہے کیا دے غطا بتا تو سہی لحد غریب کی ہے آسکے فاتحہ پڑھ لو	پیو پیو یہ ہر اک بادہ خوار کہتا ہے میں ایک کہتا ہوں تو دوس ہزار کہتا ہے جان ہمارا دل بقیہ ہر کہتا ہے خزانہ کا دور بھی فصل بہار کہتا ہے گلو نے آکے پیام ہمارا کہتا ہے ہر اک بات کو تو بار بار کہتا ہے سبھو نے میرا یہ سنگ مزار کہتا ہے
---	---

نہ یار ہجر میں آئے تو موت آ جائے  
یہ سی شفیق دل بقیہ ہر کہتا ہے

پیش نظر ہے سر ہر اک جلوہ گاہ کی صیاد نے اسیر و نکی حالت تباہ کی سنگہ صدابتوں کی بھی حالت تباہ کی نبوٹ سی بات کرتا ہو بچا ہر ہین لے لیکے نام یار کا دیوانہ میں سوا عصیان تمام ساتھ گئی بعد مرگ بھی کا نو نہ ہا تھا لیکن رکھے کہہ کے الحمد مردہ ہوا جو دل تو جگر روکے کہتا ہو اکوچی میں اوکے انکھو نہ پر دیسی ٹر گئے اکہد و نگا اوس سی حشر میں سنتی ہی تیر نام کو بچے میں اوکو جانے کے گھر نہ آئے خط دیکے اوکی بزم میں کچھ نکتہ چین بھی	کچھ حد نہیں جہان میں ہماری نگاہ کی اوسکی زبان کاٹ لی جس جزا آہ کی کس ناتوان نے ایسی زبردست آہ کی چتون ہی اور موتی ہو بدلی نگاہ کی ذکر و فناء کیا میری حالت تباہ کی بے شبہ کوئی حد نہیں اب تو گناہ کی پرستش ہوئی جو حشر میں میری گناہ کی میت اٹھی گی ساتھ تری خیر خواہ کی اوڑاؤڑ کے میرے منہ پہ پڑی گرو راہ کی حالت خراب ہو گئی میرے گواہ کی سنتے تھے آج دیکھ لی افتاد راہ کی قاصد خبر بھی لیا سفید و سیاہ کی
--	---

ہر سمت ہر مقام پہ آتا ہے تو نظر کی پہننے سیر غیب تری جلوہ گاہ کی

اوڑتی ہے تیری خاک بگو نوین اشقیق  
گہشت تو نے مر کے بھی حالت تباہی

کیا وہ دنیا تھی کہ جبین ہم رہی  
اوسکو سوزین چھپائی ہم رہی  
آدمی ایسے جہان میں کم رہی  
مجھے دسے مشوری باہم رہی  
کچھ مزاج یاری برسہم رہی  
گر انھیں قدمو نہ گردن خم رہی  
سیکھائی خیر تیرا دم رہی  
پھر نہیں معلوم کیا عالم رہی  
کس ٹھکانے پاؤں تیری جم رہی  
کچھ دلوں تو آنکھ میری خم رہی  
پھر سینوین مرا ماتم رہی  
کم سے کم جانیس دن ماتم رہی  
ایکدلیں کسٹا کنس کا خم رہی  
آنسہ دیکھا کئے برسہم رہی  
ایک لحظہ بھی اگر ہم ختم رہی

زندگی بھر مستلاؤ غم رہی  
جسکے باعث سوز و غم رہی  
جو کسی کے وقت بدین کام لیں  
کیا وہ قصہ تھانہ اب تک طوی ہوا  
میں گیا جب غیر نے کی ایسی بات  
سے یقین اوسکو بھی دم آجایگا  
ہم فقیر و نکو چھکایا سا قیا  
ابتدائے دروین دھین انھیں  
سوت فریقین بھی تو آتی نہیں  
مر گیا دل ناصحا اتنا سمجھ  
نہم خواہن مری گری موت آئے  
میرے سو میں وہ آکر کہہ گئے  
ہے یقین سینوین شق ہو جائیگا  
وقت زینت نام یوسف سن لیا  
دل یہ کہتا ہے کہ تو مرجائیگا

ہو یقین تیری محراب اشقیق

دھوپ و نکور انکو شبنم رہی

ہمیشہ سو میری یوہن چشم خم ہے  
ہو اپنا نہیں خم تو غیر و کاغم ہے

مرا ہوتا ہی تو ہونٹوں پر دم ہے  
سمجھ کر یہ تھی اوس جگہ میں مٹا ہوں  
طبیعیوں نے اگر لسیا نام اونکا  
اگر وہ نہ آئے تو میں جان دوں گا  
بیان اوٹھکے کر خواب جو تو نے دیکھا  
اٹتا مجھے دیکھ کر کہہ رہے ہیں

چمک ہو رہی ہے ابھی درد کم ہے  
وہ پھر آئیگا جسکا نقشِ قدم ہے  
نہ اب درد دل نہ اب رنج و غم ہے  
کسی کی زبان ہو کسی کی قسم ہے  
ارے سونے والے بہت رات کم ہے  
بچیکا یہ کیونکر محبت کا غم ہے

پریشان جو دیکھا تو بولے وہ ہنس کر  
شفیق اب مجھے کس کا رنج والہ ہے

کیا خوب عدل اوکے خدا کا نظر میں ہو  
مینے سنا کہ غیر گئے اوکے در پہ آج  
میں ڈر رہا ہوں غیر کو اسکی خبر ہو  
قاتل کی ان او اؤں نے بچپن کر دیا  
اک عمر گزری اک سو ہوا دوسرا چل  
پہلو سے میرے لپٹا ہو دل کہو الا ان  
مرقد کا بھی نشان نہیں وہ خاک اڑ گئی  
واعظ کو سنکے کہنے لگے رند ہٹ چلو  
صحبت میں اونکی غیر نظر آئے چار سو  
نذا این سر کو پھوڑ کے دیوانہ مر گیا  
مجھے بلا میں سب پشیم ہر کہتی ہیں  
بلبل سو گل یہ کہنے لگے بوستان سے جا  
مرنے سے تیری دوست یہ کہتی ہیں اشفاق

جتنا کہ زخم دلیں ہی اتنا جگر میں ہو  
یہ سچ ہوا تو موت مری اس جزمین ہو  
یہ راز جو حضور کی سیدھی نظر میں ہو  
قبضو یہ ہاتھ اور سر وہی کمر میں ہو  
اللہ اتنا فاصلہ قلب و جگر میں ہو  
سنا کیا کسا جب رکی شام و بھر میں ہو  
پتھر فقط پڑا ہوا اک رہ گد زمین ہو  
تقریر سب بھری ہوئی اسکی اثر میں ہو  
کس سے کہیں کہ درد ہماری جگر میں ہو  
خون جا بجا بھرا ہوا دیوار و در میں ہو  
بس تیرا خاتمہ بھی اسی رات بھر میں ہو  
دشت بھری ہوئی تری ایک ایک پہن ہو  
دنیا او داس ہو گئی گولاش گھر میں ہو

دیکے دھوکا عسرفانی جائیگی  
 پیر ہیں کلفت زبان کرنے لگی  
 داغ دل سو دہم آتا ہے مجھے  
 وصال کی شب میں اونچین گزینڈائی  
 گرم شدہ دل کا پتہ مل جائیگا  
 ہم صلاح خیر تو دیتے تھیں  
 زخم دل رہنے دو اسے چارہ گرد  
 دل شکنی میں بھی کوئی چوٹ کھا  
 وہ خدنگ ناز آیا موت ہٹ  
 کاٹ لی صدا تو نے گرزبان  
 پھر جن میں آگئی فصل خندان  
 مثل موسیٰ بخش تھیں آجائے گر  
 آمد پیری بنے گی جس گھڑی  
 پھر بلایا محب کو بنیم غیر میں  
 سوچ تو ادا بار بدن آگیا  
 کہتے ہیں شوق شہادت ہی جنین  
 دے کہتے ہیں اگر میں آگیا  
 ہم عدم پہنچیں گے اوٹھے بیٹھتے  
 سنتا ہوں کس سخت جان کو قتل کو  
 آگے گر غیر کے کہنے میں تم  
 مثل مجنون کون ہے صحرانورد

پیری آئیگی جوانی جیسا ہے  
 اب ہماری خوش بیانی جائیگی  
 قبر تک بسکی نشانی جائیگی  
 راہ گان سیری کہانی جائیگی  
 کچھ دنوں تک خاک چھانی جائیگی  
 کیوں ہماری بات سانی جائیگی  
 قبر تک اسکی نشانی جائیگی  
 جب تری عادت پرانی جائیگی  
 ساتھ میرے تو بھی سانی جائیگی  
 بدلون کی نعمت حوائی جائیگی  
 سبزہ کو پوشاک دھانی جائیگی  
 جب تمھاری لن ترانی جائیگی  
 پیشوا ایک کو جوانی جائیگی  
 بات کوئی دلیں ٹھانی جائیگی  
 مہربان کی مہربانی جائیگی  
 سرکے گاسر گرانی جائیگی  
 مفت میں میری جوانی جائیگی  
 ساتھ اپنے ناتوانی جائیگی  
 آج تیغِ صغہانی جائیگی  
 سب ہماری جانفشانی جائیگی  
 کس سے یوں خاک چھانی جائیگی

کہتے ہیں ہر صورت کو میری دیکھ کر  
چھپ کے اوس سر اوکے در پر ہم گئے

مرگے فرقت میں تم گراے شفیق  
اوسکے در کی پاسبانی جاسیگی

جناب شفیق جو پینے کی جستجو کرتے  
ہم اونے ملنے کی فرقتیں آرزو کرتے  
جو جانتے وہ سچا جلائیگا ہم کو  
فلک پہ جاتے جو رفت پسند سودا  
تھارے در پر ہم آئے ہیں صحت سالی  
جو وقت نزع کوئی اپنے سامنے ہوتا  
وہ ہم سے پھر نہ بکڑنا کبھی جو مل جاتا  
جنون کی حد سے گزرتا جو تیرا سودا  
ابھی تو تابہ کر رہا جو حد سے بڑھ جاتے  
جو دیکھ پاتے کہین اور تیرا نقش قدم  
جو جانتے کہ تکر رہے تیری جانب سے  
کہین تو کو چہ زلف رسامین مل جاتا  
تم ادنیٰ بزم سے گر ساتھ میری اٹھتے  
نقاب ادنیٰ جو مل جاتی پٹیوں کے لئے  
تھارے ساتھ وہ آتا ہمارے مغل میں  
حصنور کے در دولت پہ ہوگی گل کاری  
یہ بخیمہ گرنے کہا دیکھتی ہی دل سیرا

طلب ہر اک سے خم و ساغر و سبو کرتے  
اسید جلیق کی ہوتی تو جستجو کرتے  
عوض میں جلیق کے مہینگی آرزو کرتے  
دہان بھی خاک اوڑائیگی جستجو کرتے  
جواب ملتا تو کچھ اور جستجو کرتے  
نگاہ یاس نہ ہر بار جاسو کرتے  
ہم آپ اپنے مقدر سے گفتگو کرتے  
جناب قیس بہت اوسکی آبرو کرتے  
قیامت آپکے کیسے مشکبو کرتے  
تلاش پھر تری دیوانے کو بکو کرتے  
ہم اپنی پیر میں دلکی شست و شو کرتے  
جو دل کی آپکے دیوانے جستجو کرتے  
میں دیکھتا کہ وہاں میرا کیا عدو کرتے  
بکڑتے زخم تو پیدا گلوں کی بو کرتے  
بتائیں کیا تمہیں کیا خاطر عدو کرتے  
میں خوش تھا صرف اگر دین مرا ہو کرتے  
جو ہوتی کچھ بھی جگمگ اس میں ہم نہ ہو کرتے

یقین ہو کہ اثر او میں کچھ تو ہو جاتا جو عشق آہ مری طرح خوش گلو کرتے

شفیق بھر تو نہ کرتے نصیحتیں ناصح  
جو ادنیٰ دلہہ کرے وار جنگجو کرتے

غریز چھوٹے دیار چھوٹا لگا لگھر سے عتاب کر کے  
ہوا شہاد کا میں جس سائل کیا ہو لاکھ عین و کفایت  
بتو کی محفل میں شیخ آئین بھر اپنا فتویٰ عین شہادت  
عدم کو دنیا سے جانو اے عزیز اقرار ہو چھوٹو دل  
کوئی جو ملے کو دوست یا غضب کا فقرہ زبان پہ لایا  
ذرا تھر تو بھی قلب مضطر کہ کھلے کچھ راز دلہر  
کسی کی فرقتیں یوں تڑپنا ہمارے سینے میں یوں کلنا  
کچھ اپنی الفت جتنا ذوالتمہیں تو مجھ پر مڑو  
ہمیں ملین دوزخ میں جلے دوزخ میں محبت کی مانیو  
برا سمجھتا ہو کہ کرم کو کہیں بھی دیکھا ہو اس تم کو  
کچھ اونسو دیکھا تھا بلکہ ایسا سو کو اوشا تھا جانو  
کسی کو دلہ کر لگا قابو یہ سے بلکہ نیکا ایک پہلو  
ہمیں جلانا ہو خود تمہاری بھی تو نوبت ہے تمہاری  
کیکوشیرین بنایا تو ذکر کیا لے بنا یا تو نے  
جہا میں جستی تھی خوب عزت اس کو بنا تھی آج

بھلا سو الفت کا جسے مجھ کو دیا یا خانہ خراب کر کے  
بھلا جہا میں ہو شیر قاتل کیا مجھے اتنا بک کر کے  
مزدحمیت کا خود بھی پائیں کسی سے الفت خراب کر کے  
برا اثر ذالام نہ پائے ہماری آنکھیں پر آب کر کے  
خود آب رویا مجھے رد لایا گذشتہ ذکر شراب کر کے  
میں حال پناہ روز محشر تیار ہوں حساب کر کے  
نہ مانا دلے کسی کا کہنا برا کیا اضطراب کر کے  
کہا یہ کیا تو ذہن والے دہن کو دیر نقاب کر کے  
جہا میں جاتے ہیں جانے والی ہمیشہ کارواں کر کے  
اوشا صاحبیت ہو اونسو ملکہ ہماری او بخت کر کے  
ابھی ابھی تو کسی کا شیدہ ہو چپ کر خواب کر کے  
جو مجھے پوچھو تو اونکا گیسو سنو گیارہ نا کر کے  
یہ ساتھ عزیز دے بادہ خواری ہمارے دل کو کیا کر کے  
فلک بنا تو مٹا یا تو تو کر کے انتخاب کر کے  
فلک تجھ کو تو سوئی سرت جہا میں ہے انقلاب کر کے

نہ کچھ بھی سمجھو اوشا فی دولت میر جہا میں تھی ملوث  
غضب سے تھے مٹا یا تو تو کر کے شفیق شغل شراب کر کے

جو ادنیٰ خال بھی ایسے نصیب شہناں ہو

ہماری درد کے او سوقت وہ بھی از دہان نہ



ہمارے اہان جاتی ساتھ دلے سبجان ہوتی  
 ابھی کس بن وہ نام خدا سو گرجان ہوتی  
 ترے جو دلین آیا بے تکلف سبکو کہتی ہے  
 وہ کیا جانے کہ ہوسو یا سو کیا عہد دیا بن  
 وہ کہتے بن کہ زخم دے سب جھوڑا بہاؤ بن  
 بہت تفتلین صبح کھاجا جو کیا حیا آئی  
 ہمارے جو صلہ دے نہ تھکنو دیتی صحران  
 بہت صحران دھونڈا کچھ تپا اوکا بن بن  
 یہ اچھا ہے کہ سب پھوٹے ہوا کچھ راز بھی مخفی  
 شکایت کیا کسی کی ہو جو اپنی موت آجاتی  
 احبابے ہین غسل و کفن میں ایسا دلچھایا  
 عدم کے جانے والو کیا کہیں ہم ضعف کی حالت  
 سبب قلت کا یہ ہر مانگنے کی خور رہی باقی  
 بہت ناراض ہو بن نالہ بے اختیار سی

جو شب کو دست دے لگی ساتھ سرگرم خان ہوتی  
 کوئی تباہی اوکے دیکھنے والے کہاں ہوتی  
 دین میں چپ بختی گرتی ٹکڑو زبان ہوتی  
 نہ سمجھاتے کبھی نام صبح جو میرے راز دہا ہوتی  
 جو تم گھیل کبھی ہوتے تو سینو پر نشان ہوتی  
 جو ہوتا تخلیہ مرنے کے میرے احسان ہوتی  
 اگر وہ خونین ملکہ شریک استخوان ہوتی  
 جو ہکو قیس ملتا ہجر کے قصے بیان ہوتی  
 یہ چھالے دیکھو بڑھ جاتے تو ممکن تھا عیان ہوتی  
 نہ ہم ہوتے نہ غم ہوتا نہ جو اسماں ہوتی  
 اگر دو تین منزل اور جاتے ہم کہاں ہوتی  
 جو طاقت کچھ بھی ہوتی ہم شریک کاروان ہوتی  
 نہ اتنی ہی کبھی دی سیر ہم پر معائن ہوتی  
 اگر ہوتے تو یہ بھی صورت راز نہاں ہوتی

شفیق زار عسرت چیز کیا ہے کیسی بیماری  
 تفضل اوسکا ہو جاتا تو پیر بن جوان ہوتی

تلاش دریا میں پاؤں باہر گھر سے رکھا ہے  
 لے اشجار کو خلعت یہ شان حق ہویدا ہے  
 کسی صورت سے ہو عشوق تک عاشق ہو پختا ہے  
 کلم اللہ سے کہد ہزاروں راز بن سہین  
 یقین ہی زلزلہ عالم میں آنا گرت پ جاتا

ہوئے بن ادبہ عاشق ہم جی دیکھا ہے بھلا  
 بہار آئی ہے گلشنیں ہر ایک ایک پتہا ہے  
 ہمارا رہا اہان تر افش کف پا ہے  
 یہ بیضا جسے سمجھو ہین میری دلکا چھلا ہے  
 بڑی مشکل سے مری بحر میں دلوں سینھا لہا ہے



گئی جان اپنی سانس کی نہیں تہا پڑی ہیں  
 زیادہ سانس اگر آتی تو نہ تکبہ نہ ہوتی تو  
 یہ بلبل صاف کہتی ہو قفس میں جس کی آواز  
 میں ایسا آواز ہوتا ہے عشق کی گریزا  
 نشان عشاق کو دیکھا جان بہ ہوا دوسرا  
 بھرے جب نہ غم دل ہاتھ خوش اور ہوا پاک دل  
 قدر انداز تو بیدار دیون کی کام لیتا ہو  
 بھلا ہو عشق تیرا دوست غم نہیں بھگتے ملا  
 کمر کے عشق کی پہونچا کے تاہم نہ لہا مجھے  
 جنہیں میں عشق نازہ ہوا ہوا نہیں اور الفت  
 نہ اب عاجز کر دس ذکر حسن و عشق جانو

نہ کوئی آئے والا ہو نہ کوئی تہا نے والا ہو  
 تر تو وہی بہت نازک ہماری دلا چلا لا ہو  
 اسے صیا وینو ہوش گلشن میں سنہا لا ہو  
 خیال وصل جانان کی مجھے اگر سنبھلا لا ہو  
 مینا ظالم یہ گورستان ترا نقش کف پا ہو  
 جنون عشق کی یہ مشغلہ اچھا نکالا ہو  
 جگر بھی ساتھ نکلا تو لے جبنا کی نکلا ہو  
 نہ کوئی سننے والا ہو نہ کوئی روئی والا ہو  
 چلے جاؤ عدم آباد کا سید عیاہ رستا ہو  
 طریق عشق میں کھنڈ بہت کچھ دیکھا بھلا ہو  
 نہ وہ عالم تھارا ہو نہ اب وہ دل ہارا ہو

نثار قبر سے ہم سکو شفیق رزار کیا مطلب

لحد میں دوستوں نے ماسی کہا کوتاہی

الفت ہو میرے قلب و جگر میں بھری ہوئی  
 تلخی ہو لیکن کے ثمر میں بھری ہوئی  
 جو روشنی ہو شمس و قمر میں بھری ہوئی  
 اک لگ سی ہو قلب و جگر میں بھری ہوئی  
 سانس آ رہی ہو خون جگر میں بھری ہوئی  
 یہ ہماری آہ اثر میں بھری ہوئی  
 ایسی جگ ہو ختم جگر میں بھری ہوئی  
 حسرت نعتی ایسی قلب و جگر میں بھری ہوئی

مانا ہے شوخی او کی نظر میں بھری ہوئی  
 گو دیکھنے میں خصل محبت برائین  
 دیکھ میں تیرے عارض تا بان کبھی صبر نہ  
 اُفات تب فراق کی تحسین کر دیا  
 الفت کی چوٹ کھا کے کھلے شاید اور جگر  
 بیدار دگو ہو ختم لیا سکے دل جگر  
 پھر اوٹھ سکا یہ خندہ و زبان نامور درد  
 احباب بعد مرگ مجھے روئے دیکھ کر

تھا دوستو کو خوف نہ یہ حشر تک رسو  
ایسی تھی ردی زخم جگر میں بھری ہوئی

بولے وہ مجھ سے شعر نہ پڑھ او شفیق زار  
ساری غزل ہی تیری اثر میں بھری ہوئی

جب نہ افسوس تیری بے پیر نظر آئی  
ادنیٰ تو نہیں دیکھا تصویر نظر آئی  
تلوار کوئی دیدے جو دایاں گلا کاٹوں  
بوسہ نہ دیا تھے خنجر کی طرف دیکھا  
کس شوقین دل تڑپا گردنی گنگن کر گئی  
پھیرے ہوئے آنکھ اوٹھی ہم یار کی محفل  
ظلموں نے ہوئی اپنے اوس وقت پشیمانی  
اویں بت کو جان دیکھا حیرت ہوئی عالم  
تلوار نگاہیں میں اسد کو کسان پایا

دیوانے کو جوش آنا رجبہ نظر آئی  
گو خواب بہنیں دیکھا لقب نظر آئی  
اوس چشم میں سرمی کی شبیر نظر آئی  
گبڑی ہوئی کیا میری تفتہ بر نظر آئی  
جب ہاتھ میں قاتل کے شمشیر نظر آئی  
غیر دنی سو جب دم تو قیہ نظر آئی  
حالت مری جب او کو تفسیر نظر آئی  
اللہ کی قدرت کی تصویر نظر آئی  
جو تیری مژدہ دیکھی اک تیر نظر آئی

وہ وقت شفیق آئے احباب کہیں مجھے  
کر شکر خدا قیہ شبیر نظر آئی

سب قید یونکو گھر ہے جینے سے یاس ہو  
اے دل سمجھ لے تیر قصدا دنیو پاس ہو  
موت ہوئی کہ خاکین او سکو ملا دیا  
ٹانگے جگر میں دینا تھا ولیمین لگاؤ  
دیوانہ ایک ایک سو کہتا ہو دشت میں  
بولے ملازمون سے رہے یا دگاریہ  
دیوانہ روز کہتا ہے اے نامہ بر بتا

دیوانہ ایک مر گیا زندان اوداس ہو  
آسی سی زندگی پہ بہت بھجوا س ہو  
اب مجھ سے پوچھتے ہیں کہ دل تیری پاس ہو  
اونچہ گر بن بھل ذرا کیوں بھجوا س ہو  
فریاد و قیس پر گئے صحرا اوداس ہو  
جسکو کیا ہے قتل یہ اوسکا لہان ہو  
میرا جواب خط بھی کوئی تیرے پاس ہو

سنان رات کیسی ہی ہر روز اندھیرا ہی  
کفتا یا مجھ کو دوستوں نے وہ بھی انکو  
مجھ کو اثر نے عشق کو سیکار کیا دیا  
جب وہ نہ مجھ کو قتل کر دی وہ نہ انکی  
اور مان آج مرگے اندھیر ہو گیا  
فرما دھیس جس میں کچھ دن بھر  
دشمن کا کیسا ذکر کوئی دوست بھی ہاں

اللہ کیسا مری شب فرقت اوداس ہی  
ہنس ہنس کے کہہ رہی ہیں یہ کیسا لالچ  
میں بھی اوداس میں ہوں مزا دل بھی دریا  
کیا موت کو مری مرے قاتل کا پاس ہی  
یہ دن کا ٹکڑہ مرا کیسا اوداس میں ہی  
مجھ کو شب فراق میں جلیں سی اس ہی  
اللہ کس قدر مری میت اوداس ہی

فرما دھیس سی بھی  
سب کہتے ہیں شفیق تھے عشق راس ہی

کسی سبب سے کوئی جی نہ بھال ہوتا ہی  
سبب سے غیر کے اونکو مالا مال ہوتا ہی  
کہا تھا غیب سے مر نیکی ہم مری پہلے  
اک آہ گرم سے بلبل کی جگہ خاک ہوا  
وہ مجھے ہوتے ہیں ناراض غیر ہنستی ہیں  
تک چھڑکتے ہیں ہنس ہنس کر مجھے کہتے ہیں  
یہ لکے اونٹن گئے سب زرد نرم و غلط  
حسین جو ہیں تو نزاکت بھی بڑھ گئی ایسی  
ہم ایسے حشر کے ماری وہیں پوختی ہیں  
وہ مجھے کہتے ہیں ناخن تراش کر اپنا  
اثر مر لیں کا چارہ گرد و نہ اتنا سے  
اوداسیج مریے اقبربانے یہ کہیں

ہنستی کی بات میں اونکو مالا مال ہوتا ہی  
وہ ہنس رہی ہیں مجھے اشتعال ہوتا ہی  
کہا کسی سو کیو حیا ل ہوتا ہی  
فقس میں سنتے تھے لوہی کا جال ہوتا ہی  
اب اونکی نرم میں دودھرا مال ہوتا ہی  
ستھار از محم جگر اند مال ہوتا ہی  
یہاں جب آؤ حرام حلال ہوتا ہی  
اب اونکو باہر راجیا ل ہوتا ہی  
جہانپہ نام کو ذکر وصال ہوتا ہی  
یہ آسمانپہ جاکر مال ہوتا ہی  
وہ مر رہا ہے اودھر غیر حال ہوتا ہی  
جگر کے گھاؤ کا بھرنا محال ہوتا ہی

ہمارے حکم سے ملتا ہے کچھ نہ کچھ محکوم

بلند جب مرادست سوال ہوتا ہی

شفیق موت کے دن میں ترقیان کن

گیا جو وقت اب اسکا خیال ہوتا ہی

اب اس پر مر ہی میں اہل وطن ہی چھوٹے  
کچھ داری ہی جانتا ہی جیسی چین ہی چھوٹے  
دنیا سے گویا چھوٹے اوس انجمن ہی چھوٹے  
قسمت ہی بہت شکایت پھر بھی وطن ہی چھوٹے  
ایک ایک کرنے دندان میری دہن ہی چھوٹے  
جب مر گئے پھر ک کو قید کہن ہی چھوٹے  
مرکز خیال خیرین کیا کو کہن ہی چھوٹے  
ہم جسے قید سہتی کیا بانگین ہی چھوٹے  
قوارے کیا لہو کے میرے کن ہی چھوٹے  
مکن نہیں ہی قیدی ایسی رسن ہی چھوٹے  
کس طرح میرا مردہ زانغ ورن ہی چھوٹے  
قوارہ میرے خون کا ہر سوڈن ہی چھوٹے  
جن جنکو چھوٹا تھا سو سو جن ہی چھوٹے  
جو ٹوٹ کر ستاری جھج کہن ہی چھوٹے

سمجھے تھے سٹ مر چھوٹا رنج و محن ہی چھوٹے  
تھا ستارہ و زکا گلشن حسین خزان الی  
اسباب کرتے تھے جلسے تھے لطف کیسی کیسی  
جو کھر من بھی مصیبت ہم جاتی تھے راحت  
پیری نے جب سنا یا رخصت ہو کر وہ مجھے  
صیاد کہہ رہا ہی کیسی تھے میری قیدی  
کہتے ہیں دوست اسکو لپٹا ہوا ہی کیسی  
ہاتھ تھے سینے اپنی اپنے گل کو کاٹا  
تھا قتل ٹھہر جوا کا تولید خون ہوا ہی  
دلے ہمارے زلفین بل کھا کر کہہ رہی ہیں  
غربت میں موت آئی صحرائے پر خطر میں  
ای میرے تیرا مکن جب مشق کا مزا ہی  
صیاد کی خوشی ہی ہم رہ گئے قفس میں  
کیسے زمین پر گر کے وہ خاکین دی ہیں

جب لکھنؤ کو چھوڑا چھوٹا شفیق دل بھی

چھوڑا غزل کا کہنا جب اہل فن ہی چھوٹے

آج حالت تری زخم جگر کیسی ہی  
کوئی دیکھے مرے قاتل کی نظر کیسی ہی

لالی ہر سانس میں ہنگام سحر کیسی ہی  
آنکھ سے آنکھ لڑی تیر پڑا سینے پر

تسخیر اور واکا کیا وار تو تھے اچھا  
آفتین لاکھ ہو کین آنکھ نہ جھکی میری  
تیر دل پر نہ بڑا ہو گیا بسمل کیسا  
وصل کی شب میں جگاتا ہوں اوجھل کمر  
میں عدم جاتا ہوں رو تو میں احباب میری  
ضبط کرتا ہوں تو چھریے عیان ہوتا ہوں  
ضبط اب آہ میں کرتا ہوں مجھ کو کہ نہیں  
مکے دل تھا بنی ہوئی گھر سے وہ باہر نکلتے  
قاصد آیا ہے ہو جاؤں کہیں شادی مرگ  
الفت اوس شوخی ٹہرتی ہے سر ک آفتین  
سب جسیان جہان پیش نظر میں میرے  
فاتحہ کے لئے کون آیا ہی یا سب ایسا

میں بوا آنکھ میں رکھی وہ میری گھر  
دیکھنا ہی شب فرقت کی سحر کیسی ہے  
ارے جہلا و تری سیدی نظر کیسی ہے  
جانم نہ دیکھنا یہ وقت سحر کیسی ہے  
بد شگون یہ مری وقت سحر کیسی ہے  
آف جگ آج تری در و جگر کیسی ہے  
یہ بتا دے مجھے امید اثر کیسی ہے  
دشمنوں کیوں مری مرنیکے جگر کیسی ہے  
جلد میں دیکھ لوں اس خط میں خبر کیسی ہے  
خوف آتا ہی نہیں اسکو نڈر کیسی ہے  
ایک تصویر یہ پرو کیے او دھری کیسی ہے  
آج تریب پر مری بوسے اگر کیسی ہے

ساکن ملک عدم پوچھتے ہیں مجھے شفیق  
اب بتاؤ کہ وہاں تسد نہ کیسی ہے

یہ حکم ہو سب ساتھ ہوں وہ شخص جہاں  
دل سامنے آنکھوں کے جو دم توڑ کے مر جائے  
سب طالب دیدار رہیں دلوں سنبھالے  
پھر منہ کے چھپانیکا مزہ چکھو دکھاؤں  
دیوانہ جو زندان میں نیا آیا ہو شکیو  
فرمایا کہ یہ آپ ہی بیٹا رپڑا ہے  
فرما دئے تیشہ کو اوٹھایا ہی یہ کہکر

ما دو قف الفت ہے کچھ کھا کر نہ مر جائے  
پھر کسی عیادت کے لئے در و جگر جائے  
وہ بام پر آتا ہی ذرا اور سو جائے  
ظالم مرے دلین تری تصویر او تر جائے  
کتے ہیں جگر میری او سے شام دھو جائے  
کیا او سکی ہو تدبیر جو خد آپ ہی مر جائے  
دنیا میں اگر آئے تو کچھ کام بھی کر جائے

یہ پریشاں اعمال میں تعجیل فرشتو  
دنیا کے اطمینان دیا مجھ کو جواب آج  
کیسی شب و صلت ہر گز جا بیز جا میں  
جلاد بجز میرے ہنود دوسرا گھایا  
اے دوستو تم جاؤ نہ پہلے گام ادا  
گردن پہ مری پھیر کے خنجر کو ہٹا لے  
دیوانے سدا دشت میں سو تو بہن یہ کہہ کر  
آیا ہے کوئی بام پر زینت کئے پوری  
کس نے ابھی جلادے کیا قتل کر گیا  
آئے نہ عیادت کو یہ اچھی ہو سی جانی  
اب دیکھتا ہوں مجھ کو تبسم کی نظر سے  
بیار کرا ہا تو دھکا سر کو یہ کہہ کر

سب حال مرا سنا ذرا دل تو ہر جائے  
اب آپکا یہ صاحب آزار کدھر جائے  
خوش ہوں انھیں قصہ نمین اگر غم گزر جائے  
میں ساتھ ہوں جس سمت ترا تیر نظر جائے  
مکمل بہن باتوں میں شب بھر گزر جائے  
طاہم ترے ہاتھوں میں کہیں خون نہ بھر جائے  
ایسا نہہ سوئے میں کہیں لطف سحر جائے  
دل تھام کے اوس سمت ہر آن دہشہر جائے  
تلوار چکنو سے کہیں آپ نہ ڈر جائے  
بھر خوف ہو یہ بھی کہیں ہمار نہ مرجائے  
یہ بھر کی آفت نہ کہیں غیر کے سر جائے  
کانو میں مرے یہ کہیں آواز نہ بھر جائے

دلت بھی جوانی بھی شفیق آپ کی کھولی  
اب سوچ میں بیٹھے ہیں کہ یہ وقت گزر جائے

مات ہوئی فرقت کو کیا وصل کو ہم کہتے  
وہ بات اگر منہ سے کچھ اپنی صنم کہتے  
یہ جھوٹ ہی غیر وئے ہم قصہ غم کہتے  
گر قیس ہمیں ملتا دو نو لکا بہلتا دل  
منے جواو انھیں دیکھا کچھ ہوش نہ باقی تھا  
اک دار میں ہو جاتے گر قلب جگر گھایا  
اے دل تری حالت کو سنتی نہیں وہ لعل

مجاتے جو وہ ہم کو کچھ رنج دالم کہتے  
سو مرتبہ سنتے وہو مرتبہ ہم کہتے  
اوس وقت بگڑنا تھا اگر آپ سے ہم کہتے  
کچھ قصہ غم سنتے کچھ قصہ غم کہتے  
کس بات کو ہم اسنتے کس بات کو ہم کہتے  
ہم بھی ترے ابرو کو شمشیر دو دم کہتے  
گر کچھ بھی اتر لیتے سو مرتبہ ہم کہتے



اسے دل نہ بگڑاتا ہی عقل تری کیسی  
گزرے ہیں جو دنیا سو امید تھی یہ اولے  
اے دوستو یہ کہنا دم بھر کے لئے آئے  
وہ وقت اخیر آئے غفلت تھی ہمیں زائد  
اٹھتے جو وہ پہلو سو اس وقت تو آجاتی  
لکھا ہی مجھے خط میں باعث یر آنے کا  
گر ایک اشاریہ اعیار کو موت آتی  
وہ ظلم جو کرتے تھے ہم اس کو کرم سمجھے  
اٹھتے جو وہ صحبت سے روکا نہ انہیں بارہ

وہ ملنے کو آئے تھے ہم قصہ غم کہتے  
وہ خواب ہی میں آئے کچھ حال عدم کہتے  
فرست جو نہ تھی تلو ہم حال بھی کم کہتے  
کیا اونکی زبانیں تھیں کیا دیدہ ہم کہتے  
اے موت تجھی ہم بھی پھر تیر قدم کہتے  
ہم تلو اگر رستے تم قصہ غم کہتے  
وہ بھی ترے اردو میں تلوار کا نسیم کہتے  
وہ ہم سے بگڑنا گروہ بھی ستم کہتے  
یہ کام تمہارا تھا کس طرح سے ہم کہتے

ارمان شفیق اتنا بس دلین رہا بانی  
وہ قصہ غم سنتے ہم قصہ غم کہتے

دہان زخم یہ باتیں کیا کرتے ہیں مرے  
کہا بسبل نے ہلو رشک آتا ہی کہیں کس  
اک آہ سرد سے سب ل جگر کو زخم آؤ ہیں  
خدا کی واسطے اسی درد پہلو نہ اٹھ جا  
قدر انداز تو کیا جانے دلین تیر نقشہ ہی  
مثال ابر باران غونکی بونڈیں ٹپکتی ہیں  
تصدق میں اوسی کے بن گیا یا قوت رانی

ہماری زندگی بس ہی خدنگ ناز کو دم سے  
یہ گل کچھ رات کو باتیں کیا کرتے ہیں شہم سے  
یہ سب شاداب گلشن ہی ہماری چشم پر ہم سے  
مزا ہی زندگی کا دلکو میری تیری ہی دم سے  
اگانا تیر سینے پر ٹھکانا پر جھپکے ہم سے  
کسی کی تیغ بران سو کیسی چشم پر ہم سے  
بہت گلزار پتھر ہو گئی فرما دے دم سے

شفیق اہل محلہ سب تری آگے کہتے ہیں  
ہماری نیند اوڑھتی ہی تری راتوں کے ماتم سے

حشر تک یاد رہی گی یہ ملاقات مجھے

نرمعین آنا ہوا وجہ مباحات مجھے



یاد آتی ہی نہیں کہنی تھی جو بات مجھے  
یاد آتی ہی بہت اگلی وہ برسات مجھے  
زندگی بھرنے کوئی ایسی ملی رات مجھے  
دل بیتاب کی کرنا ہی مدارات مجھے  
خاک جب چھانی تو ملنے لگو ذرات مجھے  
آپکے ملنے کے معلوم ہیں اوقات مجھے  
آج بھر کا ماتھا پھر پر خرابات مجھے

اب مرے سامنے آئے کہ نہیں ہوش خوا  
جلسے احباب کے باغون میں رہا کرتے تھے  
مجھسی اور آپسے کچھ لطف کی باتیں ہوتیں  
ہاتھ پہلو پہ ہی ایک ایک میں ہی تیر چھری  
پوچھنے دل سے مرے شعر کی کیسی یوزین  
گرا جازت مجھ ہو گی تو نصیر و زاوینکا  
مذہب گذرین کہ تائب ہوا میخاری سی

میرے احباب کی یہ مجھ پہ غایت ہی شفیق  
وہ ہمیشہ ہی کہا کرتے ہیں خوش ذات مجھے

اسید وار گوتھے اسید وار آئے  
ابھی اتیو اجل آئے یا ہزار آئے  
جواب کہ نہیں سو بار ہم کجا آئے  
یہ چاہتا ہوں کسی طور سو ہزار آئے  
کسی سے بات کریں وہ کیسکو پیا آئے  
کہا سنے آپ مری دیکھے دستہ آئے  
جو مٹ گیا تو مرا ڈھونڈنے مزار آئے  
یہ کس لباس سے سو م میں سو گوار آئے  
انہیں خبر بھی ہوں زبر پا چننا آئے  
گھٹانہ آئے کسی سمت سے عبا آئے  
جگر سے تیر جو نکلے لہو کی دھارا آئے  
کہیں پر ہم دل گم گشتہ کو پکار آئے

ہم او سکی دید سی مایوس و اشکبار آئے  
پکارتے ہیں خزانین تحاری دیوانے  
یہ لوگ گو غریبا نہیں سو فیہن کیسے  
خزانے کے دور میں اشکو نے ترک کیا صوا  
ادائیں کہتی ہیں یہ بھی اونہیں سکھا دیگو  
خزنگ ناز جو لپٹے تو سینے او سے کہا  
جہانین انکو تغافل شعار کہتے ہیں  
سب اونکے دیکھنے والے کچھ نہاتو ہیں  
کسی کے عشق میں صحرائیں بن جو دہن  
خزانین کہتے ہیں دیوانے بیقہ از نسی  
یہ چارہ گرنے کہا اب یقین کامل ہے  
سنا ہو مر گیا اس سے ہیں بھی یاد آ یا

تمام عمر نہ پورا ہوا کوئی وسوسہ

ارباب اونکی بالٹا کس طرح اعتبار آئے

مین فین مین ہین مین کا سبب یہ ہوا  
سببھنے کے کا نہ تری پہ اک بوجہ تھا اوٹارا

آئمکھ سے آنکھ نہڑے تیر لطف بار بار ہے  
جان نثار ان محبت یہ دعا کرتے مین  
ہیرے دیوانیکی عزت ہین مجھوںسی کی کم  
مجھکو دیکھا جو ٹر پتے تو اوٹے کھسک کر  
مصلحت اپنی جسے آپ سمجھتے مین خوب  
قید سی چھوٹے نو دیوانوں کا مجمع ہو گا  
دل نکلے جو مرے بام فلک تک پہنچ  
سچ تو یہ بات ہی وہ موجب آرائش مین  
ہینچی نظر وٹنے ہو دیکھا ہی ستارے دل کو  
خاکین مجھکو ملا یا ہی تری گردش نے  
مجھکو اسید ہے تو قتل کر لگا مجھکو  
سنہ پر رہتے ہین بہت ہندی لگی ہاتھ اونکے  
آدمی وہ ہی ہر اک کام کے آگے جاے  
اک نظر دور سے دیکھا تو اوٹو غش آیا  
قتل ہو جاؤن مگر ایک نظر دیکھ تو لون  
ہیرے ساقی کا لون بھی مزہ دیتا ہی  
کس طرح حضرت موسیٰ کو دکھایا جلوہ  
عمر بھر غور کیا اور نہ سمجھا عاشق

خون دل پنی کو میرا لب سو فارٹ ہے  
ہم بھی جیتے رہن اور حسن کی سرکار ہے  
دیکھا دشتی گرتی دشت مین اور خارٹ ہے  
موتے دیکھا تیر مری جانکے مختارٹ ہے  
چھپکے پر دیہن جو بیٹھے تو خیر ارٹ ہے  
طول مین اور ذرا دادی پر خارٹ ہے  
حوصلے اور ترے آہ شر بارٹ ہے  
اونکو دیکھا تو زمانے مین طر فارٹ ہے  
مسکراتے ہوئے کیا دکے خریدارٹ ہے  
ظلم کچھ اور تر آپسرخ ستمگارٹ ہے  
ساختہ فتر کے ترے نادان تری تلوارٹ ہے  
فکر یہ ہی کہ کہین سرخی رخسارٹ ہے  
گر زمانے کی طرح قوت فترارٹ ہے  
ہوشمین آکے تو پھر طالب دیدارٹ ہے  
میرا قاتل بھی کہین کھینچ کے تلوارٹ ہے  
کبھی میخوار گھٹائے کبھی میخوارٹ ہے  
حشر تک اور یلندی تری کہسارٹ ہے  
ایسے خوبی سی ترے گیسوی خمدارٹ ہے

مچھکو اسید ہی بھر گرجو بازار بڑے  
ہمکو حسرت ہی رہی موت کی رفتار بڑے

بعد یوسف کے اگر مصر میں پہونچو وہ حسین  
اونکو یہ عذر نراکت ہو کہ چلنا چھوٹا

سبکو خواہش ہو ترادل بھی شفیق ایسا ہو  
خوف ہو مچھکو حسینونین نہ تکرار بڑے

## متفرقات

حکم ادلکا تھا تو بہتا ہوا دریا ٹہرا  
اپنے ناتے کو ذرا دشت میں لیلہ ٹہرا  
تیرے ہنسنے سے مرادل بھی سیجا ٹہرا  
اونکے کوچ میں بہت دیر جانا ٹہرا  
ایک دم بھر نہ مری اشکو نکا دریا ٹہرا  
زخم سوزا اپنے نہ اک آن بھی بچا ٹہرا  
دل نہ ٹہرا مری قسمت کا ستارا ٹہرا  
تیر جب آ کے پڑا دل بھی ہمارا ٹہرا  
ایک دم بھر نہ کبھی پاؤں ہمارا ٹہرا  
پاس میرے نہ کوئی اپنا پرایا ٹہرا  
کوئے جانان عدم آباد کار ستا ٹہرا  
بعد مرنیکے بھی ٹھرا تو کہو کیا ٹہرا  
مجھے اور یار سو بس اتنا ہی پروا ٹہرا  
کوئی حالت ہو مگر دل نہ ہمارا ٹہرا  
جب مری قبر پر کچھ دیر سیجا ٹہرا

وہ جو ناراض ہوئے اشک ہمارا ٹہرا  
ضعف اوٹھنے نہیں دیتا ہی قدم مجھونگی  
ابھی دلجوئی بیسار تجھے لازم ہے  
وہ بھی رویا کے منہ ڈھانپ کریت پڑی  
جوش گر یہ بڑھا ایسا کہ ڈوبو یا مچھکو  
رکتے ہی جل کے ہوا خاک نہ کچھ دیر لگی  
عمر بھر ساتھ مری او سکھو بھی گردش ہی پڑی  
ناوک افکن ترے ناوک سے تعلق یہ ہی  
منزل عشق بھی اد سپر نہ ہوئی طی ہم سے  
مینے دم توڑا تو منہ پھیر کے سب لوگ اٹھے  
ہم جو مر کے وہاں پہونچن تو یو شکر کی جا  
قبر میں ساتھ مرے دلنے تر تڑپتا چھوڑا  
مینے جب غور کیا آئے وہ آنکھونیں مری  
وصل ہو یا کہ شب ہجر یہ تر پا ہی کیا  
جی گیا میں دل مرد بھی تر پنہی لگا

<p>مبھلو دیکھا تو وہ گہرا کے یہ فرما دی گئے شب فرقتیں مری زبان بجائی کسے</p>	<p>میں ترے پاس ہوں اب دیکھو خدا را پڑا یار کا نام لیا جب دل شہید اٹھرا</p>
<p>بھرمین مینہ سوزان بھی شفیق ایسا ہی دل جو ٹھکے تو سمجھ آگ پر پیرا پٹھرا</p>	
<p>خدا فی کا اداسی سے خمار احمد ہر امت کا اپنی طرفدار احمد جہان میں جو ہو تیرا دربار احمد جہان پر کچھی تیری تلوار احمد جو دیکھی تیری زلف جہدار احمد تصدق ہو اس سرخ و دار احمد پہونچ جائیں گے تیرے یخوار احمد میتیر جو ہو تیرا دیدار احمد ہوئی زندگی او کو دشوار احمد زبان سی کہوں اپنے سو بار احمد سزا پار ہی ہیں گنہگار احمد دکھا دینا اون سب کو دیدار احمد جو تھے ولے تیرے سردار احمد زبان سے کہا آخر کار احمد</p>	<p>بنی جتنے ہیں اونکا سردار احمد یقین ہی گنہگار ہم بخشے جائیں نہ ہم عاصیوں کو وہاں بھول جانا پڑھایا ہے کفار کو تو نے کلمہ ترے عاشقوں کے ہوئے دل تصدق زمین پر جہان نقش پا تیرا دیکھا قدم تو نے جب حوض کوثر پر رکھا وہی شکل بخشش وہی راہ حقیقت ترے نام پر جیتے ہیں مرے والے شنار او الفت میں تیری کروینیں خدا سے سفارش کر چشم میں تم جنہیں عشق تھا حشر تک مر کے پہونچ ادھر موت آئی گئے وہ جہان میں رہی ہوش میں مرنے والے تمھاری</p>
<p>شفیق ایسے جاہل کو تو بخشوانا نہیں اور کچھ مجھ کو درکار احمد</p>	
<p>سبب قید ہوئے تیرے اشاری صیاد</p>	<p>کیا مبارک ہوئی بلبل کو نظاری صیاد</p>

کہا بلبل نے کہ نوچے میں تو برباد نہ کر  
 کہا بلبل نے کہ اس طرح مراد دل چھیدا  
 زخم دل ڈالے ہن تو نے تو مری پاس سے  
 ام بھیلادیا بلبل کو گرفتار کیا  
 قید یوں فریتھے دیکھا تو تر پتا چھوڑا  
 جان پر کھیل گویا ظلم نہیں اٹھ سکتا  
 جا کے دربان نے کہا ہو گئے قربان تجھ پر  
 مر کے بھی بلبل ناشا د ابھی جی اٹھتے  
 کہا بلبل نے مجھے شربت دیدار پلا  
 بلبلین کھتی تھیں روزن میں قفس کو جتنے  
 اس رہائی سے تو بہتر ہے کہ تو قتل کر دے  
 اسکی غفلت سے ہوئی قید میں سب کو تکلیف  
 زخم گریبان سے جو کچھ خون کو قطرے نکلے

دفن کر باغین یہ پرہیز ہمارے صیاد  
 جان ارمان تھی وہیں تیرا تارو صیاد  
 آتش افسردہ میں سب خون کشاری صیاد  
 چھپ کے بیٹھا رہا گلشن کو کنارہ صیاد  
 سب ہن خاموش تری خوف کو ماری صیاد  
 تیرے قیدی ہیں بہت گو کنارہ صیاد  
 تیرے مہان قفس آج سدا زو صیاد  
 اپنے قیدی کو اگر آکے پکار ماری صیاد  
 اب زبان خشک ہوئی پیاسے ماری صیاد  
 ہم اسے دیکھیں قسمت کو ستارہ صیاد  
 ابوشل ہو گئے باز وہ بھی ہمارے صیاد  
 سامنے آتا نہیں شرم کے ماری صیاد  
 یہ سمجھ لے وہ مری دے ہن پارے صیاد

اپنا دل آپ چھنا بیگا شفیق ایسا ہے

اپنی زلفون کو ذرا اور سلواری صیاد

اطاعت میں تمھاری نل مراد ہوا ہوا  
 پھنسے دریاؤں میں آپ کر کے تجربہ حاصل  
 دیا مجھ کو جو نامہ میں خوشی میں جانے گزرا  
 مجھے جو پوچھتا ہی بعد میرے کہنے کہتی ہیں  
 مجھے سمجھانیکا جب لطف حاصل ہو چکا ہے  
 ذرا سینے میں ایسا جان رہنے دیکھو اپنی تیر و نلو

تو قدرت نمانی کرتے ہو فرضی خدا ہو کر  
 ڈبوئی میری کشتی حضرت دل ناخدا ہو کر  
 یہاں قاصد بھی گرا یا تو پیغام قضا ہو کر  
 کسی گوشے میں جا بیٹھے ہیں وہ ہستی خفا ہو کر  
 کہ چندے تھو کرین کھائے کسی پرستار ہو کر  
 کہ اسنے خون ٹپکے گامرے دے جدا ہو کر

تھارے باد سے لپٹے گایہ رنگ حنا ہو کر  
اجی خلوت میں آئے ہو مگر شرم و حیا ہو کر  
بلا جو سر پہ آئی رہ گئی زلف رسا ہو کر  
ہوس بڑھنے لگی کچھ اور مصروف دعا ہو کر

مرا دل کرتے ہو پا مال اگر تم غول سے بچنا  
نظر نیچی ہو مکتے پر پسینہ آیا جاتا ہی  
حسینو نکو بجاتا ہی خدا کس کس بناوٹ سی  
ہنہن جب مانگتی تھے ہم تو ہلو حرم بھی کم تھی

شفیق زار کہتے ہیں وہ میری ستانی کو  
دفا کا نام تنے کھو دیا اہل وفا ہو کر

میرے رکھتے ہیں قدم خار خیلان سر پہ  
آفتین سیکڑوں آئین شب سحران سر پہ  
ایسی اوڑاؤڑ کی پڑی گرد بیا بان سر پہ  
شب کو دیوانے اوٹھالیتے ہیں زندان سر پہ  
لطف دیتی ہیں بہت ذرا افشان سر پہ  
کس طرح آج دوپٹہ ہو مرجبان سر پہ  
کبھی دلیر کبھی تصویر گلستان سر پہ  
تیرے دشمن بنایا چمنستان سر پہ  
حسن دیتی تھی بہت زلف پریشان سر پہ  
آفتین آئینگی پھر گنبر و مسلمان سر پہ  
لیکے یہ خاک اوڑھتا ہی پرارمان سر پہ  
یک بیک ای گیا موت کا سامان سر پہ  
پر یان نے آئین ابھی تخت سلیمان سر پہ  
ہاتھ رکھتے ہیں مری جان کو خواہان سر پہ  
تو اگر آ تو بٹھانوں تجھے ہسان سر پہ

اہلہ پاہون تو کس کسکا ہی احسان سر پہ  
پہلی ہی رات ہی ناواقف الفت پہن  
سہم تن ڈھیر ہو مٹی کا کوئی دیوانہ  
ایسا سب شور مچاتے ہیں کہ جسکی نہیں جلد  
شام ہوتے ہی چمکنو لگے لاکھوں جھلنو  
تیری ان بانگی اداؤں نے مجھے مارا ہی  
تیرا دیوانہ اوسو جانکی طرح رکھتا ہی  
سر کو بھوڑا ہی تو زخموں کی ہوئی گلکاری  
بکھرے کیا سنہ پہ تری بال ہیں گھونگھروا  
بت نادان جو مرا ناگ میں سینہ دو بھر  
کوچہ یار میں بھی حسرت و دیدار ہی  
سنکے قاتل نے مرے برق گرانی کیسی  
اے شہ حسن اگر حکم ابھی تم دید و  
حال میرا ہی برا مجھ کو تسلی دیکر  
دل جگر تجھ پہ تصدق کروں جان بھی بد

ہر شب درین بے غری اماں بہن کبھی سجدی کے رکھا کبھی قرآن سر پہ

وحشیو عین بھی ترا مرتبہ ایسا ہی شفیق

قیس رکھتا ہے ترا تار گر بیان ہر پہ

جان میری ہر اسی یار وفا دار کو ساتھ  
مرد سے جی اوتھتے ہیں بازیب کی جھنگاں  
میرے سمجھانے سے آتا تو اثر اون پر ہوا  
اب نہ درمان نہ دوا اور نہ شفا موت آئے  
دلوں کو کچھ عقل نہیں آئی یہ نادان ہا  
دیکھنے والوں کی اب جان بچا ہی حال  
دلوں میں ہوش بناتی ہیں نشیلی آنکھیں  
یوں تو مرنیکو ہزاروں ہی ہیں مرنیوالے  
خبر و یان جانے نہیں مطلب ہر اوس  
ساتھ نظر دے لے تری جنبش ابرو بھی ہو  
اوسکی فریاد پہ چسپاں اگر توڑتا ہے  
تیرا فگن مرے سینو میں اسے رہنے دی  
کیا تا مشہر ہے کہ آئینہ جو دیکھا اوسنے  
اے مسیحا دم آخر وہی کچھ کام آئی

میں بھی تڑپو لگا ہمیشہ دل بیمار کو ساتھ  
بچھو بچھو ہے قیامت تری رفتار کو ساتھ  
اب نہیں گھر سے نکلتو کبھی اغیار کے ساتھ  
سب یہ سامان گھر کا صاحب ازار کو ساتھ  
یہ ہمیشہ ہی رہا کرتا ہوں ہشیار کے ساتھ  
اور معشوق نکل آئے مرے یار کے ساتھ  
کچھ عجب ناز سی سوار ہیں منجوار کو ساتھ  
کئی جانب باز رہا میرے جفا کار کو ساتھ  
آسمان ظلم کیا کرتا ہے ناچار کو ساتھ  
تیر بھی چلتے ہوں ظالم تری تلوار کو ساتھ  
جان بیل کی کل جائیگی مسفار کو ساتھ  
سب اہود لکا نکل آئیگا سو فار کو ساتھ  
سانپ لہرانے لگے گیسوئے حمار کو ساتھ  
عمر بھر موت رہی تھی ترے بیمار کو ساتھ

رات بھر گزری شفیق آپ ذرا یاد کریں

اوسخا اقرار کیا تھا مگر انکار کو ساتھ

جاہی لینا نبوٹ سو کبھی سرشار ہو جانا  
عیادت کو مری آتے ہیں وہ خوش قسمتی مری

کہیں تم بنتی ہو بنتو نہ بادہ خوار ہو جانا  
سبارک ہو مجھے اسطور سے بیمار ہو جانا



یہی راز دنیا ز عشق کل کھل گیا ہوا ہے  
 تری دو نوا د اہنن اب دے خوار چہ ہیں  
 صفائی ہم تری تیر نگاہ یار دیکھیں گے  
 تمہیں نام خدا بڑھنا ہر بارک ہو یہ دل  
 سیجا ہم نکر ہر عیادہ تیرا گھر ہے  
 ابھی کسں ہوا ریش یہ آرائش کی کونشیں  
 سمجھ میں کچھ نہیں آتا یہ الفت کی کرات  
 سوئی گلزار میرے خونے بالکل سراپا تہ  
 دکھا کر اپنا جلوہ ہر وہ کہنے لگو مجھے  
 کوئی بھی بات ہو تیوری چڑھا تو مجھ پر درد  
 یہ دلمین ٹھان لی سب کچھ کہیں گے مجھ پر  
 مجھے نازک مزاجی اونکی اکیورن بار بار کی  
 وہ گھر سے نکلے ہن دل سپیان دیوانگی  
 کوئی دیوانہ گر کر اوٹھ نہیں سکتا قیامت  
 اب اونے بات بھی کرنی بہت مشکل ہوئی مجھ کو  
 کوئی بھی بات میں کہہ دن وہ تمہیں پہنچ جائے

دل اونکو دیکے عالم میں ذلیل و حار ہو جانا  
 عنایت سو جھکیں کنجا پر کسی تلوار ہر سبانا  
 اشار میں ہمارے دل جگر کے پار ہو جانا  
 اوسی قد کے برابر کیسوئے خند ہر ہوجانا  
 تب ہجران بڑھا کر صاحب آزار ہو جانا  
 شباب آئے حسینون بھر کے بھر سردار ہو جانا  
 اوٹھیں دل کے اپنی جانشے بیزار ہو جانا  
 دو لہن کی تسکین کو کوئی زین یار ہو جانا  
 کسی دن اور بھی ایڑا اب دیا ہو جانا  
 کہیں ایک دن نہ میرے قتل پر تیار ہو جانا  
 گئے جب اونکے آگے صورت دیوار ہو جانا  
 ہنسی کی بات میں بھی ہر گھڑی تکرار ہو جانا  
 جہان نقش قدم بتا دہان گلزار ہو جانا  
 کہ اوکو چار جانب خاک کا انبار ہو جانا  
 گئے محفلین ہم اور محسوس اغیار ہو جانا  
 زبانے میں کہوں کچھ بھی اودھر لکار ہو جانا

بلایا بعد مدت کے شفیق اوسو تمہیں جانا

دیان ہو جا رہا کھٹکا در اشیار ہو جانا

زمین سو جھک کر خود ملنے لگا یا آسمان ہو کر  
 کرین اب ظلم جھپیر ایک دل سخت آسمان ہو کر  
 کہ یہ پانی کی چادر میں چھی ہن چھلیان ہو کر

بتایا کقدر حنلاق سب پر ہر بان ہو کر  
 ہوا مضبوط دل فرقتیں میرا امتحان ہو کر  
 خدا کی شانے حیوانین یہ پردہ داری ہو کر

حسینان جہان کس بہن امید تھی ایسی  
 ابھی ہو چکنا بنس سینکے تجھے بات کر دو  
 جو میں کہتا ہوں وہ سب قید میں دیوار کہتے ہیں  
 جو مجھے پوچھے تو عہد کے و نگاہانہ ہے  
 کسی کے تجزین مجھے تعلق نکا ہو ایسا  
 دل اہ نیکے پاس ہو آیا ہو اک مدت میں پھر بھی  
 یہ دل کہتا ہے مجھے رہ رہ و نکی ٹھوکرین چھی  
 ہوا مٹی کی زنگت میرا چہرہ ضبط کرنے سے  
 عیادت کو سری آئے ہیں خنجر پہ بہتے ہیں  
 ترا منوں ہو میں غور صادق تیرا کیا کہنا  
 معاذ اللہ ضبط آہ سوزان ہو بہت مشکل  
 تما شائی ہیں مقتل میں کوئی مرنے والا ہے  
 یہ مجھے بھر رہی ہو کوئی حالت تمھاری ہو  
 قدر اندازنے سیکھا ہو ایسا حسن اخلاقی  
 لگائی تیغ ابرو ایک نے تیر نظر اوٹنے  
 ہمارے خواب میں گئے نظر سچی کے بیٹھے  
 لیا ہو ضبط گر یہ سب رگوں میں آشک پہلے ہیں  
 سناٹے سے نہیں ملتی ہیں بگڑی ہیں ہر ترفین  
 ملا ہے خون عاشق و خلیوین دیکھ لے نادان  
 او جاڑا آشیان اسو تو دہ بجلی گراتا ہے  
 مراد یوارہ کہتا ہے کہ اوڑکے تافلک پہنچیں

کر نیکے ظلم بھی ہمیشہ شریک آسمان ہو کر  
 مجھ کو تم قتل کر ڈالو گے اکدن فوجان ہو کر  
 شریک حال میں سپیری میری ہر بان ہو کر  
 دکھانے اپنی زینت تو مجھ پر صبر بان ہو کر  
 راہی تن بان میں میری منہرا ستھان ہو کر  
 نہ کچھ مجھے کہے کجخت او نکا راز دان ہو کر  
 رہو لگا اونکے بھی در پرین سنگ آستان ہو کر  
 یہ سارا راز کھول دیتا ہو درد نہان ہو کر  
 اوٹھایا گوہم کس طرح تم نے ناتوان ہو کر  
 رہی تصویر اوٹھ گئی گوشہ دلیں نہان ہو کر  
 اوڑا جاتا ہو سارا رنگ رخ میلر دیوان ہو کر  
 سب کچھ کو ہو گئی عبرت ہمارا امتحان ہو کر  
 رہو لگی ساتھ منزل بھر میں گرد کاروان ہو کر  
 لگاتا ہو نظر کے تیر جھکتا ہو کسان ہو کر  
 اوٹھے بزم حسینا نے تو ہم بھی خستہ جان ہو کر  
 رہا آنکھوں کا پردہ اپنا اونکے درمیان ہو کر  
 بٹھا طوفان کرتے یہ بھی عالم میں روان ہو کر  
 رہیں گی یہ شریک گردن چشم بتان ہو کر  
 دکھائیں گی یہ اپنا قصہ تجھ کو بتلیان ہو کر  
 بہت زور آسمان کو ہو شریک بلخبان ہو کر  
 یہ رفت پرین کی ہو ہماری دھجیان ہو کر

یہ سچر ظلم چرخ پر اکدن یا ہی رکھنا  
کہا یہ دلنے مجھے حسرت ہمارا نکاح جمع ہو

شفیق آنا اثر کر شاعری من ہو تو اچھا ہو  
سکھ سے اپنے دیشا ایدہ مجھ کو شاہ ما ائی

سہرا

چاہئے باندہ لے نوشاہ رہ رہ سہرا  
کا مین کہتا ہے نوشاہ کے پر ز سہرا  
باندہ کر نرم مین آیا ہو جو وہ مھر جمال  
اسطرف شوق اود مھر شرم و حیا نانی  
ایسی تقریب مین یہ مجھ کو خوشی زائد ہے نہ  
خوف ہو اوسکو کہین مجھے نہ بڑھ جائی کہین  
سنتین ماننے والو کی مرادین آئین  
اسطرح چال نہ چل جس سے نظر تجھ کو گ  
سر پہ نوشہ کے چڑھا ہو بڑی عزت ہو اسے  
بڑھ کے یہ باد بہاری نے جزدی سب کو

شاعری کرتے ہوئے شیر ہر س کہ رہی شوق  
یہ نہ سمجھے کہ کہا جاتا ہی کیونکر سہرا

قطع

مردون سے یہ سوچتے تھے مہم  
دم جو نکلے تو اسطرح نکلے  
بات ایسی تو کوئی کر حساب مین  
دیکھنے والے لوگ ڈر جائین  
جب خبر ہو محفلے والون کو  
سب کے سب آ کے گھر مین بھر جائین

سرو پاکانہ ہوش اونکو رہے چشم حسرت مری کرے یہ اثر کہہ رہے ہوں عزیز لاشے پر سُکری اونکو بھی کچھ نہ تاب رہی	اپنے آپ سے سب گزر جائیں چشم ترا آئین نوحہ گر جائیں تمتو جاتے ہو ہم کدھر جائیں لیکے احباب جب خبر جائیں
---	--

ایسے مرثیہ کا نام ہے سرنا  
یون تو مرثیہ کو آج مرحبائیں

قطع

کیا کیا حسین باغین بھرتے ہیں اردن اٹکھیلو نیکی جاں جوانی کا جوش ہے افشان لگا کے رات کو سوتی ہیں حسین عشقاق قتل ہوئے نیلے اونسی بھی بیگناہ چشمونکی اونکی پستلیاں کیا قہر دھائیں دنبا لہ وار سر مرے ہوتا ہی یہ بیان کیا ضو فلک دہن میں ہر دوہائی آب تاب ایسی حسین سیف زبانی دکھاتے ہیں کس طرح اپنا حسن چھپاتے ہیں حسین باز سے ہوئے ہیں اپنی دو ٹونکی گاتیاں دیکھا ہوا ان سینو میں کچھ لطف نیکی جاتے ہیں جھومتے ہوئے کیا سوئی مسکدہ	سب جھولیو میں اپنی گل ترے ہوئے شاؤنپہ اپنے زلف سبز لے ہوئے پیشانیوں پہ لاکھوں ہی اختر لے ہوئے ما تھو شبہ ابرو دو کی ہین خنجر لے ہوئے ہم نکھونکے گرد پلکوں کا لشکر لے ہوئے نیزاسیہ ہے چشم تگر لے ہوئے جیسے صدف شکم میں ہو گوہر لے ہوئے گو یا کہ لفظ لفظ ہے خبر لے ہوئے زیر نقاب ہیں سر انور لے ہوئے سینے پہ اپنے حسن کا جوہر لے ہوئے ہین گورتے گورے ہاتھو میں ساغر لے ہوئے میخوارانے ساتھ برابر لے ہوئے
---	---

ان مہ و شونکو چھوڑ دی ہشیارہ شفیق

ہین تیرے واسطے احرارے ہوئے

## قصیدہ در مدح حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ

خوب نمایان ہو تھیں شاخ قرآن ہونا  
اس طرح چاہئے ہو بنا ہیزدان ہونا  
ہو مبارک تجھے خالق کاشاخوان ہونا  
پاس اللہ کے تیرا ہوا ہمان ہونا  
ایتودا جب تیرے تھو خستہ و شادان ہونا  
اور پھر غیب سے دعا نکال بھی سامان ہونا  
پر وہ غیب سے اک ہاتھ نہ نمایان ہونا  
مرضی حق نہ تھی اس راز کا پہنان ہونا  
تیری تقدیر میں تھا فخر سلیمان ہونا  
آپ کو زیب نہ تھا یوسف کفان ہونا  
سارے خاصان خدا کا تجھے سلطان ہونا  
تیرے قبضے میں ہو دشوار کا آسان ہونا  
جس سے ظاہر ہو تراسب پسندان ہونا

ہے بنی زریب تھیں صاحب عرفان ہونا  
راہ مجہود میں یوں چلے تیا یا سبکو  
تجھ کو اچھا کیا معبود نے انجم نسل  
تجھ کو اس طرح سے معراج ہوئی فصل علی  
تو نے آخرت میں سل بات خدا سی کی ہو  
یہ بھی کیا کم ہی کہ تو عرش برین تک پہنچا  
خوب محبوب الہی خاطر یہ ہوئی وقت طہا  
شب معراج کا سب حال دو عالم پہ کھلا  
تو براحب انتا تھا سلطنت دنیا کو  
خوب اللہ نے بکنے سے بجایا اب تک  
فصل معبود سے یہ اورج مبارک ہو تجھ کو  
سکر و کمو ذرا عجب ازمانی دکھلا  
اور ایک مطلع پر نور شفیق آج سنا

سطح

حشر میں امت عاصی کہ گنہگار ہونا  
اپنی خود امت عاصی کا پریشان ہونا  
ہم گنہگار روئے اور وقت گنہگار ہونا  
ہم کو خود اپنے گناہوں نے پشیمان ہونا  
اوسکے کام آئے ترا عیسیٰ دوران ہونا  
تیری امت کا مریض تپ ہجران ہونا

تمہ پر ظاہر ہو بنی بر سر سامان ہونا  
ساما خالق عادل کا ہر دیکھیں تھو نہ  
جب چلین سوئے سقر اپنی براعتالی سے  
جانتے ہیں کہ قیامت میں بھی ہونا ہی ہی  
مردہ دل امت عاصی ہی جلا دے مولا  
اپنا دیدار دکھا اسکی خبر ہے تجھ کو

ہم گنہگار و نکو یہ یاد رہے گا مولا  
حشر میں تیری سفارش سے یلیگی جنت  
حشر میں مقرر خدا کم ہوا باعث تیری  
وہ جان میں ترے قدموں سے منور مولا  
تیری ہی نور سے اسلام نے رونق پائی  
سچ بہات ہے اسلام کی عزت رکھلی  
مرتبہ تیرا دعوا علم میں یہ ختم رسل  
اب یقین ہوتا ہے خاتونِ جنان کے باعث  
درجست میں گذشت عاصی کا ہو  
یا نبی آپے کہتے ہوں میں اپنی حالت  
آپ سمجھیں اگر اچھا تو یوں ہی نہ دین

آپ کے صدقے سے کم نوحکا طوفان ہونا  
دیکھنا امت عاصی کا بھی شادان ہونا  
ہو رسولوں کو ترا بشارت احسان ہونا  
اس سوسطہ ہر ہی ترا مہر و نشان ہونا  
تیری باعث سے ہی امت کا سلمان ہونا  
آپ کے سچوں کا امت پر سوتربان ہونا  
نہا نواسے کا لقب شاہ شہیدان ہونا  
مشکلیں امت عاصی کی بھی آسان ہونا  
شان ہے آپ ہی کی مالک عنوان ہونا  
آپ کے علم میں ہی میرا ہر سان ہونا  
مصلحت سے مراد دست و گریبان ہونا

مشکلیں ہوں جو زما نیکی نہ گھبراؤ شفیق  
آپ کہہ دیجئے سنکر نہ پریشان ہونا

### قصیدہ و تہنیت ولادت حضرت خاتم الرسالت

وہ جان میں و صوم تھی جب مصطفیٰ پیدا ہوا  
کہتے تھے جبریل و آدم یہ ہمیں ہی خبر ہے  
اب ترا دریاے رحمت جو ہمیں ہو گا سوا  
تا قیامت ایک ہی عالم رہیگا حسن کا  
منکر و نکو کلمہ اپنے نام کا پڑھوا دیا  
یہ شب معراج خاطر تو نے کی وقت طعام  
راذخا لقی منکر و نیر اس سے ظاہر ہوئے گے

کہتے تھے جبریل و آدم یہ ہمیں ہی خبر ہے  
مشکلیں حل ہو گئیں مشکل کشا پیدا ہوا  
کشتی امت کا اپنی ناخدا پیدا ہوا  
دو جہان میں کون ایسا مہرقتا پیدا ہوا  
دو جہان میں کون ایسا دوسرا پیدا ہوا  
انکی خواہش تھی کہ بس دستِ خدا پیدا ہوا  
وہ بھی خود کہہ دیجئے یہ منجبرِ غما پیدا ہوا

سے یہ ایسا راز خالق جبکہ معلوم ہی  
روشنی میں اسکی سب اسلام کا کلید پڑھیں  
مومنوں کی حاجتیں نکلا کر ننگی حشر تک  
حضرت موسیٰ کلیم اللہ تعالیٰ کچھ شک نہیں  
حضرت عیسیٰ کا بھی اک معجزہ شہور ہے  
جتنے گزرے ہیں جہانین اولیا و انبیا  
اے محمدؐ میں ولادت کا تری لکھو لگا حال  
توہ ذکر نظم کی سب مشکلیں آسان ہوں  
اے شفیق اب تو بھی اوستا نام پیکر نظم کر

دوست موسیٰ میں فقط اک آبلہ پیدا ہوا  
نور ایمان بڑھ گیا سب الصفا پیدا ہوا  
یہ جہانین مہربان جو دو سنا پیدا ہوا  
یہ محمدؐ بھی لسان کبریا پیدا ہوا  
اسکا نائب بھی نصیر لگا خدا پیدا ہوا  
حق تو یہ ہی ہے سبھو لگا بادشاہ پیدا ہوا  
میں ہوں ان پڑھ میرے ولین، لولہ پیدا ہوا  
بدھکا بھی میرے ولین حوصلہ پیدا ہوا  
جو کہ عالم بھر میں اک حاجت روا پیدا ہوا

فلک کر تو ہی یہ مسلح دوسرا پیدا ہوا  
ہر سترت دو جہاں لگا بادشاہ پیدا ہوا

امشکلیں آسان ہوئیں کہتی تھیں بی بی آمنہ  
ساری شہار جہان کو حکم سجدہ لگا ہوا  
سلطنت اسکی ہوئی راز خدا کا ہر ہوا  
ایک کاہن نے کہا اگر یہ عبد اللہ سے  
جانتے والے سب اسکو خوش ہو کر اس جاتے  
اسکو خالق نے بنا یا مالک کو بیگان  
جتنے اس کا بڑھا دوتا کھلا راز خدا  
عمر جب اسکی چل سالی کی آہو بچی قریب  
اب نبوت اسکی ظاہر ہے یہ ہودہ و تھلین  
پھر تو اسکے نام کا ڈنگا جہانین کا گیا

گھر میں عبد اللہ کے حاجت روا پیدا ہوا  
ہر زبان سو فہرہ وصل علیؑ پیدا ہوا  
بانی اسلام یہ سچ بننا پیدا ہوا  
آپ کے گھر شافع روز جزا پیدا ہوا  
خلد میں جانیگا یہ ہی راستا پیدا ہوا  
مرضیٰ عبود کا یہ مقتدا پیدا ہوا  
ہو گئی شہرت تو چرچا کا جہاں پیدا ہوا  
یہ خیال قدرت رب العلا پیدا ہوا  
شور ہو اسلام میں خیر الوریٰ پیدا ہوا  
ذکر دنیا میں اسکا جاجا پیدا ہوا



لیکے فرمان خدا ہر سمت یہ جانے لگا  
صاحب اعجاز کہتا تھا کوئی ساحر کوئی  
استحان لینے لگے گفتار انکا آن کر  
بھاگتے تھے منزلوں کفار انکے نام سے  
پھر خدا کی راہ میں اسنے لکھی ایسے جہاد  
بانی اسلام اسکا نام عالم میں ہوا  
مدح گوئی اس جہالت پر کرو گم شفیق  
حد مراتب کی ترے کوئی نہیں سو جانتا  
جیسی بی بی فاطمہ تھیں لیسا ہی شوہر ملا  
نور کیا وہ کہتے ہیں سب جنگوں بی فاطمہ  
اے رسول اللہ وہ نائب تھا راسی ضرور  
وہ فدائی ہی بزرگوں کا ترے ختم الرسل  
اور بھی اسلام کی رفعت جہانیں اڑہ گئی  
یہ ہے وہ جو تیری امت پر فدا ہو جائیگا  
بعد تیرے تیری امت او سکوماریگی ضرور  
یا رسول اللہ میری حاجتیں برائیں سب  
تیرے ہوتے مشکلیں میری نہ پھر آسان ہوں  
اک اشاری میں ترے سب کام بنتی ہیں مگر  
ابے سول پاک میرے دلوں ہوتا ہی یقین

کفر اور اسلام میں ایک وفد غاپیدا ہوا  
دیکھ کر اعجاز اسکا غلغلہ پیدا ہوا  
اونکی جو خواہش تھی ویسا وہ تعاپیدا ہوا  
جا انکا سب منکر و نکر وفد غاپیدا ہوا  
اوسکو مارا اسنے جو بہر جفا پیدا ہوا  
کشتی امت کا اپنی ناخدا پیدا ہوا  
رک گئی تم جب نہ کوئی قافیا پیدا ہوا  
صلب سے تیرے ہی نور خدا پیدا ہوا  
کیا اسی باعث سے یار و مر تھے پیدا ہوا  
کون ایسا شاخ رو جزبہ پیدا ہوا  
لبن سواسکے اک ایسا لاڈلا پیدا ہوا  
فضل خالق سے نور سے دوسرا پیدا ہوا  
فاطمہ کے گھر میں شاہ کربلا پیدا ہوا  
کشتی امت کا تیری ناخدا پیدا ہوا  
ہی خوشی میں غم غریب نہیںوا پیدا ہوا  
بعد خالق بس تو ہی حاجت روا پیدا ہوا  
دو جہا میں تجھ سا کب مشکل کشا پیدا ہوا  
جس سے عزت جائیگی وہ سا نچا پیدا ہوا  
غیب سے کوئی نہ کوئی سلسلا پیدا ہوا

دو جہانکے بادشاہ ہیں تیرے حامی و شفیق  
عرض کر جو تیرے دلیں دعا پیدا ہوا

ایک ذرہ جو ہی ساقی ترے میخانے کا  
اپنے میخوار کی اب جلد خبر لے ساقی  
دل مردہ کو مرے تو ہی جلا ایسے ساقی  
تیری الفت میں مرون قبر سنوڑ ہو گی  
نہ تو صحر اکو گیا میں نہ گیا زندان کو  
مے الفت سی ہی سرشار تر امتوالا  
اوسکی ضد سی تو پیالے میں پی جاتا ہوں  
تشنہ می ہوں مری آسین خطا کیا ساقی  
ورہ ساقی کے پڑا رہتا ہو جو آٹھ پہر  
اور میخوار مہ نو بھی جسے کہتے ہیں  
بھٹک کو بھی ضد ہو کہ ساغر مری لب سے نہ پٹے  
تیرے کوچ میں ہی میخوار و نکا مجمع ساقی  
میں وہ سیکش ہوں کہ گلشن اگر جاتا ہوں  
اپنا ساقی ہی نصیر کیا خدای میخوار و  
جام خالی مرا بھر دے جو کہیں دست خدا  
در میخانہ پہ چھائی ہو گھٹا ایسا قی  
برق سی کھتا ہی دل آتا ہی میرا ساقی  
دل یہ کہتا ہی فلک سی بھی بھو دو ٹوک لاؤ  
اب کہو مطلع ثانی بھی کر دے کشف عشق  
دل ہی مشتاق ترا وقت بتا آنے کا مطلع  
فاطمہ نیت اسد خانہ حق تک پہنچیں

وہ بھی حصہ ہی مری عمر کے پیالے کا  
ورہ دوسرے مجھے اب خوف ہی مرجانے کا  
راستہ دیکھ رہا ہوں میں تری آنے کا  
ہی مری خاک میں فدہ تری کاشانے کا  
تیری چوکھٹ پہ رہا سر ترے دیوانے کا  
تیرے قدموں پہ رہا سر ترے ستانے کا  
اب تو زاہد نہیں مجھ کو کبھی پہکانے کا  
شوق ہو نٹو نٹو ساغر سے پیٹ جانے کا  
حشر تک ہی وہ ٹھکانا اسی ستانے کا  
ہے کسارہ ترے ٹوٹے ہوئی پیالے کا  
اب تو زاہد کبھی مجھ کو نہیں سمجھانے کا  
اپنی میخانے میں کیا دخل ہو بیگانے کا  
انگراں رہتا ہوں انگور کے ہر دانے کا  
وہ جلاتا ہی ہمیں شوق ہی مرجانے کا  
متربہ اور طبر بھیگا مرے پیالے کا  
لطف ہی ابر میں بجلی کے چمک جانے کا  
اب تو موضع ہی ٹرپنے کا نہ ٹرپانے کا  
پر جو پا جائے ابھی قصد ہو اور جلنے کا  
آگنی موت تو یہ وقت نہیں آنے کا  
آتش شوق سی اب خوف ہی جل جانے کا مطلع  
راستہ ہو گیا تجرین نکل جانے کا

شوق یہ ہی در مقصود سوسین گو د بھرون  
کے قدموں کی ہر شتاق زمین کعبہ  
کیسا مولود ہی جس سے ملا مک خوش بہن  
آپ اس شانے تشریف زمین پر لائے  
بادہ کش دیکھ لین تہذیب اس کتے بہن  
سر جو سجدے اوٹھا کلمہ توحید دہرے  
اب بتو کنی بھی خدائیں پڑینگے رنخے  
گھر میں اللہ کے مہان ہی ہمارا ساقی  
سوئے کعبہ چلے آتے ہیں رسول مقبول  
فاطمہ بنت اسد گو دین لیکر نکلیں

یہ نتیجہ ہوا اللہ کے گھر آنے کا  
وقت ہی کعبہ کی دیوار و کپڑہ جانے کا  
گھر میں اللہ کے سامان ہی زچا خانے کا  
پہلے سجدہ کیا اللہ کے شکرانے کا  
جام جب بھرتا ہی سر جھکتا ہے پیمانے کا  
یہ حدیثوں ہی ٹکڑا نہیں افسانے کا  
رنگ کچھ آج دگرگون ہی صنم خانے کا  
تین دن ہو گئے در بند ہی سخیانے کا  
شوق ہی بھائی کو بھائی سے لپٹ جانے کا  
سامنا ہو گیا لوشم سے پردائے کا

شاعر عین تجھے دیتا ہے شفیق ایسا خدا  
جس میں کچھ دخل ہی اپنے کا نہ بیگانے کا

### در واقعات غدیرا

چمن میں آتش گل کے ہوئے احکام یہ جاری  
ہنا لان چمن انگڑائیاں لے لیکر کہتے ہیں  
یہ دن نور و سوسو کچھ کم نہیں کہنوں کی بلبل  
بہار آئی چمن میں گل نہیں بھولون تاقو بہن  
زمین نرم سے سبز لکا ہوتا ہی منوایا  
جو انان چمن سے چکر چکے کہتی ہی بلبل  
شجر یوں بار و رہن چھپ گئیں سب تالوں کی  
سحر کا وقت ہی باد صبا میں ہی اثر ایسا

بہار آئی ہی اب ہر شاخ سے لگو گی چنگاری  
ہوا شاداب گلشن دینکا نازک ہی تیاری  
رگ گل کو جو توڑا رنگ کی چھٹی ہی چکاری  
کیا رنگ ہی دھما کی کیا رنگ نگاری  
جگہ کوئی نہیں خالی بھری ہی ایک کیاری  
چھپا ہی مہندیوں کی بتیوں میں رنگ گلناری  
دہ کثرت ہی کہ شاخوں و دروہ کی ہوشواری  
ہوا کھانیکو گلشن میں چراتے ہیں آزاری

کہاں باغ جہانیں سیکھو لگا آج ہو جھڑ  
یہ ساقی کون آتا ہو چین میں کیا سرت ہے  
شفیق اب تو اثر میں دو بگو مطلع کوئی کہنا  
یہ کسک حکم سے اس دشت میں ہوتی ہو تیاری  
مبارک ہو تھیں مژدہ علی ابن ابیطالب  
رسول پاک کو جبریل فی یہ حکم پہنچایا  
وہ چوراہا خدا کی راہ کا اسلام کا مجمع  
وہ اک چھوٹا سا چتر خلد و ساری خدا کا  
بنایا سب فی ملکہ دید یا جب حکم احمد نے  
اوسے کیواسطے احمد فی ممبر پر قدم رکھا  
رسول پاک فی دست خدا کو یوں کیا اونچا  
کہا میں جبکہ مولا ہوں علی بھی اوسکا مولا  
کوئی پہلے بدلتی یا علی رخ گت بولے  
مبارک ہو مبارک ہو چین اے ساقی کوثر  
قدم دست خدا کو شوق سے اقبال فرجے  
شفیق اب تو غزل کا بھی کوئی مطلع سنا دینا  
حسینوں سے ملا میں اس لہو سیکھی دل آزاری  
تمہیں زیبا ہو صاحب قاتل قاتل بھی کہنا  
زمانہ ہو گیا تو نے بتو نکو یوں کیا کھیل  
ترے دشمن کی آقا جان بچنی غیر ممکن ہو  
زمانہ ہو گیا یوسف بکرتے ہو گئی شہرت

مئی حب علی کی ہو کہیں اسوقت میخواری  
کہ پہلے ہی سے انگوڑے دھنسنی چاری  
کہ حج آخری ہو آری ہو فوج سرکاری  
ہو لو نکلے درختوں میں نظر آتی ہو گلکاری  
کہ ایسے دشت میں نازل ہوئی ہو حمت باری  
علی ابن ابیطالب کو دید واپسی مختاری  
جہاں ہر طرف سے آ رہے تھے لوگ درباری  
خدا کے حکم سے ہونے لگی اوسجا پہ میخواری  
کجا دے پر کجا وا ہو گئی ممبر کی تیاری  
جسے اسلام کی ہر وقت کرنی ہو دگاری  
سپیدی دونوں نعلوں کی نمایاں ہو گئی ساری  
رہ گیا تا قیامت حکم یہ میرا یوں ہی جاری  
کسی کی بھر زبان پر کلمہ حق ہو گیا جاری  
مبارک ہو مبارک ہو خدا پر ہم کی میخواری  
مناست کہہ رہی ہو زیب ہو ایسے کو سر داری  
دکھا دینا زبانی کھینچ کر تصویر دل داری  
رقیبوں کے کلچو پر لگائے زحم بھی کاری  
تھکاری نام سے کم ہو گئی ہو مردم آزاری  
ابھی تک یاد ہو کفار کو تیری دل آزاری  
لڑائی آئندہ جسے بڑ گیا تیر نظر کاری  
قیامت تک تمہاری حسن کی ہو گرم بازاری

تھیں معلوم ہو گا علم ہی ہر بات کا نگو ترے کو پھر چین دیوا نو کو دلچسپی کسماں	دکھایا کسے جلوہ طور پر تھا کون دیداری خدا کی شانے وہ ہی در دولت پہ گلکاری
---	--

شفیق ایسا پریشان حال ہوا تے مولا

ہمیشہ سے سنا ہی آکھو شوقی مدد گاری

نظم در ستایش عالیجناب السید حسین صاحب تسمیٰ تیرہ لبتہ نقا

کیا رہا سہا یہ فکرن ہر سر چپ پنج خضری کیا تری تعریف ہو سید حسین ذی چشم خاندان فخر و عالم ہی ترا سید ہے تو دو جہانین یوں تو خاصانِ جلا گزری بہت میرا ہی دادار رسول پاک کا نائب ہوا ہر طرح اسلام کو لایا سہا راہ راست پر تیرے دادا کو لقب دست خدا کامل گیا مختصر زورید لٹھی دکھایا آسنے یوں ملایا خاکین باقی نہیں نام نشان کافرو نکاحرین سہی جلا اور خاک تھا جب نبی نے اوسکو خیرین بکارایا علی راہ خالق میں بکایا کیا کارا ہم مشکلین خلق خدا کی اوس ہی آسان ہوئیں یوں گزرنیکو تو شاہانِ جہان گزری بہت	تا قیامت سبکو دکھلائی بہارِ آخری تیرے دادا کی امامت نانا کی پیغمبری کیا بزرگون کو ترے حق ہی بلا تری زیب ہی نانا کو تیرے افسر و نکلی افسری ہوین پیغمبر کی اوسنے ہر طرح کی برتری ہر طرح اسلام کی اوس ہی ہوئی ہی پیری دو جہانین ہو گیا مشہور زورِ حسدی اک اشار میں پہیلی پچھا بابِ خیر ہی کیا گھٹایا آسنے لڑ لڑ کے زور کا فری برق کو مانند چمکی ذوالفقارِ حسد ری ایک دم بھر میں دکھائی آپی چاک تری تابع فرمان ہوا سو جانے شاہِ ہربری کام یہ سب ہو گئے دادا ہی تیرے سر سری زیب ہی دادا کو تیرے افسر و نکلی افسری
--	---

جسکو حق اچھا ہو تعریف کیا اوسکی شفیق  
جس سے وابستہ رہی ہر وقت لطفِ داوری

مطلع ثانی بھی آسانی سے کہنا اور شفیق تو غزل گو ہو دکھا دے سب کو اور بڑی

یون در دولت یہ ہو مدد ملے جلوہ گری

حسن ایسا ہو کہ جس کو دیکھ کر آئے پری

اگر تباہی مجھ پر تصدق مجھ پر سن چنری  
کیا مقابل ہوں تری آنکھوں کی زہرہ شری  
پہلے اپنے دیکھ دھتے دھوڑا ماہ انوری  
ہو غلط فہمی کرے تجھے جو کوئی سہری  
کیا عجب کی بات ہو پیدا ہو آب گوہری  
کیا کوئی قیمت لگا سکتا ہو اوسکی جوہری  
جو تھی میر جھائی ہوئی کوئل وہ ہوتی ہو سہری  
زیب ہو کھجکھو بھی اپنی قوم کی سکرٹری  
ہو دہان بارہ اما سوئی جو اک بارہ دری  
ہو بزرگوں سے ترے آباد نیرم کو شری  
بی رہی ہیں سب کے جام شراب احمدی  
آج تو پورا ہوسکا بھی سوال آخری  
میں خراسانی ہوں تو حسین شتری  
حشر تک اون پر رہی ہر وقت لطف آوری  
آج تو ساتی سے لے جام شراب احمدی

تیرے ہی نقش قدم سینہ پہ پھرتی ہی زمین  
ضو فلک وہ را نکوینہ ضو فلک آنکھوں پہر  
گر ترے رخی صفا ہو وہ مقابل ہو کبھی  
ہو نجابت بھی سیادت بھی بزرگوں سے ترے  
تیرے ماتھے کو پسینہ کا اگر قطرہ گرے  
وہ در نایاب ہو اوسکی بھلا کیا کر ہو  
نام میں اتنا اثر تیرے ہو اے ابر کرم  
تو خدا کی شان سے کیا مجمع اوصاف ہو  
تھوڑی سی ہلکوبھی حاجت میں مل جائی ضرور  
کر بلا کے تشنہ لب بیٹھیں سب بالائی حور  
ساتی کو نر پلاتے ہیں سبھو نکو بھر کے جام  
یا علی مگر ترے دربار تک پہونچا شفیق  
حاجتیں وابستہ میری ہونگی تجھے عمر بھر  
تیرے فرزند و برادر حشر تک جلتی رہیں  
گر قصید میں غزل کہنا ہو کھجکھو اور شفیق

عش نہ آجائے یحییٰ ہوتی ہو وہ جلوہ گری

میکشون ہشیار اب شیشی ہو نگاہ پری

بے ہے رند و مین اب چلتی ہو جنگ گری

جوش ہو کو دیکھ کر پیر مغان ہنسی لگا



عاشقوں کے دل بلاگردان ہزاروں ہو گئے  
چارہ گر تیر نظر کے سیکڑوں ناسوہین  
جب چلا دو گام بھی بن بن کر کھو بیٹم  
بھرنے ساغر بھیکے جاتی ہن ہمارے نام پر  
قید خانے سے نکل کر جانبِ صحیحہ چلا  
آئینہ ہی سامنے زینت کی کوئی حد نہیں  
چمکے افشان سر سے اور صبا ہو ڈوٹینے پائے

اس طرحے دو شیر پھیلی ہو زلفِ عربی  
دکے زخموں پر مرے ممکن نہیں بھگہری  
کیون تصدق ہو نہ اس کی چال پر کبھی  
کیا نے انداز سے کی اپنے ساتھی شہری  
ہو مبارک آپ کے وحشی کو آشفہ سری  
وسیدم ایجاد ہوتی ہو ادا سے دلبری  
پڑ گیا بردا چھی جاتی ہو بزمِ خستری

ہو جہالت میں تمھاری شاعری ایشی شفیق  
دیکھ کر تکر کے لے لگاتے حمیرے

### قومی نظم

پوچھتا کیا ہے سچا کیا ہیں آزار ہے  
عارضہ ایسا ہے جس سے جان بخشی ہو حال  
چارہ ساز ایسا ہو جسکو شافی تھلک کہیں  
خونکی جاسب رگوں میں فکر کا سے مادہ  
نا تو ان ایسے ہیں جس سے بات کر سکے نہیں  
نا تو انی وہ ہے جس سے لب ہلا سکے نہیں  
دل جلا یا گرمی افکار نے افسوس ہے  
چارہ گر صحت سے بالکل ناسیدی ہو گئی  
نا تو انی کہہ رہی ہے یہ زبان حال سے  
قوم اپنی نا تو انی پر دزا بھی اک نظر  
گردشیں ہماری زماں کی ہیں تیرے واسطے

ہم تو کیا شے ہیں ہماری قوم تک بیمار ہے  
چارہ سازی کو لے اک چارہ گر دکاڑی  
اوسکے بن صحت نہ ہوگی وہ ہیں آزار ہے  
ہی دل نازک اور اوس میں غم کا اک انبار ہے  
سائنس کا لینا بھی جسم زار کو دشوار ہے  
ضعف ہے ایسا تبسم کا بھی پورا بار ہے  
سائنس ٹھنڈی لین تو مثلِ آتشبار ہے  
ایک تیر غم ہمارے دل حکر کے پار ہے  
گر نہ صحت ہو تو ایسی زندگی بیکار ہے  
زور سے چلنا بھی تجھ کو دوت دم دشوار ہے  
تیرا بچا ہے کٹھن ایسی تری زقا بار ہے



قوم تجھ کو چاہتے ہی دیکھ کر کھستاقہ م  
 قرض لینا چھوڑ دی اسے قوم کہنا مان لے  
 ایک لیکے سو کا دینا یہ بھی کوئی عقل ہے  
 قوم پھر سمجھاؤ لگا تجھ کو ذرا تو سمبر کر  
 ضعف تیری کیا عدالت ہو ذرا انصاف کر  
 ضعف تو مجھے کہا میری شکایت ہی قبول  
 قرض لینے کا بہت ہی شوق یہ سمجھیں در  
 قرض کا لینا ہر اک کو سو سناے مفلسی  
 گریہ و دعویٰ عداوتیں لکھی گی زندگی  
 زریا کھوڑا سا اور دینا بڑا مال کشید  
 جائدا دین اپنی سب جاتی رہیں اس شخص  
 اپنی دولت دوسرے کو دیکر یہ حاصل ہوا  
 قرض کر لینے سے باز آ قوم کہنا مان لے  
 شوقین کیڑے کیا شوقین مفلس ہو گئے  
 بوٹ کی فرمائشیں جانے لگی ہیں دودھ  
 ضعف نے جو کچھ کہا بقوم سب تو فرسنا  
 گر لباس فاخرہ سے ہو گئی عزت تو کیا  
 عزت ذاتی کی کوشش چاہتی ہے شخص کو  
 قوم اب بھی صرف ناجائز کو گر جائز رکھا  
 قوم گرا اپنے بزرگوں کے چلن پر تو چلے  
 شرم کی جا ہی کہ ایک جاہل نصیحت گریہی

جس طرف جاتی ہی تو وہ راہ ماہوار ہی  
 جان بیری اس سے ہی مشکل یہ بڑا آزار ہی  
 سوین، تو ہی بین کہ نہیں قرض کی بھرم ہی  
 اب مجھے کہنا ہی وہ بس امر کی درکار ہی  
 سب، بن اچھی میرا ہی فرقہ نحیف دزار ہی  
 اپنی اپنے فعل کا شخص خود مختار ہی  
 سن کی صورت ہی بڑھیکسا سودیہ رفتار ہی  
 کم سوئی عزت تو عالم میں ذلیل و خوار ہی  
 قرضی و وارنٹ پھر اپنے گلے کا بار ہی  
 اس میں نقصان ہر گھڑی ہی یہ برا بیار ہی  
 پھر ٹھکانا ہی بہنیں رہنوی بھی ناچار ہی  
 آپ تو مفلس ہوئے اور دوسرا زر دار ہی  
 قرض کا لینا ہر اک عاقل کو تنگ و عار  
 ماٹ سو لیکن کہ جاتے ہیں دھاری دار ہی  
 جس طرف کو دیکھے جو تو نکا اک طومار ہی  
 اب بتا مجھ کو تجھے افسار یا انکار ہی  
 ہوں بچے کبریٰ زمانہ کہہ دی خوش اطوار ہی  
 اپنی دولت کو بجائے وہ بڑا ہشیار ہی  
 پھر یہ ہی ٹیڑھی زمین اور چرخ کج رفتار ہی  
 چار دہین دیکھو ہر شخص پھر زر دار ہی  
 جو تجھے سمجھا رہا ہی وہ شفیق زار ہی

# احوال طوفان بارش لکھنؤ ۱۳۳۵ھ

ادراک مطلع کی محض فکر ہی اس دم خدا مجھے ان پڑھ کا بھی تو ہی مالک و مختار ہی

پڑھ دار و لگا بڑا مجمع سر بازار ہی

لکھنؤ جو شہر تھا کل آج وہ سہاڑی

جس طرف لو دیکھے مٹی کا اک انبار ہی  
کیا بنا گیا مجھے میرا مکین ناچار ہی  
کیا رہے مجھ میں نہ میری حمت ہی نہ دیوار ہی  
اب ڈرائی شکل میری دیکھنا دشوار ہی  
آج بے پردہ وہی ایک ایک پردہ دار ہی  
آج سر نہنگے وہی بی بی سر بازار ہی  
اگر بڑا ادس کا مکان وہ کیا کری ناچار ہی  
کچھ شب ایسا ہی دان رہنا آدین دشوار ہی  
جس کسکو دیکھے جینی سے وہ بیزار ہی  
تغریہ رکھنے کو بھی کوئی جگہ درکار ہی  
خالق اکبر سے تم لہو تو بیڑا پار ہی

جس مکان کی موت آنی قبر بھی وسجا بنی  
ہر مکان ٹوٹا یہ کہتا ہی زبان حال ہی  
دیکھتا ہی مجھ کو حسرت کی نظر سے کیا مکین  
پرورش بچوں نے پائی مجھ میں کس آرام  
بی بیان کل تک جو مجھ میں بیٹھی تھیں پڑھ  
نقش پا جسکے نہ میری حد سے پار تھے کبھی  
راہ میں بی بی کوئی بھی ہی چا در تا مکین  
مسجد و مین کر بلا و نعت بھری مین بی سیا  
خانہ بربادی ہی ہر نمون کا نقشا ہے برا  
غم یہ ہی کیونکر عزا داری کرین مظلوم کی  
باحسین ابن علی امداد کا ابقت ہی

قدر دان تجھ کو کوئی مجا نیگا ایسا حق

آپ پوچھے گا تجھے کس چیز کی درکار ہی

## در حالات زبان اردو

لکھنؤ دہلی ہی ایوان زبان اردو و  
انے بڑھتا گیا اسکان زبان اردو و  
انکے قبضہ میں ہی سامان زبان اردو و

جاننے والے مین یہ شان زبان اردو و  
خوب دونوں در فصاحت و سلیسیت ہی  
لکھنؤ دہلی کی یہ ملک ہی کچھ شبہ نہیں

<p>یہ ہی عالم میں ہیں شایان زبان اردو،  ہمیں دونوں ہی رہی جان زبان اردو  ہمیں دنیا میں ہیں شایان زبان اردو  روز آتے رہے مہمان زبان اردو  سے قلم اپنا ہی دربان زبان اردو  لاکھوں ہی آئینے خواہان زبان اردو  ہمے قائم رہا ایسا زبان اردو  منے قائم کئے ارکان زبان اردو  منے پیدا کی سامان زبان اردو  دو ہی مصرع کا ہے دیوان زبان اردو</p>	<p>سچ گیا ملک فصاحت میں انھیں کا ڈنگا  اسکے ارکان جو گرتے تھے سنبھالا اپنے  طلبہ آنکے عالم کے سبق سے لین  ہمیں شیریں سخن خوب بتائی سب کو  اپنے قرضے میں رمیگا در دوست اسکا  فصحا ہو گئے عالم میں ہمارے دم سے  ستند ملک فصاحت میں ہی ہر لفظ اپنا  سارے عالم میں ہیں اہل زبان ہر شب  جنش لپی ہاری ہوئی زینت اسکی  ہو فصاحت بھی بلاغت بھی یہی واجب ہے</p>
---	--

یہ تو سب جانتے ہیں جاہل مطلق و تحقیق  
پوچھنا اوس سے ہی کیا شان زبان اردو

## چند تواریخ طبع دیوان بحساب سہجی

از نعتیہ فکریہ خراب سید علی محسن خان صاحب آبرو لکھنوی

<p>نامور ہیں میان خاص مام  قبضہ میں فن شاعری ہر تمام  تیری قدرت ہو خالق عظام  قدر دانوں کا بس ہو آگے کام  دل پکارا دشمنائے کیلے میلانم  آپ اپنی نظیر اب یہ کلام</p>	<p>خاص مشتق مرے جناب تحقیق  شعر گوئیں جس کی مشاقتی  بے ڈر ہے لکھے یہ قوت نظم  مختصر یہ کہ چھپ گیا دیوان  فکر تاریخ کی مجھے بھی تھی  سنہ ہستیں کیوں نہ ہو ای آبرو</p>
---	--

از منتی فکر جناب سید منیر آغا صاحب شہر لکھنوی

از سخن زادگی ہر خوش سخن  
سرحدے از کلام آباد است  
مگر نیست قول ملک قبول  
حد لطف سخن خدا داد است

۱۹۱۴ء

نوٹ

مصنف صاحب سید ۱۹۱۴ء میں فرمایش کی گئی تھی اور ۱۹۱۴ء میں یہ دیوان

از منتی فکر جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز لکھنوی ملک جناب شاق لکھنوی  
طبع ہوا یہ بھی وجہ ہے کہ تاریخ مذکور میں ۱۹۱۴ء میں

خوب ملک سخن میں نام کیا  
مدح آل نبی کا ہے یہ صلا  
انکی جاگیر میں خدا نے لکھا  
اک کتابی نہیں ہے شان فرا  
جلے بہتا ہوا گوئی دریا  
لیکن اہل قلم میں در آیا  
واہ کیا کہنا لکھنؤ تیرا  
نام حافظ زمانہ بھر بھولا  
شاہان ہو کہیں نہ ہے اکھا  
کلیات انکا چھپ گیا پورا  
وہ قصیدے کہے کہ قصے غلے  
سینے اعجاز بار بار ہے سنا  
بے ریا دوست جانکر اپنا  
اور ہوا سال طبع کا جو یا

میرے شفق شفیق لایق نے  
طبع موزون کی کب کراست ہے  
جو کہتے ہیں مبد فیاض  
فطر تا شعر نظم کرتے ہیں  
طبع موزون کی وہ روانی ہے  
گو کہ ناخواندہ ہے یہ صاحب فہم  
ایسی فر و کمال رکھتا ہے  
دیکھ کر انکے حافظ کی شان  
عیب سے پاک و صاف ہیں شعار  
شکر صد شکر اس زمانے میں  
حمد میں لغت میں مناقب میں  
صحبت خاص ناصر دین میں  
مجھے تاریخ کو کیا ارشاد  
رکھا سینے پہ مینو دست قبول

دلنے بیباختہ یہ مجھے کہا  
فیض ہو سب رسول اُمّی کا

۱۳۳۵ھ

دیکھ کر نظم لاجواب کی شان  
کیون تجب ہو سال طبع یہ لکھ

از تخی فکر خیاب سید سکر مرزا خان صاحب بلخ لکھی

اللہ کی قدرت ہو یہ سامان شفیق  
جو اہل نظر ہوں دیکھیں دیوان شفیق

عالم ہو جس طرح ثنا خوان شفیق  
ایسے ہوتے ہیں لکھنؤ کی ان پڑھ

اولہ

کہ ہو ملک نظم من نام شفیق کا  
شہرہ ہو لکھنؤ میں کلام شفیق کا

۱۳۳۵ھ

فطرت کی ابتداء ہو یہ فکر بلخ  
جی چاہتا ہو جلد یہ دیوان چھپ کر

اولہ

کہ آسان نہیں جنگی مرج و ثنا  
خدا نے کی اعلیٰ طبیعت عطا  
کہ دیوان خوش فکر بھی چھپ گیا

۱۳۳۵ھ

جو شہور ہیں سید احمد حسین  
بڑا نام پیدا کیا نظم میں  
لکھو جلد تاریخ تجبیری بلخ

از تخی فکر خیاب سید محمد جعفر حسین فتح صاحب بہار لکھنؤ

دل پہ لکھا ہوا ہو نام شفیق  
ہے مرے ولین احترام شفیق  
ہے وہ اک شغل صبح و شام شفیق  
بفرست چھپا کلام شفیق

۱۳۳۵ھ

مرے احباب خاص میں سو ہیں  
شاعر خوش مذاق و خوش گفتار  
جب کو کہتے ہیں سب غزل گوئی  
کیا مبارک ہو اسے بہار یہ سال

از تخی فکر خیاب میرزا کر حسین صاحب قزلباش تاق لکھنؤ

سے زیر طبع اک مجموعہ عشق  
شفیق خوش بیاں کا ہے یہ دیوان  
روانی طبع کی شعرو لئے ظاہر  
نہ تعقیدین نہ اغلاط معانی  
یہ ہے دیوان کی تاریخ ثاقب

فسانہ ہے یہی از قاف تا قاف  
زبان خلق پر ہیں جسکے اوصاف  
ہو بیسی چشمہ شیریں و شفاف  
زبان لکھنؤ شہور اطراف  
عروسان سخن کا حجلہ صاف

۱۳۳۵ھ

### از منتہی فکر جناب نواب احمد علی انصاری تین صاحبزادے

یہ علم و فن سے جو تیرہ ہیں غبار حسین ہو وہ مقررین  
ذکاوت دین سے کچھ السی قلم کہا نکاد و ات کسی  
لکھی ہو وہ کس کی غزل ہے پوئی ہو اصلاح بھی کبھی  
ہر ایک مصرع کا حرف پھل جو لیکر شربت قلم کی نکھٹا  
مین کر چکا سال طبع نمودن و فن موقوفہ گریں ہوں

تلاش و شعر لکھنؤ میں لکال ہوئی ہو عقل حیران  
کچھنی تصویر سے شکل جیسی مین ہوئی ہو دین و دنیا  
یہ لفظ خصمت ہو وہ کر رہی ہمیشہ کو مین مہمان  
کے پھر عداوت جمع کیجا تو سال بھری ہوا نمایاں  
قلم جو مرجا لگا ہو تو کھوں شفیق نگین سخن کا دیوان

۱۳۳۵ھ

### از منتہی فکر جناب مرزا بادشاہ مرزا شمس گرد فصیح القضا و اتبلغ البیان جناب سیار صاحب شہد مدظلہ العالی

ثریہ جو سن سرت مین کہہ اوٹھا اختر  
موافق اپنی لیاقت کو وہ بھی دیتا داد  
ہر ہی کہیں گے کہ تھا دوست دوست کی ہی ہی  
یہ سچ ہی دوست کی تعریف مستندی ہیں  
ہر ہی صفت ہی تمھاری کلام مین بھی شفیق  
تمھارا حکم جو تھا تو بھی کہہ تمھارا رنج

مرے شفیق مرے دوست کا کلام چھپ  
مگرے غیر کے طعنوں کا اس کو خوف سوا  
سحاف کرنا اسی ہو وہ کچھ بھی کہہ نہ سکا  
کلام وہ ہی کہیں جسکی غیر مدح و ثنا  
زبانہ غیر کی ہو گا بلند وصل علی  
بس اس خیال سے حرف روی کو حضرت کیا



بہت خلوص سے پھر لوں لکھاسن بھری

شفیق خوب یہ دیوان سبیر مل کہا  
قد ۳۳۵

از نتیجہ فکر جناب مولوی سید بندہ کاظم صاحب وید لکھنوی

دیوان جناب سید احمد - میں کا  
خال رخ حسین ہی جو نقطہ ہی اسمین بھی  
محبوب شمع پردہ فارس میں ہوئی  
کچھ اسمین شک نہیں کہ گل سر سبد یہی  
دیوان شفیق کا یہ وہ مثل و الا جواب  
سلک گہری نظم میں جاوید انکی نظم  
خود سال طبع میں تھی ہو اک حسن و لغز

حرف و کجی روشنی سوسے اک شمع انجمن  
جو کوئی مدی حور کے ماتحت کی سے شکن  
معنی میں لفظ لفظ میں لکھنوی میں وہ  
تازہ بہار کیوں ہو ہے روش حسین  
پتلی کی طرح آنکھوں میں رکھتی ہیں اہل فن  
گویا بھاری موتیوں سے حق نے یہ دہن  
جو ہر بے ہوا را کا آئینہ سخن  
۳۳۵

از نتیجہ فکر جناب سید رفیع حسین خلیفہ صاحب سید عیاض حسین صاحب

اعجاز و تائید حضرت اشرف مدظلہ

سخن آرا شفیق نکستہ پرور  
نہیں لکھ پڑے اور او شاعر  
بہت ہی پر اثر منظوم والا  
یہ دعویٰ حافظہ کرتا ہے انکا  
مضامین نظم میں الہامیہ ہیں  
سنین طبع لکھواری خیر اب  
ہوئی جب امتثال مر کی فکر  
کہاوتے نہ کیوں مقبول ہو نظم

سخن کا گھر ہے جنک دم سو آباد  
ہیں شاگردی اہل فن سو استاد  
بقیض مدح الہیت محب  
کبھی ہکو نہیں ہی بھولنا یاد  
یہ شان خستہ نمی ہوئے کیا  
مصنف کا بجالاؤ تم ارشاد  
خدا سے میں ہوا خواہان امداد  
کہ میں نایاب شاعر خدا یاد



## از نیتی فکر جناب حکیم مرزا فدا احمد صاحب دانش لکھنوی

وہی شریعت ذی قدر و جہ غریق  
در کوئی چشمہ مثل ریشم  
قابل نعل است دیوان شفیق  
روح و جان مات دیوان شفیق  
جاہ فکر است دیوان شفیق

۱۳۳۵ھ

طبع کرد احمد حسین نکتہ سخن  
آن کلامی را کہ باشد جوش زن  
گفت دانش بعد سال طبع نیز  
سال طبعش بہت ہم بقلب جان  
بہر تانیخ است این مصراع نیز

## از نیتی فکر جناب ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب بیج دہلوی

بیان اچھا زبان بھی خوب شیرین ہی  
از بیج دہلوی سن - نظم رنگین ہی

۱۳۳۵ھ

شفیق لکھنوی کا چھپ گیا دیوان  
سنادل ہن چین مین نہ فرمہ پیرا

## از نیتی فکر جناب ڈاکٹر لکھنوی

عشاق کی وفا ہی معشوق کی ادا ہی  
دیکھیں ہن شعر جسے دل و سکا گھوہی  
قصہ جہان ہی عمر کا وہ درد لا دوا ہی  
برہم کسی سے شاید معشوق خود ہی  
ولنے لکھا رشتہ اگر و نہ پہ کر لیا ہی  
لیکے کی کیفیت ہی مجنون کا ماجرا ہی  
وحشت کی ابتدا ہی فرقت کی انتہا ہی  
زندان کو دور پہ کوئی دل تھا ہی دور ہی  
عالم کی کیفیت کو بند اک جگہ کیا ہی

نظم شفیق ڈاکٹر کیا پوچھتے ہو کیا ہے  
استدراجی حسن بندش بیتاب ہن نگاہین  
لطف اسکا جانتے ہن فرقت کو مرنے والے  
جسجا ہی حال صلت وہ نظم کہہ رہی ہی  
تخیل ہی جہان پر وہ ہی بلند راہی  
افسانہ ہائے حسرت آؤ ہن گر کہیں پر  
دیوان خان الفت گرفتہ ہن کہیں پر  
و لکھ کشش کی حالت دکھلائی ہی جہاں پر  
اصناف شاعری پر قدرت یہ کی ہی حاصل

توصیف نظم ذخیر ممکن نہیں قلم سے  
موجہاں وزینت عشاق و مہوشان بین

وہ کہد و سال ہجری جود لکا مدعا  
آئینہ کرامت دیکو ان شفیق کا ہی

۵۱۳۳۵

## از نتیجہ فکر جناب رضا فرنگی محلی

مرتب ہو کے دیوان محب کیا خوب  
رضا کہہ بے نقطہ تاریخ اس کی

سبارک ای شفیق تلمتہ پرور  
ہوا سرور ہر کامل سدا سرور

۵۱۳۳۵

## از نتیجہ فکر جناب سید تاج حسین صاحب لکھنوی خلف حضرت لطافت مرحوم

کلام شفیق اسقدر بامزا ہے  
کربن فخر کیونکر نہ ملوگ اپنا  
کوئی دیکھو خوش قسمتی لکھنوی کی  
جسے چاہے جس قسم کی دودھ دلت  
جو منکر ہوں اس کے کوئی اولیٰ نہ کہتا  
جو پھولتی پھلتی ہر نظم ان کی  
یہ رنگین طبیعت ہیں اور زود گوین  
ہیں نا آشنا پڑھنے لکھنوی بالکل  
مگر شعر کہنے میں مشاق ہیں یہ  
ہو گریں انکا دیوان اوٹھا  
ابھی اسکی تاریخ ہجری میں شہرت

زبان پر احباب کی مر جاب ہے  
یہ ہیں فرد ایسا نہیں دوسرا ہے  
نہ ہی ایسا کوئی نہ کوئی ہوا ہے  
عجب کیا ہی ہر شے پہ قادر خدا  
یہ مسلک تمہارا نہایت برا ہے  
یہ دین اوکی کیا رشک کی آہن جا  
سخن میں اثر ہے زبان میں مزاج  
نہیں جھوٹ کچھ آہن سچ و قہار ہے  
کہ دعویٰ سے یہ قول بیشک ہے  
یہ خود دیکھ لے ملک دشوار کیا  
یہ مجموعہ نازک خیالات کا ہے

۵۱۳۳۵

## از نتیجہ فکر جناب سید صدر الاسلام صاحب صدر لکھنوی

تہ خالی عالم کا غنائت شفیق خداوند نامہ سرمدہ زار سچ بھی ہو لورانی	صورت مہر فلک مطلع دیوان چمکا عالم نظم پر رویہ تابان چمکا
--	---

۱۳۳۵ھ

## از نتیجہ فکر جناب صفدر صاحب

چہ سہرا ہے شفیق کا دیوان اکھد وصف قدر یہ طبع کی نارسخ	طبع موزون ہو فکر عالی ہے نظم میں جان اسی نے ڈالی ہے
--	--

۱۳۳۵ھ

## از نتیجہ فکر جناب مولوی مرزا الطاف حسین صاحب لکھنوی

اشتیاق طبع بید تھا دل پر شوق چھپ گیا نغز لو کا دیوان چو خط حب اذہن ساو طبع موزون آفرین آئین آئین میں کہاں تیاغ دنیا سخن مصرع سال شاعت میو الیالم کہا	مذتوں کے بعد نکلا آج ارمان شفیق پورا پورا اب ہوا اردو پر احسان شفیق شاعری لے ہوئی جاتی تو قربان شفیق منصفی کی آنکھ سے کچھین دریاں شفیق پردہ ساز شاہد مٹی ہو دیوان شفیق
--	--

۱۳۳۵ھ

## از نتیجہ فکر جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی

واہ گلہاے مضامین ہن شگفتہ کیا کیا سال ترتیب کی ہو فکر فصاحت جوین	کہیں سب اہل سخن اسکو گلستان شفیق اکھدوا کیا لائق توصیف ہو دیوان شفیق
---	---

۱۳۳۴ھ

## از نتیجہ فکر جناب مولوی عبد الرحیم صاحب کلیم لکھنوی

بہ چمن بہار آمد چرخ زمان بگشت اہی سخن شفیق صاحب بود انجان بجلوہ	ز دہن نفس برآید چو نیم صبح گاہی چو سواد زلف جانان دم طبع شد سیاہی
--	--

بہ ہلالی وزلالی نہ کہم چسان شمارش  
بلا و شاعری و ہمالک معانی  
بنوشت سال پایش چہ کلیم بہر بحر ی

ستدہ تہرہ کلاش جو زماہ تا بہ ماہی  
بہ نظام شہریاری بہ سریر بادشاہی  
مہ لون نظم زیبا چو طلیہ اہلی

از نتیجہ فکر مختار جناب محمد مختار از خیر اہل بیت باغیانہ کی مجلسی

تاکیم تہے تلاطم دریاے نظم میں  
کرتے ہوئے جہتہ الشعر حل اوے  
اہل زبان ہو حافظ علم عروض ہو  
مصنوع جو کھے ادق وہ کچھ ہل متغ  
والب ہوں معترض کی جو لفظ خلاف  
فرمایش شفیق ہو محب ہر سال طبع  
مختار حل معج ہو بے وحی کس طرح

ہر دافعی شمار بہر عشق ہو  
کیسا ہر سئلہ اہم یاد قیاس ہو  
دشمن غز وہ بھی ہمتار ارفیق ہو  
دق سامعین ہوں نہ سخنور کو ضیق ہو  
تسخ سخن ہر قطع زبان فسر لقی ہو  
بہر شرط یہ ہر سب ہو افضل طریق ہو  
تا کید غیب جبکہ کلام تنفیق ہو

از نتیجہ فکر جناب مرزا کاظم حسین صاحب شش لکھنوی

شکر خند اشفیق کا دیوان چھپ کیا  
ہر لفظ میں اثر ہر ستم کا جبر کیا  
ایک اک غزل میں سلسلہ بند ی حسن عشق  
مضمون کیوں نہ آہ عنا دل کا ہوا اثر  
دیوان چھپا ہر شاعر امی لقب کا آج  
اے سرزمین لکھنوی تیری ہو کیا آشنا  
وہ شاعر لگانہ کہ جسکے کلام کی

ہر شعر کا ہرزم سخن میں ہر یادگار  
سینہ میں شیکے دل میں وہ کیوں ہون بقیار  
یوں ہو کہ جیسو سلک گہراے آبدار  
کہانی میں جو عین قلب و جگر پر نزار بار  
کیا اعتبار جسکو شرف بخشے کردگار  
تجھ میں مرے شفیق سا ہر خوش روزگار  
اک دھوم ہو رہی ہر سرزمین اعتبار

احمد حسین نام خصل شفیق ہے  
محشر نے سال طبع کہا اور یوں کہا

احباب خاص و عام کا سو جانے نثار  
روح سخن شفیق کا دیوان پر بہار

از نتیجہ فکر دیاب احمد خان صاحب نظم شاگرد جناب رشید لکھنوی

مقبول ہوا نام الہی سے کلام  
ہر شعر میں حسن بلاغت کا و فور  
مستلوم ہوئے عشق کو کس سن سوز  
غواص بنی فکر سخن بسج جہان  
مصرع حسن طبع لکھو شوق سخن نظم

امی نے کئے نظم مضامین دقیق  
ہر لفظ ہے دریائے فصاحت میں غریق  
تحقیق رہی طبع سخنور کی رقیق  
پایاب ہوئی شعری ہر بحر عمیق  
الہام و کرامت ہو یہ دیوان شفیق

از نتیجہ فکر جناب نواب عباس مرزا خان صاحب نفس لکھنوی

نمود ابرسیہ شد ز دامن کہار  
رسیدہ بر سر طرف چمن بشوق تمام  
پرفت آب روان گرد پائے صحن چمن  
بحکم باد بہاری فشان دامن ابر  
ز شکست فشوی باران تمام ارض چمن  
درین زمانہ کہ موج نسیم جان افروخت  
سنم کہ شیشہ خالی نہفت کہ زیر غفل  
بشوق آب طرب بر در تو آمدہ ام  
بیا گو کہ زرنج خسار بیتا ہم  
ز صاف و درو کہ واری بیار و غدر سنہ

رجوع کرو سوئے بانج ہیچ باد بہار  
ز طرز خاص شدہ در فشان و گوہر بار  
بشت چہرہ گلشن تقاطر مطار  
عبار زرنج فشان از چہرہ اشجار  
بسان پاک دلاں گشت صاف آئینہ دار  
چرا بستہ اے باغبان در گلزار  
بہ فکر یادہ بحس نمودہ در بازار  
نشستہ ام بامید تو پشت پردیوار  
کجا است کلبہ ساتی و خانہ خسار  
مکن در بیچ جو ممکن بود کم و بسیار

شمنده ام که تو هم ذوق میکشی داری  
که ناگهان بدریغ باغبان آمد  
بلب لبستم و درو خطاب جانب من  
سلام کرد و خجسته و نرودن نشست  
بخند گفت که چون قطع میشد و دیوان  
ترا که شوق بتار بج گفتن است بے  
لش لعلغت صوری نوشت تار نخیش

بیاؤز و در بر اعدا کبریا و سیه  
پری جال و شل اندام را بهر  
پرست بیاوم من پرانده من کلاه  
بجمن خویش چه بر نزار با بهر شاد  
اگو بر آید کلام چنانچه سپید انمار  
چه خوش بود که آید بایک گوشه و کلاه  
نزار و سیه و نزار و یک شمار

وله

توفیق یزدان کلام شفیق  
لغش مصرعه سال تار بج گفت

شود و در جان نزارت تراش غلام  
این سخن شون و صائب کلام  
شاد

از نیت فکر جناب و اجیدن صاحب واقف لکھنوی  
در عین بهار گشت بلبل خاموش  
منقوط نوشت سال طبعش واقف  
گلزار سخن چو دید شد ملقه بگوشتش  
این نظم عطیه الی پرچوش

۱۳۳۵

از نیت فکر جناب محمد مشرف انصاحب وصل لکھنوی پوست ماسٹر  
نیشن یافته تلمیذ حضرت امیر منیانی مرحوم حال اردو صفدر خج ضلع باره بنجی  
هنگام مطبوع دیوان شفیق  
خج مضمون ہے یا تیج نگاہ  
جاسد و نکر اور گئے ہوش و حواس  
فکر حبیب مجھ کو ہوئی تدریج کہ  
سرنگون ہو دیکھ کر ہر اہل فن  
ہر نیکو شعر میں ہے ہانک پن  
مکتہ چنیوئے ہوئے نشہ ہرن  
بات غیبی ہوا یوں فسرہ زن

جمل کلمہ منقوطین یہ سال طبع | آج پایا شاعر شیرین سخن

از نتیجہ فکر جناب پرنس محمد وحی علیخان عرف سلطان صاحب قصبہ لکھنوی  
کلام شفیق است نمایاب تر  
بہر جہر سملہ آن خطبہ صبح سخن  
عروہ پیش آن خود نہریت گرفت  
گوشہ ہمان رفت صیت سخن  
رقم کرد تار بج از فکرو وصف

از نتیجہ فکر جناب سید محمد ہادی صاحب خاں دیو دی کلکڑ محسوسیت غازی پور  
ان پڑہ فضل خدا سے شاعر موبیالو  
اشعار شفیق کا جہلا کیا کہنا  
وہ باغ لگا دیا کہ جسکے اندر  
دیوان چھپا تو دی یہ ہاتھ لڑا

از نتیجہ فکر جناب ہودہری رحم علیہ صاحب تلمیذ حضرت غفر لکھنوی  
شتاق تھی مدت سو نظر اہل نظر کی  
تار وہ دیوان شفیق اب و آخر  
کہہ ہاشمی خستہ جگر مصرع تار بج

ختم تصنیف دیوان سید محمد حسین عرف نخبہ صاحب شفیق



ریخت کلام پر و فیسر مولوی مرزا محمد بادی صنامرزا

جسکے دیوان ہو گیا کامل  
شاعر و مین بڑھا دقت و شفیق  
سال تصنیف لکھو اسے مرزا  
بے تکلف کلام یا ر شفیق

۱۳۲۳ھ

تاریخ از نتیجہ فکر جناب نواب محمد باقر علی خان صاحب قدرت رشاگر حضرت حمید لکھنوی

کیا خوب کہیں شفیق نے سب غزلین  
سارے شاعر موصوف دیوان ہیں  
ایک کا الف بڑھا دتاریخ ہو قدر  
سب اہل سخن معترف دیوان ہیں

تاریخ از نتیجہ فکر جناب باقر صاحب حمید لکھنوی برادر حضرت رشید لکھنوی

ہے حافظہ طبع بھی رسا ہے  
حق تو یہ ہے قدرت خدا ہے  
ہاں ان کو مجھ سے طبع پر ناز  
دیوان شفیق چھپ رہا ہے  
تاریخ کو حمید اجری  
دستراک حسن و عشق کا ہے

تاریخ از نتیجہ فکر عالی حضرت استادی قبلہ و کعبہ جناب سیّد مصطفیٰ

میرزا صاحب عرف پیار صاحب شیدہ قلم العالی

تھو صاحب شفیق شاعر  
کہتا ہوں ادب کو ترک کر کے  
مین نے دیکھی ہیں تھوڑی غزلین  
میرا یہ دوست باد فاس ہے  
بے لکھا بڑھا ہوا یا کامل  
میری بھی زبان پر واہ وہ ہے  
تاریخ کی تھی رشید کو فکر  
یہ سحر نہیں اگر تو کیا ہے  
آمنہ لکھا۔ قدرت ای ظا ہے

۱۳۲۵ھ

نوٹ: جو کچھ پرچہ ہے فکر و دیوان و مین لکھنوی سلسلہ منجی مذکورین۔